

عمران سینئر

بلیو ہاکس

منظور کشمکش

عمارت سینما

پلیو ہاکس

تمaml ناول

مظہر ہر کلیم ایم اے

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

Prepared by: S.Sohail Hussain

رات آدمی سے زیادہ گزر پکی تھی۔ عمران نے کار گرینچ میں بعد کی اور پھر سیڑیاں پہنچا ہو اور فلیٹ پر ہو چکا تو بے اختیار ہمچک کر رک گیا کیونکہ فلیٹ پر کالا نگاہ ہوا تھا۔ شام کو جب عمران کار لے کر نکلا تھا تو سلمان فلیٹ میں موجود تھا اور اب بجکہ رات آدمی سے زیادہ گزر پکی تھی۔ سلمان کا اس طرح فلیٹ کو تالا نگاہ کر جانے کا مطلب تھا کہ کوئی ایمیر جسکی ہو گئی ہے۔ لیکن کیا ایمیر جسکی ہو سکتی ہے؟ اسے سمجھنا آری تھی۔ اس نے مخصوص جگہ پر رکھی ہوئی چائی کٹالی اور تالا کھول کر فلیٹ میں داخل ہوا۔ سٹنک روم میں داخل ہوتے ہی وہ بے اختیار ہو یہاں پڑا کیونکہ سیر پر ایک کاٹڈا موجود تھا جس پر سیر دست رکھ دیا گیا تھا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے سیر دست ہٹا کر کافہ انعامیاں اس پر سلمان کی طرف سے پیشام درج تھا کہ واپس ہاتھ پر دو فلیٹ چھوڑ کر تیرے فلیٹ میں رہنے والے ایک

بزرگ کو پارٹ افیک ہو گیا ہے اور وہ اسے لے کر سُنی ہسپتال بارہا ہے۔

عمران نے رقعہ پڑھ کر بے اختیار ایک طویل سائنس لیا اور پھر رقعہ واپس میر پر رکھ کر اس نے فون کار سیور انٹھایا اور انکلوائزی سے سُنی ہسپتال کے فون نمبر معلوم کر کے اس نے نمبر پر لس کر دیے۔
“سُنی ہسپتال۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک تسویتی آواز سنائی دی۔

میں کنگ روڈ سے بول رہا ہوں۔ ہمارے ایک ہسای بزرگ کو پارٹ افیک ہوا ہے انہیں سُنی ہسپتال لے جایا گیا ہے۔ میں ان کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ عمران نے کہا۔

میں شبہ پارٹ سے آپ کا رابطہ کراہی ہوں۔ وہاں سے آپ کو مطلوب معلومات مل جائیں گی۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

میں۔ شبہ پارٹ سُنی ہسپتال۔ چند لمحوں بعد ایک اور تسویتی آواز سنائی دی تو عمران نے وہی فتحہ دوپہر دیا تھا اس نے ہمیں خاتون آپریٹر سے کہا تھا۔

کیا نام ہے مریش کا۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

سوری، نام کا تو مجھے علم نہیں ہے۔ عمران نے قدرے شرمدہ سے لمحے میں کہا۔

ایک مشت ہولڈ کریں۔ میں معلوم کرتی ہوں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

11
ایلو۔ تھوڑی در بعد اس آپریٹر کی آواز سنائی دی۔
میں۔ عمران نے داب دیا۔
کنگ روڈ سے ایک بزرگ مریش عین الدسر کو لا یا گیا تھا۔ ان کی حالت یہ حد تراپ تھی لیکن اب وہ قدرے بہتر ہے۔ وہ وارڈ نمبر دو پارٹ کے کمرہ نمبر انٹھا رہے ہیں۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک جویل سائنس لیا اور رسمیور رکھ دیا ہے جسے وہ یقیناً سوچتا ہے پھر ایک جھٹکے سے انٹھا اور تیز تیز تقدم انٹھا تا ہوا قلیت سے یا ہر آگیا۔ اس نے تالا لکا کر چاہیا۔
بخصوص جمل پر رکھی تاکہ اگر اس کی عدم موجودگی میں سلیمان واپس آجائے تو پر ایشان نہ ہو اور پھر گرجان سے کار بکال کر دہ سُنی ہسپتال کی طرف چل پڑا۔ گو ساری شام یہکہ آدمی رات تک مختلف ہو ٹلوں میں آوارہ گردی کر کے وہ خاصاً تھک گیا تھا لیکن اسے یہ سوچ کر بڑی شرم آئی تھی کہ اس کا ہمسایہ زندگی اور سوت کی کشکش میں یہکلا ہے اور اول تو وہ یہ تھی رہا۔ دوسرا بھبھ اسے معلوم ہو گیا تو پھر اس نے اس کے نئے کچھ نہ کیا۔ اسے سلیمان پر رٹک آ رہا تھا جو ہمسایوں کی خر گری کرتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ سلیمان کو باقاعدہ اخلاق دی گئی ہو گئی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس سارے علاقوں میں رہنے والے لوگ بیلتے تھے کہ سلیمان ایسے معاملات میں کس قدر ہمدرد اور وروغی بکھنے والا ہے اور عمران کو یہی بات سوچ کر سلیمان پر رٹک آ رہا تھا۔ تھا۔ تھوڑی در بعد اس کی کار سُنی ہسپتال کی پارکنگ میں جا کر رک

صاحب کو بھی انہوں نے وہاں مستقل رہنے کے لئے کہا ہیں انہوں نے انکار کر دیا۔ ہم پانچوں وقت اکٹھے سب سیں خازانا کرتے ہیں۔ اس لئے مجھے ان کے بارے میں معلوم ہے۔ دس بجے رات کے قریب فون کی گھنٹی بھی تو میں نے عبدالصمد صاحب کی آواز سنی۔ وہ تکلیف سے کراہ رہے تھے اور پھر سیور ان کے ہاتھ سے گرفتار ہیں۔ میں بھاگا ہوا ان کے قلیٹ پر گیا تو یہ بیٹھ پر پڑے تکپ رہے تھے۔ میں نے قوری انجوں یہس کال کی اور ان کے ہاتھ پر جو طے۔ انجوں یہس بدلی آگئی۔ اس میں ڈاکٹر بھی تھا۔ اس نے انہیں سنبھالا۔ اس دوران میں نے منتظر سارے قد کھا کر میر پر رکھ دیا تاکہ آپ کو پریشانی نہ ہو اور ہم سینی اسپیتیاں جائیں گے۔ اب ہمیں اس کمرے میں شفت کیا گیا ہے۔ اب ان کی حالت خاصی بہتر ہے لیکن بھی حتی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ سلیمان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

+ تم نے بہت اپھا کیا۔ میں بھی عبدالصمد صاحب کی خیریت معلوم کرنے آیا تھا۔ اب کچھ تسلی ہو گئی ہے۔ رقم کی ضرورت ہے تو دے دوں۔ عمران نے سلیمان کے کامندھے پر تھنکی دیتے ہوئے کہا۔

- نہیں، رقم میرے پاس ہے۔ البتہ آپ ایک کام کریں کہ واپس جا کر عبدالصمد صاحب کے قلیٹ کو لاک کر دیں کیونکہ بدلی میں اسے میں باقاعدہ لاک نہیں کر سکتا تھا اور ہاں عبدالصمد صاحب کے پاس کی جیب میں سے عام سامان کے علاوہ یہ ایک مائیکرو فلم میں اظہاع ملی۔ عمران نے کہا۔

12

گئی۔ عمران نے کار لاک کی۔ وہاں موجود پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر جیب میں ڈالا اور تیر تیر قدم انٹھاتا ہوا اسپیتیاں کے میں گیت کی طرف بڑھا چلا گیا۔ تھوڑی در بعد وہ وارڈ نمبر دو ہارت کے کردہ تیر سے انٹھارہ کے سامنے پہنچ چکا تھا۔ وہاں باہر کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران نے آہست سے دروازہ کھولا تو اسے سامنے ہی کرسی پر بیٹھنے ہوئے سلیمان کی شکل تھر آگئی اور وہ اندر داخل ہو گیا۔ بیٹھ پر ایک بڑا گھر آدمی لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ لیکن اس کا پر سکون جھوپٹا رہا تھا کہ اس کی حالت ٹھنکی ہے۔ سلیمان عمران کو دیکھ کر اسٹھن کردا ہوا لیکن اس نے سٹھنی رکھ کر عمران کو بولنے سے منع کر دیا۔ عمران نے مشیات جس سرطا یا اور بیگر واپس ملزکر کرے سے باہر گئی میں آگیا۔ اس کے پیچے سلیمان بھی باہر آگیا اور اس نے آہست سے دروازہ بند کر دیا۔

مجھے ایک جنسی کی وجہ سے آنا پڑا صاحب۔ اس لئے آپ کو پریشانی تو ہوئی ہو گی۔ سلیمان نے آہست سے کہا۔

- ایسی کوئی بات نہیں۔ تم نے اس جرگل کے کام اکر قابلِ رٹنک کام کیا ہے۔ لیکن یہ ایس کون اور کسے جسیں ان کے بارے میں اظہاع ملی۔ عمران نے کہا۔

یہ ہم سے تمیرے قلیٹ میں رہتے ہیں۔ پوچھو رکھی میں پر و فیر تھے۔ اب رٹاٹر ہو گئے ہیں۔ ان کی بیوی فوت ہو چکی ہے۔

سلیمان اور بیٹا ہے۔ تینوں ایکر بھیا میں سیٹل ہیں۔ عبدالصمد

کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ڈین سے
پروفیر کے بارے میں خدشات ابھر آئے تھے۔

۔ خیریت ہے۔ کیوں فون کیا ہے اس وقت۔ عمران نے
بے چین سے لجے میں کہا۔

۔ جی صاحب خیریت ہے۔ پروفیر صاحب ہوش میں آگئے ہیں
اور ان کے اصرار پر میں آپ کو فون کر دہا ہوں۔ دوسری طرف
سے سلیمان نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک سکون بھرا طویل
سنس لیا۔ وہ پروفیر کو جانتا ہیں تھا لیکن ایک تو ہر حال وہ
اتسان تھے اور پھر اس کے ہمسایہ بھی تھے۔ اس لحاظ سے اس کی
پریشانی بجا تھی۔

۔ کیا یات ہے۔ عمران نے کہا۔

۔ پروفیر صاحب نے ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے اس مائیکرو
فلم روول کے بارے میں پوچھا جب میں تے بتایا کہ وہ میں نے آپ
کو دے دیا ہے تو انہوں نے بتایا کہ وہ اس فلم روول کی وجہ سے آپ
کو فون کر رہے تھے کہ لیکھت ان پر بارٹ ائیک کا شدید اشک ہوا۔
انہوں نے کہا ہے کہ یہ فلم روول ان کو ان کے ایک شاگرد نے
اکھر بھیا میں دیا تھا اور ان سے کہا تھا کہ وہ اسے کسی ایسے آدمی کو
دے دیں جس کا تعلق اعلیٰ ترین حکام سے ہو۔ کیونکہ ان کے مطابق
پاکیشیا کی سلامتی کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ وہ ایکر بھیا سے پرسوں
آتے ہیں اور وہ سوچتے رہے کہ اسے کس کے حوالے کریں۔ پھر

روول بھی نہلا ہے۔ سلیمان نے کہا اور جیب سے ایک مائیکرو فلم
روول بکال کر عمران کی طرف پڑھادیا۔

۔ مائیکرو فلم روول۔ عمران نے فلم روول لیتے ہوئے حرمت
بھرے بجے میں کہا کیونکہ ایک رٹائرڈ پروفیر کا ایسے مائیکرو فلم روول
سے کیا تعلق ہو سکتا تھا۔ ایسے عام فلم روول ہوتا تو پھر یہ اندازہ لگایا
جاسکتا تھا کہ اس میں ان کی قیمتی کے فون و غیرہ ہوں گے۔
۔ عبد الصمد صاحب یو ٹیورٹی میں کوئی شخصوں پڑھاتے تھے۔
۔ عمران نے مائیکرو فلم روول لے کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

۔ میں نے کبھی پوچھا نہیں اور انہوں نے بھی کبھی اس بارے
میں ذکر نہیں کیا۔ سلیمان نے جواب دیا اور پھر سلیمان کو
عبد الصمد صاحب کا پوری طرح شیال رکھنے کا کہ کر عمران واپس
لپتے فلیٹ کی طرف روکت ہو گیا لیکن اس کے ڈین میں مائیکرو فلم
روول مسلسل چھپ رہا تھا۔ اخطلانی یہ یات خلط تھی کہ اس فلم روول کو
پروفیر صاحب کی اجازت کے بغیر دیکھا جائے اور پاکیشی فیصلہ کیا کہ
خواہش کے اس نے ایسا کرتا میوب سمجھا اور پھر یہی فیصلہ کیا کہ
جب پروفیر صاحب صحت مدد ہو جائیں گے تو ان سے پوچھے لیا جائے
گا۔ فلیٹ پر چک کر اس نے بیاس بدلا اور پھر سونے کی تیاری کریں رہا
تھا کہ فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے جلدی سے ریسور اٹھایا۔

۔ علی عمران بول رہا ہوں۔ عمران نے تیو لجے میں کہا۔
۔ سلیمان بول رہا ہوں صاحب۔ دوسری طرف سے سلیمان

جاتے گا۔ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے صاحب۔“ دوسری طرف سے سلیمان نے کہا تو عمران نے اسکے حافظہ کے کر رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے انہوں کر الماری میں موجودہ قائم روپ نکالا اور پیشل روم کی طرف بڑھ گیا۔ پیشل روم میں مائیکرو فلم پرو جیکٹر کے سمتے کری پر بیٹھ کر اس نے فلم روپ کو مشین میں ایڈجٹ کیا اور پھر مشین آپریٹ کرنا شروع کر دی۔ بعد لمحوں بعد سکرین پر تصویر کے ہونے شروع ہو گئے اور پھر ایک تھما کے کے بعد سکرین پر الفاظ چھکتے نظر آئے تو عمران نے باختہ بڑھا کر ایک بٹن کو پریس کر دیا تو الفاظ واضح ہوتے چلے گئے اور عمران خود سے انہیں دیکھتا رہا۔ تھما کوں سے منتظر اس طرح بدل جاتا ہے کتاب کا صفحہ پلت جاتا ہے۔ عمران خاموش ہیٹھا ہوا تھا۔ اس کی تھریں سکرین پر تجھی ہوئی تھیں۔ اس فلم میں ایک پیغام موجود تھا اس پیغام کے مطابق پاکیشیا کی ریڈی لیسیارٹری سے میاںک ماؤس ناہی آدھے ایم ایم کہا جاتا ہے چرا یا گیا ہے اور اب یہ آدھا ایکریمیا کی ریاست کا صبا نو میں واقع ریڈی لیسیارٹری میں موجود ہے۔ یعنی اس آلے کو ایکریمیں سانسداں بھجو نہیں پا رہے۔ اس لئے اب ان کی کوشش ہے کہ اس آلے کے موجود سانسداں ڈاکٹر شجاعت علی کو انداز کر کے وہاں ہمچا دیا جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو پاکیشیا کی یہ اہم تجارتی تباہ ہو جائے گی۔“ یہ پیغام اس مائیکرو فلم میں موجود تھا لیکن پیغام دیتے والے کائنات کوئی نام تھا اور نہ ہی

انہیں یاد آگیا کہ آپ کا تعلق پاکیشیا کے سینکڑی وزارت خارجہ سرسلطان سے ہے تو انہوں نے ہمی سوچا کہ آپ کو یہ فلم روپ دے دیا جائے۔ جو ان کے خیال کے مطابق آپ دن کے وقت قلیٹ پر نہیں ہوتے۔ اس لئے انہوں نے رات کو فون کیا تھا۔ سلیمان نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”پروفیسر صاحب نے بتایا ہے کہ وہ کس مقصود کے پروفیسر رہے ہیں اور ان کا شاگرد کون ہے اور اس کا اس فلم روپ سے کیا تعین ہے۔“ عمران نے کہا۔

”جی صاحب۔ میں نے بہ کچھ ان سے معلوم کیا ہے کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ آپ نے یہ ساری باتیں پوچھی ہیں۔ پروفیسر صاحب پیشل یو ٹیورسٹی میں الیکٹریکس پڑھاتے رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ ان کے شاگرد پوری دنیا میں موجود ہیں۔ ان کے جس شاگرد نے انہیں فلم روپ دیا ہے اس کا نام شاہد نوہی ہے۔ وہ ایکریمیا کی ریڈی لیسیارٹری میں کام کرتے ہیں۔“ سلیمان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”پروفیسر صاحب نے اس فلم روپ کو چیک کیا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”ٹھیک ہے۔ میں چیک کر لیا ہوں اور پروفیسر صاحب کو تسلی دے دو کہ ان کی خواہش کے مطابق یہ فلم روپ اعلیٰ حکام تک پہنچ یہ تو میں نے نہیں پوچھا۔“ سلیمان نے جواب دیا۔

اس کا کوئی اتاپتہ درج تھا۔ عمران نے دو بار اس پیغام کو پڑھا اور پھر مشین آف کر کے اس نے فلم روں تکال کر پیشل روم کی ایک الماری میں رکھ دیا۔ ظاہر ہے اب دو ذھانی تجھے رات کو تو وہ کسی سے اس بارے میں معلوم نہ کر سکتا تھا۔ اس نے اس نے بیٹھ روم کا رخ کیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ کل نلٹتے کے بعد وہ سرداور سے اس بارے میں معلومات حاصل کرے گا۔

ایک خاصے ہے آفس کے اندر اسیں کچھ ہوئے کمرے میں آفس ٹیبل کے بیچے ایک لبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پہرے پر پریشانی اور بے چینی کے تاثرات بتایاں تھے اور وہ بار بار سمنے موجود بند دروازے کی طرف اس طرح دیکھ رہا تھا جسے اسے انتباہی بے چینی سے کسی کی آمد کا انتظار ہو۔ کچھ دریں بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس آدمی نے پھونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے سے ایک چھوٹے قد، بھاری جسم لیکن سر سے مکمل طور پر گنجے آدمی کو دھکیل کر اندر لا یا گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں تھے جبکہ اس کے بیچے دو لمبے قد اور گنجے سروں والے ٹمٹم افراد تھے جن کے کاندھوں سے مشین گنسی لٹکی ہوئی تھیں۔ چھوٹے قد والے آدمی کا پہرہ دھوان دھوان ہو رہا تھا۔ وہ لمبے

- میں نے کیا کیا ہے کہ تم مجھے اس طرح دھشیاں دے رہے ہو۔ ڈاکٹر شاہد لودھی نے کہا۔
 - تم چھشیاں گزارنے والگشن گئے تھے۔ یوں۔ گراہم نے کہا۔
 - ہاں، گیا تھا۔ ڈاکٹر شاہد لودھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 - تم نے ہاں اپنے اساؤ ڈاکٹر عبدالصمد سے ملاقات کی تھی۔
 گراہم نے کہا۔
 ہاں، کی تھی۔ وہ اتفاقاً مجھے ایک ہوٹل کی لابی میں مل گئے تھے پھر ہم ان کے کمرے میں بیٹھے کر پاتیں کرتے رہے۔ ڈاکٹر شاہد لودھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 - تم نے اس ڈاکٹر عبدالصمد کو ایک مائیکرو فلم روول دیا تھا اور یہ تھا کہ یہ مائیکرو فلم روول وہ پاکیشیا کے اعلیٰ حکام تک پہنچا دیں۔ گراہم نے اور زیادہ پھٹکارتے ہوئے بیٹھے میں کہا۔
 - مائیکرو فلم روول۔ کیسا قسم روول۔ میرے پاس تو کوئی مائیکرو فلم روول نہیں ہے اور۔ تھا۔ ڈاکٹر شاہد لودھی نے کہا۔
 - تھمارا کیا خیال ہے ہم سکھریتی والے احمق ہیں۔ ہمیں اطلاع بعد میں ملی ہے ورنہ تم اس ڈاکٹر عبدالصمد کو وہیں ڈھیر کر دیتے۔
 ہمیں شاید معلوم نہیں ہے کہ والگشن کے ہر ہوٹل کے ہر کمرے میں حکومت کی طرف سے خفیہ کیرے نصب ہوتے ہیں اور ہاں ہونے والی ہر مرکز کی صرف فلم بنتی ہے بلکہ ہر آواز بھی یقین کر لی جاتی ہے۔ یہ سارا میٹھا بعد میں ایک فیضان میں پہنچ جاتا ہے۔

خدوخال سے ایشیائی لگ رہا تھا جبکہ آفس میں موجود آدمی اور اس ایشیائی کے عقب میں آنے والے دونوں مشین گن بردار ایکریمیٹر تھے۔

- تھمارا نام ڈاکٹر شاہد لودھی ہے اور تمہارا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ آفس میں موجود آدمی نے اس ایشیائی سے مخاطب ہو کر گرچدار سے بیٹھے میں کہا۔

- ہاں، مگر یہ سب کیا ہے۔ مجھے اس انداز میں کیون ہماں لایا گیا ہے۔ ڈاکٹر شاہد لودھی نے حریت بھرے بیٹھے میں کہا۔

- جسمیں مخلوم ہے کہ میں اس لیبارٹری کا سکھریٹی چیف ہوں اور میرا نام گراہم ہے۔ اس آدمی نے آگے کی طرف بیٹھتے ہوئے کرشت بیٹھے میں کہا۔

- ہاں، مجھے مخلوم ہے لیکن تم نے مجھے اس انداز میں ہماں کیوں بلوایا ہے۔ میں معذرا شددان ہوں۔ ہوٹل عرے سے سے ہماں کام کر رہا ہوں۔ ڈاکٹر شاہد لودھی کے لئے میں احتجاج نہیاں تھا۔

- سنو ڈاکٹر۔ ابھی میں نے تم پر جم کھاتے ہوئے ہماں بلوایا ہے ورنہ جسمیں بیلیک روم میں زنجیر دوں سے باندھ کر جب تمہارے جسم پر خاردار کوڑے ہر سائے جاتے تو تم اپنے پیوں پر کھوئے ہوئے کے قابل بھی نہ ہیتے۔ اس لئے جو بچ ہے وہ ہمآدوس۔ ورنہ تمہارا حصہ ایسا ہر بتا ک ہوگا کہ تمہاری روح بھی صدیوں تک اپنے انعام پر روپی رہے گی۔ گراہم نے پھٹکارتے ہوئے بیٹھے میں کہا۔

اے کرسی پر بخواہ اور پانی چلاو۔ گرام کا بہر یافت ترم پڑھی۔ ڈاکٹر لودھی کو کرسی پر بخواہی دیا۔ وہ مسلسل پاہنچ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھرآرہی تھیں۔ پانی پی کر اس کی حالت قدرے نامطلبو گئی۔

اب تفصیل سے بہ کچھ بتا دو۔ جمیں سوائے اس لیپیارڈی کے قارئ کر دیتے جانے کے اور کوئی سزا نہیں دی جائے گی ورنہ سیکن ہم تک اسے پہنچنے پہنچتے دو روڑ لگ گئے اور اس دوران وہ ڈاکٹر عبد الصمد و اپس پاکیشیا ملختے گئے۔ ہم نے ایزپورٹ سے ان کے کافدات پڑھکر رائے ہیں تھیں ان کافدات میں جو پڑ دیا گیا ہے وہ پڑھانا ہے۔ اب وہ وہاں نہیں رہتے۔ اس لئے اب تم بتاؤ گے کہ وہ کہاں رہتے ہیں۔ ان کا فون نہ کیا ہے اور یہ بھی تم بتاؤ گے کہ اس مائنکرو فلم روول میں کیا ہے اور تم اسے کیوں پاکیشیا کے اعلیٰ حکام تک پہنچانا چاہتے تھے۔ گرام نے مسلسل بتاتے ہوئے کہا۔

سب جھوٹ ہے۔ گرام نے کہا۔

سری اتعلق بھی الیکٹرائیس سے ہے اور ڈاکٹر شجاعت علی جہنوں نے یہ پروردہ لیجاد کیا ہے وہ سیرے ساتھ پڑھتے رہے ایں۔ کچھ عرصے بعد ایکریکھیا میں ہوتے والی ایک سائنسی کالفرنس میں سری جی ان سے لٹکھو ہوئی تھی۔ سریاں سالی میں یہ پروردہ ایک اتنا لیبی حیثیت رکھتا ہے۔ اس پروردے کی مدد سے سریاں ہر صورت میں ٹارگٹ ہٹ کرتے ہے ورنہ عام طور پر ایکریکھیں سریاں جو وہیا بھر میں جدید ترین

وہاں اس کی مشینی کاٹ چھاٹ ہوتی ہے۔ اس میں سے جو مشکوک معاملہ ہوتا ہے اسے علیحدہ کر لیا جاتا ہے اور اس بارے میں تحقیقات کی جاتی ہیں جنکے باقی مواد لسانع کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح پورے ولگٹن میں سینکڑوں ہزاروں ہوٹلوں، کلبوں اور ریسمتورانوں میں یہ کام مسلسل جاری رہتا ہے۔ تم نے ڈاکٹر عبد الصمد سے جو کچھ کہا ہے اور جو فلم روول دیا اس کی فلم بھی بنائی گئی اور میپ بھی۔ تھیں ہم تک اسے پہنچنے پہنچتے دو روڑ لگ گئے اور اس دوران وہ ڈاکٹر عبد الصمد و اپس پاکیشیا ملختے گئے۔ ہم نے ایزپورٹ سے ان کے کافدات پڑھکر رائے ہیں تھیں ان کافدات میں جو پڑ دیا گیا ہے وہ پڑھانا ہے۔ اب وہ وہاں نہیں رہتے۔ اس لئے اب تم بتاؤ گے کہ وہ کہاں رہتے ہیں۔ ان کا فون نہ کیا ہے اور یہ بھی تم بتاؤ گے کہ اس مائنکرو فلم روول میں کیا ہے اور تم اسے کیوں پاکیشیا کے اعلیٰ حکام تک پہنچانا چاہتے تھے۔ گرام نے مسلسل بتاتے ہوئے کہا۔

لٹکھو کھلا پن نمایاں تھا۔ اسے لے جاؤ اور بارہا دکھل کر اس کی کھال اتار دو۔ گرام نے غصیلے لٹکھو میں کہا تو دونوں ایکدیمیت نے ڈاکٹر شاہد لودھی کو بارہوں سے پکڑ کر واپس دروازے کی طرف گھیشا شروع کر دیا۔ اب بھی وقت ہے۔ بتاؤ۔ گرام نے کہا۔ میں بتاتا ہوں۔ ڈاکٹر لودھی نے کہا۔

تصدیق ہوگی۔ اگر تم نے جھوٹ بولा تو ہمارا ادمم سختاں
ہو گا۔ گرامنے کہا۔

”میں نے جوچ تھا وہ بتا دیا ہے۔ ڈاکٹر لودھی نے کہا۔
اے لے جاؤ اور پلیک روم میں راڑڑ والی کرسی پر بٹھا کر راڑو
میں جکڑ دو۔ میں تصدیق کر لوں پھر اس کے بارے میں فیصلہ
ہو گا۔ گرامنے ڈاکٹر لودھی کے یہچے کھوئے دو دنوں ایکریمین
سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں باس۔ انہوں نے کہا اور ڈاکٹر لودھی کو کرسی سے اٹھا
کر بازو سے پکوئے افس سے باہر لے گئے تو گرامنے قون کا رسیور
انھیاں اور یکے بعد دیگرے دو نمبریں کر دیتے۔
”لیں سر۔ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مدد پاٹ آواز
ستافی دی۔

”پاکیشیانی دارالحکومت کا قون نمبر نوٹ کرو۔ گرامنے کہا
اور پھر دی یہ تحریر دہرا دیا جو ڈاکٹر لودھی نے بتایا تھا۔
”لیں سر۔ نوٹ کر لیا پے سر۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
”اس نمبر کوئی بات کرے تو سری بات کراؤ۔ لیکن اسے اپنے
اور میرے بارے میں کچھ نہیں بتاتا۔ گرامنے ہدایات دیتے
ہوئے کہا۔

”لیں سر۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اور اگر قون المٹڑ کیا جائے تو پھر دیاں کی اسکس صیغھ سے معلوم

سیواں ہے، کائنات گہنگ ریکارڈ ستر فیصلہ ہے جبکہ باقی ملکوں کا
ریکارڈ اس سے بھی کم ہے جبکہ اس پرے کی لنجاد اور استعمال کے
بعد ریکارڈ تباہی فیصلہ تک ہو چکا ہے۔ پھر ایکریمیا کو اس پرے
کے بارے میں علم ہوا اور دیاں سے یہ پر زہ پھوری کر لیا گیا لیکن اس
کی علتیک ایسی تھی کہ اسے کھول لینے کے باوجود یہ جہاں کسی کو کچھ
نہ آیا تو ڈاکٹر شجاعت علی کو اعزما کر کے جہاں لانے کی منصوبہ بندی
کی گئی۔ اس کا علم مجھے اسی لیبارٹری میں کامباٹو کے ایک سائنسدان
سے ہوا تھا۔ جتناچہ میں کئی روز تک سوچتا رہا کہ مجھے کیا کرتا چلتے۔
کس طرح پاکیشیانی حکام کو اس سے آگاہ کیا جائے۔ پھر ڈاکٹر
عبدالحمد سے ملاقات ہو گئی۔ وہ دو روڑ بعد دیاں جا رہے تھے پھاتچہ
میں نے انہیں زیادتی کچھ کہنے کی بجائے یہ پیغام مائیکرڈ فلم روول میں
بند کر کے دے دیا تاکہ پاکیشیانی حکام اسے اہمیت دیں۔ ڈاکٹر
لودھی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر عبدالحمد کہاں رہتے ہیں۔ گرامنے پوچھا۔

”انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ گذشت دو سالوں سے پاکیشیانی
دارالحکومت میں کنگ روڈ پر رہتے ہوئے لٹیش میں دوسو چار نمبر
فلیٹ میں اکٹھے رہتے ہیں۔ ڈاکٹر لودھی نے جواب دیا۔

”ان کا قون نمبر کیا ہے۔ گرامنے پوچھا تو ڈاکٹر لودھی نے
فون نمبر بتا دیا۔

”ایک بار پھر سوچ لو۔ ہو کچھ تم نے بتایا ہے اس کی باقاعدہ

نے پوچھا۔
”پاں ہے۔ کیوں؟“ جوزف نے پوچھا۔
”دہان کنگ روڈ کے قلیٹ شریرو سو چار میں ایک بولہا ڈاکٹر رہتا ہے۔ وہ فون اسٹڈ نہیں کر رہا۔ مجھے فوری تھوڑا پر اس کے پارے میں حتیٰ اطلاع چاہئے کیونکہ ایک اجتماعی اہم ترین ایکریمین راز اس کے پاس ہے۔ جو اس سے فوری حاصل کرنا ضروری ہے ورنہ ایکریمین کے مقادات کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے۔“ گراہم نے کہا۔
”تم مجھے بتاؤ کہ کیا راز ہے۔ میں یہ راز حاصل کر کے تمہیں پہنچا دیتا ہوں ورنہ اطلاع ملنے کے بعد تم اخود تو کچھ تبیں کر سکتے۔“
جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”پاں، میں تو اعلیٰ حکام کو اطلاع ہی دے سکتا ہوں۔ اگر تم ایسا کرو تو اچھا ہو گا۔“ گراہم نے کہا۔
”تم مجھے تفصیل پتا دو۔“ جوزف نے کہا تو گراہم نے اسے ڈاکٹر ٹاہید اور ڈاکٹر عبد الصمد کی ملاقات اور اسے مائیکرو فلم روپ دینے سے لے کر انہیں ساری تفصیل پتا دی اور یہ بھی پتا دیا کہ یہ پیغام اگر پاکیشیا کے اعلیٰ حکام تک پہنچ گیا تو ایکریمین کے مسلطات پیدا ہو جائیں گی۔
”تم ہے نکر رہو۔ میں ابھی تھوڑی درجہ تجھیں تفصیل رپورٹ دیتا ہوں۔ میرے آدمی یہ کام اجتماعی آسمانی سے کر لیں گے۔“

کرو کہ یہ نہر کس کے نام پر نصب ہے۔“ گراہم نے کہا۔
”میں سر۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو گراہم نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے پھرے پر ہلکے سے غصے کے تاثرات نایاب تھے کیونکہ ایک لمحات سے یہ اس کی سکونتی میں لمحہ کا مسئلہ تھا اور اعلیٰ حکام اس پر اس کی کوتاہی کا توٹس بھی لے سکتے تھے۔ پھر تھوڑی درجہ بعد فون کی گھصی نج اٹھی۔

”میں۔“ گراہم نے رسیور اٹھا کر کہا۔
”سر، اس نیبرپر کوئی فون اسٹڈ نہیں کر رہا۔ میں نے ایکریمین سفارت خانے کے دریچے دیکھ چکھ کے اعلیٰ حکام سے معلوم کرایا ہے۔ یہ شرپا کیشیائی وارا حکومت میں کنگ روڈ پر قلیٹ شریرو سو چار میں ڈاکٹر عبد الصمد کے نام پر نصب ہے۔“ دوسری طرف سے اس کے پی اے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اوکے۔“ گراہم نے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے تجھی سے شپریں کرنے شروع کر دیتے۔
”میں۔ جوزف بول رہا ہوں۔“ پھر لمبی بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”گراہم بول رہا ہوں کامبانو سے۔“ گراہم نے کہا۔
”اوہ، تم نے آج کیسے یاد کر لیا۔“ شرپریت۔ جوزف نے پھونک کر کہا۔
”چھارا پاکیشیائی وارا حکومت میں کوئی سیٹ اپ ہے۔“ گراہم

اے ہسپیال سے اعنوں کرنا اور اگر اعنوں نہ ہو سکے تو چاہے اس کے نکلنے کیوں نہ ہو جائیں اس سے مانگنے والے قسم کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ گراہم نے کہا۔
لیکن وہ ہارت کا ریسیٹ ہے۔ معمولی سے تشدد سے ہی ہلاک ہو جائے گا۔ جوزف نے کہا۔

ہلاک ہو جائے جب بھی ہمارے فائدے میں ہے کہ وہ آگے کسی سے رایطہ نہیں کر سکے گا اور معاملہ بھیں ثحب ہو جائے گا۔
گراہم نے کہا۔

اوے کے۔ تھیک ہے۔ میں معلوم کر کے پھر تمیں بتاتا ہوں۔
جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رایطہ ختم ہو گیا تو گراہم نے ریسور رکھ کر بے اختیار ایک طویل ساتھ یا اور دوبارہ اپنے کام میں صرف، ہو گیا۔

جوزف نے کہا۔

اوے کے، تھیک یو۔ گراہم نے مطمئن سے لجھے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے پھرے پر اطمینان کے تاثرات اپنے آئے تھے۔ پھر وہ اپنے دوسرے کاموں میں صرف ہو گیا۔ تقریباً و گھنٹوں کے بعد فون کی گھنٹی نج انجی تو اس نے رسیور انھالیا۔
سیں۔ گراہم نے کہا۔

حباب۔ جوزف کی کال ہے۔ دوسری طرف سے پی اے کی موڈیاٹ آواز ستائی دی۔

کراڈیاٹ۔ گراہم نے چوتھک گر کیا۔
ہیلو، جوزف بول رہا ہوں۔ پھر لوگوں بعد جوزف کی آواز ستائی دی۔

لیں، گراہم بول رہا ہوں۔ کیا روپورٹ ہے۔ گراہم نے اشتیاق بھرے لجھے میں کہا۔

اس فلیٹ میں واکٹر عبید الرحمن کا ایک یورچار مساتھا ہے
گذشتہ دوست ہارت اسٹیک ہوا۔ اسے سٹ اسپیال لے جایا گیا اور
بھی تک دیں داخل ہے۔ میرے آدمیوں نے اس سے مانگنے والے
رول کے بارے میں معلوم کیا تو اس نے کہا کہ رول اس کے فلیٹ
میں موجود ہے جس پر میرے آدمیوں نے اس کے فلیٹ کی کمیں
مکاشی لی تینکن دہان سے فلم رول نہیں ملا۔ اب میرے آدمیوں نے
پوچھا ہے کہ مزید کیا کرنا ہے۔ جوزف نے کہا۔

سaman کچن میں رکھ کر وہ دوپہر کو آتے کا کب کر ہسپتال چلا گیا تھا۔ عمران نے تمام اخبارات پڑھنے کے بعد سلئے دیوار میں موجود کلاں کی طرف دیکھا۔ اسے سرداور سے بات کرنا تھی اور وہ سورج رہا تھا کہ سرداور لیبارٹری بھیج جائیں تو وہ انہیں کال کرے۔ اب اتنا وقت بیرون ہو گیا تھا کہ وہ تینی ٹھوڑے لیبارٹری بھیج چکے ہوں گے۔ اس لئے عمران نے رسیور انجینیا اور سیر پریس کرنے شروع کر دیتے۔

لئے عمران نے رسیور انجینیا اور سیر پریس کرنے شروع کر دیتے۔

”اوور بول رہا ہوں۔“ رابطہ تمام ہوتے ہیں سرداور کی آواز

ساتھی دی۔

”علیٰ عمران ایم ایکس سی سوئی ایکس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“

عمران نے اپنے مخصوص لنجے میں کہا۔

”اوہ تم۔ تم نے اس وقت کال کی ہے تو کوئی اہم بات ہی ہو سکتی ہے۔“ دوسری طرف سے سرداور نے چونک کر کہا۔

”یہ تو میرے لئے سریعیت ہے سرداور۔“ عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

”سریعیت۔ کیجاں سریعیت۔“ سرداور نے چونک کر پوچھا۔

”میں کہ آپ جیسا ہوا سامنہ داں کہہ رہا ہے کہ میں بھی اہم بات کر سکتا ہوں حالانکہ دیوبھی، سرسلطان اور حبیب آف سیکرٹ سروس تو لئے تاثر کیا اور پھر تاثر کے بعد وہ مارکیٹ چلا گیا جبکہ تم نے تاثر کرنے کے بعد اخبارات اٹھائے اور باری باری باری ایکس پریس کرنے کر دیا۔“ تو سلیمان مارکیٹ میں شاپنگ کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ کوئی تو اس دنیا میں ہے جو فروختاں ہے۔“ عمران کی زبان وقت صرف کرتا تھا لیکن آج اس کی واپسی جلدی ہو گئی تھی اور

عمران نے اخبار پڑھنے کے بعد اسے ایک طرف رکھا اور ہاتھ پر جو کر رسیور انجینیا۔ ساتھ ہی سلئے دیوار میں موجود کلاں پر اس کی نظر پر گئیں تو اس نے اس انداز میں سرھادیا۔ میسے کلاں پر ما وقت نظر آ رہا تھا وہ اس کی مرشی کے مطابق تھا۔ جس کو سلیمان واپس فلیٹ پر آگیا تھا۔ اس نے عمران کو ہاتھ پر جا کے اب اسے عذر الصد کی حالت درست ہے اور دو یا تین روپاں اسے اپنے دیکھا۔

”ڈیکھا جائے گا۔“ اس کے بعد سلیمان نے عمران اور ایک لئے تاثر تھا اور پھر تاثر کے بعد وہ مارکیٹ چلا گیا جبکہ تم نے تاثر کرنے کے بعد اخبارات اٹھائے اور باری باری باری ایکس پریس کرنے کر دیا۔“ تو سلیمان مارکیٹ میں شاپنگ کرتے ہوئے کہا۔

روان، ہو گئی اور دوسری طرف سے سرداور بے اختیار کھلاکھلا کر ہش پڑے۔

”اگر کہو تو میں یہ بات لکھ کر بھجوادوں“ سرداور نےہ شے ہونے کہا۔

”اس کے نیچے پس دستخط ضرور کیجئے تاکہ میں آپ کے دستخطوں کو حیلام کر کے بھاری رقم وصول کر سکوں۔“ عمران نے کہا۔

”میرے دستخط اور بھاری رقم۔ یہ کیا کہ رہے ہو۔“ سرداور نے حریت بھرے لجھے میں کہا۔

”سرداور آپ کو آثار قدر کی اہمیت کا علم ہی نہیں ہے۔ جب آپ کے دستخط آثار قدر میں شامل ہو جائیں گے تو ان کی بھاری قیمت پڑ جائے گی۔“ عمران نے کہا تو سرداور ایک بار پھر ہش پڑے۔

”تم واقعی بات کرنے کا قن جلتے ہو۔ بہر حال میں نے ایک اہمیتی ضرور میٹنگ کال کر رکھی ہے۔ اس لئے ہو کہتا ہے پانچ ماہ کے اندر کہہ دو۔ ورنہ پھر جاد گھٹشوں کے بعد میں فارغ ہوں گا۔“ سرداور نے لفک سنبھیدہ لجھے میں کہا۔

”آپ نے واقعی نجح میسے آدمی کی زبان سے بچنے کے لئے انجام بھانے کلاش کر رکھے ہیں۔ سرسلطان بھی میٹنگ کی دھمکی دیتے ہیں اور آپ نے بھی اب بھی دھمکی دی ہے۔“ عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

”میں جھوٹ نہیں بولا کرتا۔ اس لئے یہ چ ہے۔“ سرداور نے

قدرتے ناراض سے لجھے میں کہا۔

”ارے ارے، میرا یہ مطلب نہیں تھا جو آپ نے کہہ لیا ہے۔“

بہر حال اب اصل بات پر آجاتے ہیں۔ پاکیشیا نے میرا علی رنج سیس کوتی تبا پر زہ لیجاد کیا ہے جسے میرا علی ماوس کہا جاتا ہے اور کوڈ میں اے ایم ایم کہا جاتا ہے۔ کیا یہ درست ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں، تین یہ اتنی اہم لیجاد نہیں ہے کہ تم اس بارے میں اس انداز میں بات کرو۔ کیا ہوا ہے۔“ سرداور نے کہا۔

”پر زہ پاکیشیا سے چرا کر ایکر بھیا لے جایا گیا ہے لیکن ایکر میں سانسہ اتوں کو بھی اس کی کجھ نہیں آسکی۔ اس لئے اب وہ اس کے موجود ڈاکٹر شجاعت علی کو اخوا کر کے ایکر بھیا لے جانا چاہتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”ایکر بھیا اسے اتنی اہمیت دے رہا ہے تو پھر اس میں ٹارگٹ بھیک کے علاوہ کوتی اور بات بھی ہو گی جس کا علم پاکیشیا کی حکومت کو نہیں ہو سکا اور تابیے آلات تو تقریباً بہر ملک میں لیجاد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ جو میرا علی وہ تیار کریں وہ اپنے ٹارگٹ کو بٹ کر سکیں کیونکہ میرا نہیں میں یہ سب سے بڑی خامی ہی ہوتی ہے کہ ہوسم کے اثرات، ہوا کے دباو اور ماحول کے اثرات اس پر پڑتے ہیں۔ اس لئے درست انسان نے پر اس کا گناہ ہیش ایک سکر رہا ہے۔ بہر حال ایک بات ہے کہ ڈاکٹر شجاعت علی نے جو ماوس تیار کیا ہے

ڈاکٹر شجاعت سے بات کرنا پڑے گی۔ سرداور نے کہا۔
کب تک آپ بات کر لیں گے۔ عمران نے کہا۔
کیا کوئی ایر جنسی ہے۔ پرہزہ تو ان کے پاس بخوبی گیا ہے۔
اب کیا ایر جنسی ہے۔ سرداور نے حریت بھرے لمحے میں کہا۔
لمحے مطہرہ ہے کہ کہیں ڈاکٹر شجاعت علی کو اعفو نہ کر دیا
جائے۔ عمران نے کہا۔
اوہ ہاں، تھیک ہے۔ تم اس وقت کہاں موجود ہو۔ سرداور
نے کہا۔

اپنے فیٹ سی۔ عمران نے جواب دیا۔

اوکے۔ میں بات کر کے پھر جیسی خود کال کرتا ہوں۔ سرداور
نے کہا اور اس کے ساتھ بھی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھا
ہی تھا کہ فون کی گھستی بچ اُنھی تو عمران نے باتھہ بڑھا کر دوبارہ
رسیور اٹھایا۔

علی عمران ایم ایکس ہی۔ قبیل ایس ہی (آکسن) بول رہا
ہوں۔ عمران نے اپنے نہ صوص لمحے میں کہا۔

سلیمان بول رہا ہوں صاحب۔ عبدالصمد صاحب دل کا دورہ
پڑنے سے وفات پا گئے ہیں۔ دوسری طرف سے سلیمان کی
افسردہ ہی آواز سنائی دی۔

اوہ، کب۔ عمران نے بھی افسردہ لمحے میں کہا۔

صاحبِ بھبھی میں ہسپتال ہبھتا تو اس سے آوحے گھنٹہ ہبھے ان

اس سے نارگٹ ہٹنگ کی شرح تقریباً نوے فیصد ہو گئی ہے اور یہ
ورلڈ ریکارڈ ہے ورنہ اچھے سے اچھے سیرائل کار بیکارڈ سائٹ ستر فیور
سے اور نہیں گیا۔ سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
اس کا مطلب ہے کہ وہ پرہزہ ایکریباً سے واپس لاتا ہو گا۔
ومرمان نے کہا۔

اگر وہ واقعی چوری ہو گیا ہے تو اسے لاتا پڑے گا کیونکہ ایکریباً
سے یہ کافرستان اور اسرائیل بخوبی سکتا ہے اور ان دونوں ملکوں یا ان
میں سے کسی ایک ملک کے پاس اس کا ہبھتا ہمارے لئے تقابل
برداشت ہے۔ سرداور نے کہا۔

ایک بات سیری بخوبی میں نہیں آئی سرداور کے ایکریبا کے
سائنسدان اس پرہزے کو کھول لینے کے باوجود اسے بخوبی نہیں ملے
جسکے ایکریبی سائنسدان ہمارے سائنسدانوں سے ہبہ ایذا اُسیں ہیں
اور اب وہ ڈاکٹر شجاعت علی کو اخواز اکر کے ایکریبا لے جانا چلتے
ہیں۔ یہ کہے ملکن ہو گیا ہے کہ یہ عام ساقار ۲۰۱۳ ایکریبی
سائنسدانوں کی بخوبی میں بھی نہیں آیا۔ عمران نے کہا۔

لمحے ڈاکٹر شجاعت علی سے اس سلسلے میں بات کرنا ہو گی۔
گارڈیلیارٹری میں کام کرتے ہیں۔ ایم ایم کے بارے میں تو لمحے اس
لئے معلوم ہے کہ سیری ڈاکٹر شجاعت سے ایک بار اس سلسلے میں
تفصیلی بات ہو چکی ہے۔ البتہ یہ بات واقعی حیران کن ہے کہ
ایکریبی سائنسدانوں کو اس کی بخوبی نہیں آسکی۔ اس بارے میں

چی ہوئی ایک ذاتی ڈائری کلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس میں عبد الصمد صاحب کے بیٹوں کے پتے اور فون نمبر بھی موجود تھے اور ساتھ ہی انہوں نے مختصر طور پر اس مائکرو فلم روول کے پارے میں بھی لکھا تھا کہ یہ روول انہیں ایکر دیا گیا میں ان کے شاگرد ذاکر شاہد ہو دیں گے۔ عمران نے دیا ہے جو کامباؤ کی ریڈنر ویبارٹری میں کام کرتے ہیں۔ ایم ایم نامی پرزاہ بھی پاکستانی سے چراکر اس لیبارٹری میں پہنچا گیا۔ اور اب ذاکر شجاعت علی کو بھی اخنوکر کے دہیں لے جایا جائے ہے اور اب ذاکر شجاعت علی کو بھی اخنوکر کے دہیں نے لپتے گے۔ ذاتی میں ذاکر عبد الصمد صاحب نے لکھا ہے کہ انہوں نے لپتے گی۔ ذاکر عبد الصمد صاحب کے پارے میں محلومت حاصل کرنے کی طور پر ذاکر شجاعت علی کے پارے میں محلومت حاصل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ان کی کوشش میں پار آور ثابت نہیں ہو سکیں۔ عمران نے یہ بچھپڑھ کر ایک طویل سانس لیا اور پھر ذاتی کو جیب میں ڈال کر وہ قلیٹ سے باہر آیا۔ اس نے قلیٹ کو پید کر کے لاک کیا اور واپس لپتے قلیٹ میں آکر اس نے رسیور اٹھایا تاکہ ذاتی عبد الصمد صاحب کے بیٹوں کو فون کر کے ان کے والد کی وفات کے پارے میں انہیں اطلاع دے سکے۔

کا استقالہ ہوا ہے۔ سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”پوری سیڑی۔ بہر حال اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ تم ان کی میت لاتے کی کوشش کرو۔ میں ان کے قلیٹ کو پچیک کرتا ہوں۔“ شاید ان کے بیٹوں کے فون نمبر دل جائیں تو میں انہیں اطلاع کر دوں گا۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور سیوتیز قدم المحتاط ہوا لپتے قلیٹ سے نکل کر عبد الصمد کے قلیٹ پر بچھ گیا لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کہ قلیٹ کا دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ حالانکہ سلیمان کے کہنے پر اسپتال سے واپس آکر اس نے خود قلیٹ کو لاک کیا تھا کیونکہ سلیمان ایر پسی میں عبد الصمد صاحب کو اسپتال لے جانے کی وجہ سے اسے پوری طرح لاک نہ کر سکا تھا۔ لیکن اب یہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران اندر داخل ہوا تو ایک بار پھر اس کے ہوٹ بچھ گئے کیونکہ قلیٹ کے تین چادر کروں کو اس طرح اوھری کر رکھ دیا گیا تھا جسے اس کرنے والے کو کسی خاص چیز کی کلاش، ہو اور پھر خود سے دیکھنے کے بعد عمران کچھ گیا کے ایسا کرنے والوں کا مقصد کیا تھا۔ الماریاں، سیروں کی درازیں، بیٹی کی ساختی ٹیبلوں کی درازیں سب کھلی ہوئی تھیں اور ان میں سے چھوٹا چھوٹا سامان بھی باہر نکال دیا گیا تھا۔ اس نے عمران کچھ گیا تھا کہ یہ ساری کلاشی مائکرو فلم کے لئے لی گئی تھی جو سلیمان کے لاریے بٹھے ہی عمران تک بچھ چلی تھی۔ عمران نے عبد الصمد صاحب کی ذاتی ڈائری کی کلاش شروع کر دی اور تھوڑا درج بعد وہ صیز کی دراز سے باہر

میں کہا گیا۔

”گرام نے تیر لجھے میں کہا۔
”کراو بات۔
”ہسلو۔ جوزف بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد جوزف کی آواز

ٹائی دی۔

”گرام بول رہا ہوں۔ کوئی خاص روپورٹ۔“ گرام نے تیر

لچھے میں کہا۔

”ڈاکٹر عبد الصمد کے فلیٹ کی لمبی اور تفصیلی تلاشی لی گئی ہے
یعنی وہاں سے کوئی مانیکرو فلم روول برآمد نہیں ہوا۔“ ڈاکٹر عبد الصمد
کو فلیٹ میں پارٹ اسٹیک ہوا تھا۔ اس کے ہمسایے اسے انکبوٹیں
کے ذریعے ہسپال لے گئے تھے۔ اب وہ ہسپال کے ایک کرے
میں ہے۔ یعنی ہبھاں رات کے وقت اس کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔
میرے آدمیوں نے اسے ہسپال میں پہنچ کیا۔ اس کے کرے میں
اس پر ہلکا ساتھ دکیا گیا تاکہ مانیکرو فلم کے بارے میں معلوم ہو سکے
یعنی وہ جو نکل ہٹلے سے مریض تھا اس لئے وہ ہلاک ہو گیا۔ دباں بھی
اس کے ہرے ہوئے بیاس کو بھی چیک کرایا گیا ہے یعنی مانیکرو فلم
روول پھر بھی برآمد نہیں ہو سکا۔ جوزف نے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

”اس کا تو مطلب ہے کہ وہ کسی اعلیٰ حاکم کو یہ روول پہنچانے میں
کامیاب ہو گیا ہے۔“ گرام نے تشویش بھرے لجھے میں کہا۔
”نہیں، میرے آدمیوں نے اس لشکر پر بھی انکو اتری کی ہے۔“

کامبافو کی ریڈرز رویے بارٹری کا سکے رٹی چیز گرام لپتے آفس میں
 موجود تھا۔ ڈاکٹر شاہد نوودھی جس نے ایم ایم فارموالے کے بارے
میں مانیکرو فلم روول پاکیشیا مہنچایا تھا کو گرام نے اس وقت تک
 زندہ رکھنے کا فیصلہ کیا تھا جب تک کہ جوزف اسے اس بارے میں
 تمام تفصیل مہیا نہ کر دے۔ بھی وجہ تھی کہ کل اس نے جو اف کو
 فون کرنے کے بعد ڈاکٹر نوودھی کو بیلیک روم سے ٹال کر ایک ہے
 تھائے میں رکھنے کا حکم دے دیا تھا اور اب بھی وہ لپتے آفس میں پہنچا
 جوزف کی طرف سے کسی نئی اطلاع کا ہی منتظر تھا کہ فون کی لختی نئی
 انٹھی اور گرام نے جھپٹ کر رسور انھا لیا۔

”لیں۔“ گرام نے کہا۔

”جانب جوزف کی کال ہے۔“ دوسری طرف سے مودہا شے لجھے

ڈاکٹر عبد الصمد دور و بھلے ایکریما سے واپس آیا ہے اور جب سے وہ واپس آیا ہے سوائے مسجد میں جانے کے وہ اور کہیں نہیں گیا اور وہ ہی اس سے ملنے کوئی آیا ہے۔ اس کے فون کو بھی چیک کیا گیا ہے۔ فون میں کال دیپ اور میموری موجود ہے۔ اس نے سوائے قرعی ہوٹل کو کھانا اور ناشتہ وغیرہ بھجوانے کے بارے میں اور کوئی فون نہیں کیا۔ جو زف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر وہ مائیکرو فلم روں کہاں گیا۔“ گراہم نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اس نے اس مائیکرو فلم روں کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ اس نے اسے کہیں پھینک دیا ہے۔ اگر وہ پادٹ کا مریض نہ ہوتا اور ہلکے سے تخدیس سے ہی مرد جاتا تو میرا خیال ہے کہ بھی بات سامنے آتی۔ کیونکہ ہم نے ہر ہلکے چینگ کر کے دیکھ لیا ہے۔“ جو زف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب بھی کھا جاسکتا ہے۔ او کے ٹھکری۔“ گراہم نے کہا۔

”اوے۔ گلابی۔“ جو زف نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ٹھم ہو گیا تو گراہم نے ایک ٹھوپیں سائنس لیتے ہوئے کریڈل دیا یا اور پھر فون کے پنجے موجود ایک بٹن پرسی کر کے اس نے فون ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نسب پس کرنے شروع کر دیے۔

”یہ۔ ڈاکٹر عبد اللہ بول بھا ہوں۔“ چند لمحوں بعد دوسری

طرف سے ایک بلغم روہ سی آواز سنائی دی۔ ڈاکٹر عبد اللہ تھا جو کامبانو کی اس ریڈر رویسیارٹری کا چیف سائنسدان تھا اور گراہم اس سیارٹری کا سکرٹری چیف تھا۔

”گراہم بول بھا ہوں ڈاکٹر صاحب۔“ گراہم نے کہا۔
”کوئی خاص بات۔ جو فون کیا ہے۔“ دوسری طرف سے پاٹ لجھے میں کہا گیا۔

”سر، کیا ڈاکٹر شجاعت علی کو پاکیشیا سے بھاں منتگوانے کا کوئی بندوبست کیا گیا ہے یا نہیں۔“ گراہم نے مودبانت لجھے میں کہا۔
”یہ بندوبست ہم نے تو نہیں کرتا۔ حکومت نے کرنا ہے۔ میں نے سکرٹری ڈائیکٹس کو بتایا تھا کہ ہمیں ڈاکٹر شجاعت علی بھاں زندہ اور صحیح سلامت چلپئے۔ اب وہ کیا کرتے ہیں اور کب ایسا کرتے ہیں اس بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔“ ڈاکٹر عبد اللہ نے کہا۔

”سر، سکرٹری سائنس نے مجھے بتایا تھا کہ ولٹشن سے ایک اطلاع ہی ہے کہ ہماری سیارٹری کے پاکیشیا نوجوان ڈاکٹر شاہد بودھی نے ولٹشن میں اپنے ایک استاؤ ڈاکٹر عبد الصمد سے طاقت کی اور انہیں اس ایم ایم پر لے کی بھاں موجودگی اور ڈاکٹر شجاعت علی کے انداز کے بارے میں ایک مائیکرو فلم روں دیا کہ وہ اسے پاکیشیا کے اعلیٰ حکام تک پہنچا دیں۔ ہم نے اس اطلاع ملنے پر پاکیشیا میں ڈاکٹر عبد الصمد کو چیک کیا تو وہ فلم روں نہیں مل سکا۔ جنکہ ڈاکٹر

عبداللہ مدھارت اشیک سے ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے حلوم کروں کہ ڈاکٹر شجاعت علی کے سلسلے میں کیا پیش رفت ہوتی ہے۔ گراہم نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔
اس سلسلے میں آپ سیکرٹری سائنس سے بات کر سکتے ہیں۔
ڈاکٹر ہمیر الدن نے کہا۔

”لیکن سر۔“ گراہم نے کہا اور پھر کریٹل دیا اگر اس نے دو نمبر پر لیکن کر دیئے۔

”لیکن سر۔“ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مودباد آواز سنائی دی۔

”سیکرٹری سائنس سرہنگزی سے بات کراؤ۔“ گراہم نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ بعد گھنٹی نجع انھی تو اس نے پاٹھ بڑھا کر رسیور انھیلیا۔

”لیکن۔“ گراہم نے کہا۔
”سیکرٹری سائنس سرہنگزی کے پی اے سے بات کیجئے۔“ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”ہمیلو۔“ گراہم بول رہا ہوں۔ گراہم نے چیز لیجئے میں کہا۔

”پی اے نے تو سیکرٹری سائنس بول رہا ہوں۔“ ڈاکٹر ٹھوس میں سرہنگ میں مصروف ہیں۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد فارٹ ہو جائیں گے تو میں آپ کو خود فون کر کے آپ کی بات ان سے کراؤں گا۔“ پی اے نے قدر مودباد لیجئے میں کہا۔

”اوے۔“ گراہم نے کہا اور اس کے ساتھ بھی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً سو گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر نجع انھی تو گراہم نے رسیور انھیلیا۔
”لیکن۔“ گراہم نے کہا۔
”سیکرٹری سائنس سرہنگزی کے پی اے سے بات کیجئے جتاب۔“
دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مودباد آواز سنائی دی۔
”کراویات۔“ گراہم نے کہا۔
”ہمیلو۔“ پی اے نے تو سیکرٹری سائنس سرہنگزی بول رہا ہوں۔“ ایک مختلف آواز سنائی دی۔
”گراہم بول رہا ہوں۔“ گراہم نے کہا۔
”سیکرٹری سائنس میٹنگ سے فارٹ ہو چکے ہیں۔“ کیا آپ اب بھی ان سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“ پی اے نے کہا۔
”ہمیں۔“ گراہم نے کہا۔
”ہمیلو۔“ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مودباد آواز سنائی دی۔
”آجھو۔“ تھوڑی در بعد ایک بھاری لیکن سخت سی آواز سنائی دی اور گراہم فوراً ہمچنان گیا کہ یہ سرہنگزی کی آواز ہے۔
”گراہم بول رہا ہوں سر۔“ دیڑھر دیسپارٹری کامسائن سے۔“ گراہم نے مودباد لیجئے میں کہا۔
”لیکن۔“ کوئی خاص روپورٹ۔“ سرہنگزی نے کہا۔
”سر۔“ آپ کی طرف سے پیپ ملنے کے بعد ہم نے دیسپارٹری کے

پاکیشیائی سانسدان ڈاکٹر شاہد لودھی کو گھیر لیا۔ اس نے ہمیں بتایا کہ اس نے مائیکرو فلم روول میں یہ پیغام دیا ہے کہ ایم ایم نامی پرنس ایکریمیا کی ریاست کامبانو میں واقع ریڈرز رو لیپارٹری میں چل چکا ہے لیکن ایکریمین سانسدان اسے کھول لینے کے باوجود اسے بکھر نہیں سکے۔ اس نے انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس پر زے کے موجود ڈاکٹر شجاعت علی کو اعتماد کر کے ریڈرز رو لیپارٹری لاایا جائے اور جناب ڈاکٹر شاہد لودھی نے بتایا ہے کہ اس نے ڈاکٹر عبد الصمد کو کہا تھا کہ وہ واپس پاکیشیا جا کر یہ مائیکرو فلم روول حکومت پاکیشیا کے کسی اعلیٰ حاکم تک پہنچا دے تاکہ وہ اس محاطے پر ہو کتا ہو جائیں۔ گرام نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”پھر۔ سکدرٹری ساسٹس سرہتری نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

”جناب، میں نے فارن ڈجیٹس کے چیف ہوڈ ف سے بات کی تو جوڑ نے پاکیشیا میں لپٹے سیکشن کے ذریعے فوری گارروالی کی۔ اس کی ابھی ابھی روپورٹ ملی ہے کہ ڈاکٹر عبد الصمد جب سے ایکمیہا سے واپس پاکیشیا آگیا ہے اپنے فلٹ میں ہی بیا ہے۔ وہ کہیں گیا ہے اور وہی کوئی آکر اس سے طاہے۔ وہ اکیلا رہتا ہے۔ پھر رات کو اسے ہارٹ ایکیک ہوا تو ہمسارے اسے لے کر ہسپتال بخنسے اور ہسپتال میں موجود ہے۔ جوڑ کے سیکشن نے اس کے قلیٹ کی تفصیلی تکالیفی لی لیکن وہ فلم روول انہیں وہاں سے نہ مل سکا۔ اس پر

ہسپتال بخنسے اور انہوں نے عبد الصمد سے پوچھے کچھ کی اور سحوں سے تشدید سے وہ ہلاک ہو گیا کیونکہ وہ ہارت کا سریض تھا۔ اس طرح = معاملہ اب رک گیا ہے۔ میں نے اس نے آپ کو فون کیا ہے کہ ڈاکٹر شجاعت علی کے سلسلے میں کیا پیش رفت ہوتی ہے۔ گرام نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر شجاعت علی ایک ساسٹی کانفرنس میں شرکت کے لئے یورپ کے ملک سیلاک میں موجود تھے۔ وہاں سے انہیں اعتماد کرایا گیا ہے۔ لیکن اب انہیں کامبانو نہیں بھیجا جا رہا بلکہ انہیں ٹاکس کی بے سے محفوظ لیپارٹری بلیوہا کس پہنچایا جا رہا ہے اور اب یہ ایم ایم ڈاکٹر مولا بھی ریڈرز رو لیپارٹری سے بلیوہا کس بھجوایا جائے گا۔ سرہتری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ فیصلہ کن وجوہات کی بنا پر کیا گیا ہے سر۔ جبکہ ریڈرز رو لیپارٹری بھی ہر طرح سے محفوظ ہے اور پھر میں ہبھاں موجود ہوں۔ گرام نے حریت بھرتے لپچے میں کہا۔

”پاکیشیا میں ہے یہی ڈاکٹر شجاعت علی کے اعتماد کی خبر بخنسے گی وہاں لامعاہلہ ان کو ٹریکس کرنے کے لئے کام کیا جائے گا اور اگر یہ ٹاکس پاکیشیا سیکٹ سروس کو دے دیا گیا تو پھر معاملات بے حد بگڑ جائیں گے اور بلیوہا کس لیپارٹری دیباکی محفوظ ترین لیپارٹری بھی جاتی ہے۔ وہاں پاکیشیا سیکٹ سروس کچھ بھی نہ کر سکے گی۔ جہاں تک آپ کا تعلق ہے تو آپ کو یہ بتانا ہمتر ہو گا کہ بلیوہا کس

چلتے ہیں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 - آرنٹلڈ۔ اودہ تو ٹاپ سیکشن کا چیف آرنٹلڈ ہے۔ کراو یات
 جلدی۔ گرائم نے اچھتے ہوئے کہا۔
 ہمیلو گرائم آرنٹلڈ بول رہا ہوں۔ دوسری طرف سے تدریس
 پے تلفاق لجھے میں کہا گیا۔
 "ارے تم کب سے رویڈ ہبنسی میں شامل ہو گئے ہو اور نہ صرف
 شامل ہوئے ہو بلکہ ٹاپ سیکشن کے چیف بھی بن گئے۔ میرا خیال
 تھا کہ تم ابھی تک ڈارک ڈے ہبنسی میں ہی وقت صالح کر رہے
 ہو گے۔ گرائم نے بھی پے تلفاق لجھے میں کہا کیونکہ آرنٹلڈ اور وہ
 دونوں نہ صرف کام فلٹھے بلکہ ہوش میں روم فلٹھے بھی تھے اور پھر
 دونوں ہی مخصوصی ترتیب حاصل کر کے سکورٹی فیلڈ میں آئے تھے۔
 آرنٹلڈ ایک چھوٹی سی سرکاری ہبنسی ڈارک ڈے میں شامل ہو گیا تھا
 جبکہ وہ ایک دو چھوٹی لیبارٹریوں کی سکورٹی میں شامل رہنے کے بعد
 اب اس بڑی لیبارٹری میں چیف سکورٹی آفسر بن گیا تھا۔
 "مجھے ابھی حال ہی میں ایک اہم کارنامہ سراجام دینے کے انعام
 میں ٹاپ ہبنسی میں شامل کیا گیا ہے اور پھر ٹاپ ہبنسی میں ایک
 دو کام میں نے ایسے کر دیئے کہ رویڈ ہبنسی کے چیف سرویسی میرے
 کارناموں پر پے حد خوش ہوئے اور انہوں نے مجھے ٹاپ سیکشن میں
 شامل کر دیا اور اب میں ٹاپ سیکشن کا چیف ہوں اور چار بڑی بڑی
 سرکاری لیبارٹریوں کی عملی سکورٹی بھی ہمارے سیکشن کے حوالے کر

ایکریساکی ایسی لیبارٹری ہے جس کی حفاظت ایکریساکی سب سے
 طاقتور رویڈ ہبنسی کی ذمہ داری ہے اور اس کا بہترن سیکشن ہے
 ٹاپ سیکشن کہا جاتا ہے۔ اس لیبارٹری کی حفاظت کے لئے ماہر
 ہے۔ دوسری طرف سے سرہنری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
 رابطہ فتح ہو گیا تو گرائم نے بے اختیار ہونک بھیختے۔ اے یور
 ہوس ہو رہا تھا جسے سرہنری نے یہ باتیں کر کے منہ پر قمر
 مار دیے ہوں۔

- مجھے سرہنری کو اپنی کارکردگی سے بتاتا پڑے گا کہ گرائم کی
 سے کم نہیں ہے۔ اے اس انداز میں نظر انداز نہیں کیا ہے
 سکتا۔ گرائم نے رسیور رکھ کر پڑھانے کے سے انداز میں کہہ
 سکن اس کے دہن میں الی کوئی ترکیب نہ آرہی تھی جس کی درج
 سے وہ اپنی اہمیت ان پر جھاتا سکتا۔ اچانک ایک خیال کے آتے ہی
 پے اختیار ہو ٹک پڑا۔ اے خیال آگلی تھا کہ ڈاکٹر شاہد نو دھی ایم
 زندہ ہے۔ اگر اسے کسی خاص انداز میں استعمال کیا جائے کہ تو باد
 بن سکتی ہے۔ وہ پیٹھا مزید سوچتا رہا۔ کنی سکھیں اس کے دہن میں
 آئیں یعنی ہر سکھیں کو اس نے اس میں موجود کسی نہ کسی خالی کی وجہ
 سے مسترد کر دیا۔ ابھی وہ پیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ فون کی گھصتی ایک
 بار پھر نجاح اٹھی اور گرائم نے ہاتھ پڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"لیں۔ گرائم نے کہا۔

"رویڈ ہبنسی کے ٹاپ سیکشن کے چیف آرنٹلڈ آپ سے بات کر

- جہاری تفصیل میں گوپا کیشیا سیکرٹ سروس کا نام نہیں آیا
لیکن ایک اہم ترین بات سامنے آئی ہے کہ ڈاکٹر عبدالحمد جس کے
پاس مائیکرو فلم روول تھا وہ کنگ روڈ کے قلیٹ میں رہتا تھا۔ آرٹلڈ
نے کہا۔

- تو اس میں اہم بات کیا ہے۔ گرام نے پوچھ کر اور
حیرت بھرے لیجے میں کہا۔

- پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا دنیا کا سب سے
مغلزماں سیکرٹ انتیت گران بھی کنگ روڈ کے قلیٹ میں ہی رہتا
ہے۔ آرٹلڈ نے جواب دیا۔

- تو پھر ہیا ہوا۔ قلیٹ میں تو بے شمار لوگ رہتے ہیں اور ڈاکٹر
عبدالحمد اپنے لاک ہو چکا ہے اور اس کے قلیٹ کی مکمل تلاشی لے
لی گئی ہے۔ وہ مائیکرو فلم روول وہاں موجود نہیں ہے۔ اس کا مطلب
ہے کہ ڈاکٹر عبدالحمد نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی اور اسے کہیں
پھینک دیا ہو گا۔ گرام نے کہا۔

"ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ بہر حال ہمیں محتاط رہنا ہو گا۔" آرٹلڈ
نے کہا۔

"آرٹلڈ۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں بھی بلیوہا کس لیبارٹری میں
آبجااؤں۔" گرام نے کہا۔

"اوہ نہیں، سوری۔ اب تو ویسے بھی اسے سیلہ کر دیا گیا ہے۔
اب تو ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔" آرٹلڈ نے جواب دیا۔

وہی گئی ہے جن میں بلیوہا کس لیبارٹری بھی شامل ہے۔ یہ ایک بیانی
اہم ترین لیبارٹری ہے۔ اس کی وسعت کا اندازہ اس سے نکالو کہ اس
میں بیک وقت چار مختلف شعبوں میں اہم ترین کام ہو رہے ہیں۔
مجھے ابھی چیف سر ہیری نے فون کر کے بتایا ہے کہ حکومت ایکریسا
نے پاکیشیا سے میانسل کو نادگٹ پرہٹ کرتے والا ایک پرزوہ ہٹلے
کامباٹو کی ریڈرز رو لیبارٹری میں بھجوایا تھا جہاں انہوں نے چیف
سکورٹ آفیسر کے طور پر جہارا نام لیا۔ پھر انہوں نے بتایا کہ اب یہ
پرزوہ بھی وہاں سے بلیوہا کس میں شفت کرایا جا رہا ہے اور پاکیشیا
سے اس پرزوے کے موجود سائنسدان کو بھی بلیوہا کس میں شفت کیا
جا رہا ہے اور پوچنک چیف سر ہیری کو خوش لاحق تھا کہ اگر اس
پرزوے اور سائنسدان کے مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس آگئی تو پھر
محاذات پے حد تلاک ہو جائیں گے۔ اس نے انہوں نے مجھے حکم
دیا ہے کہ میں تم سے فون پر تمام تفصیل معلوم کر لوں۔ آرٹلڈ
نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ڈاکٹر
اسے اطلاع ہو سکتی ہے۔ میں تمہیں اب بھی ہونے والی تمام
کارروائی کی تفصیل بتاتا ہوں۔" گرام نے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے ڈاکٹر شاہد لودھی اور ڈاکٹر عبدالحمد کی اطلاع سے لے کر
جورف کے ذریعے وہاں پاکیشیا میں ہونے والی تمام کارروائی کی
تفصیل بتادی۔

پہلی الفارمین ملے تو تم نے فوری مجھے اطلاع دیتی ہے۔ سیرا!
سید شری حمارے سید شری کو سیرا فون شرنوت کرادے گا تاکہ تم
ان لوگوں کو کامباؤ میں گھر کر ان کا خاتمہ کر سکیں۔ آرٹلٹ نے
کہا۔

ٹھیک ہے۔ میں فوری اطلاع کر دوں گا۔ گراہم نے کہا۔
اوکے۔ گذ پاتی۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور گراہم نے
رسیور رکھ دیا۔

ہوتا ہے، مجھ پر اپنی کار کر دیگی کار عرب ڈال رہا ہے۔ مجھ پر۔ گراہم
پر۔ گراہم نے رسیور رکھ کر پڑیا تے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ
یہ اس نے سیرے کیارے پر موجود ایک بین پر لس کر دیا۔ دوسرے
لنج آفس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

سوئیل کو سمجھو سیرے پاس۔ گراہم نے آنے والے سے
مقابلہ ہو کر کہا۔

یہ سر۔ آنے والے نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تمہوزی درر
بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔
سوئیل۔ ڈاکٹر شاہد اودھی کی کیا پوزیشن ہے۔ گراہم نے
پوچھا۔

”وہ قید خانے میں موجود ہے پاس۔“ سوئیل نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”اس کو لیسارٹری سے باہر لے جاؤ اور کسی ویران پہاڑی علاقے

”اچھا، ایک کام تو ہو سکتا ہے کہ جب وہاں کوئی گزبر ہو تو تم
مجھے اطلاع دے دیتا۔“ گراہم نے کہا۔

”اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ تم وہیں کامباؤ میں ہی محاذ
رہو۔ جس ڈاکٹر اودھی نے وہ قلم روپل ڈاکٹر عبد الحمد کو دیا ہے وہ
حماری لیسارٹری میں ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ اگر پاکیشا
سکرٹ سروس کو کوئی اطلاع ملی تو وہ سیدھی کامباؤ کا ہی رخ کرے
گی اور ان لوگوں کو ڈاچ دینے کے لئے ہی بیوہا کس لیسارٹری کو
 منتخب کیا گیا ہے۔ ایضاً ہر ہبی ظاہر کیا جائے گا کہ ڈاکٹر شجاعت علی کو
یہی کامباؤ چھینجا دیا گیا ہے۔ اس لئے وہاں جہیں ہر لفاظ سے چوکنا اور
محاذ رہتا ہو گا۔ آرٹلٹ نے کہا تو گراہم کی آنکھوں میں چمک سی آ
گئی۔

”اوہ، ویری گذ۔ یہ تو اچھا ہو گیا کہ میں ہیاں ہوں۔ اب میں خود
یہی ان سے بنت لوں گا۔“ گراہم نے سرت بھر لئے ہی میں کہا۔
اتشاخوش ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے گراہم۔ جہیں ابھی
اندازہ نہیں ہے کہ پاکیشا سکرٹ سروس کس اندازہ میں میں کام
کرتی ہے۔ سیرا ایک باد ان سے محروم سا نگرا ہو چکا ہے۔ یہ حد
درجہ تیز، فعال، نیین اور خطرناک لوگ ہیں۔ اس لئے سیری ایک
بیات سن لو کہ تم سیرے دوست ہو۔ اس لئے میں خود جہیں یہ بات
کر رہا ہوں ورنہ تو سید شری سائس کے دریجے جہیں احتمالات
ہمچلے جاتے کہ جہیں جیسے ہی ان کی کامباؤ آمد کے پارے میں

“گراہم بول رہا ہوں۔” گراہم نے کہا۔
 کوئی خاص بات۔ میں نے تو تمہیں جسی پورٹ دے دی تھی
 اس ڈاکٹر عبدالصمد کے بارے میں۔ جوزف نے کہا۔
 ہاں۔ اب اطلاع ملی ہے کہ پاکیشی سیکرٹ سروس کا ہمایاں
 کامیابوں میں ریڈز رو لیبارٹری پر تمہے کا خدشہ ہے۔ گو وہ لوگ کسی
 طرح بھی ہمایاں داخل نہیں ہو سکتے لیکن ان کا خاتمہ بھی ضروری ہے
 تم بتاؤ کہ اس سلسلے میں کیا کیا جاتے۔” گراہم نے کہا۔
 اور نہیں۔ اس کا اس سارے کھلیل سے کیا تعلق۔ انتہیں تو
 ویسے بھی اس کا علم نہیں ہو سکے گا۔ جوزف نے کہا۔
 جس کٹک روڈ پر ڈاکٹر عبدالصمد رہتا تھا اسی کٹک روڈ کے کسی
 قیمت میں پاکیشی سیکرٹ سروس کا خطرناک ایکٹھیت عمران بھی رہتا
 ہے۔ اس نے اعلیٰ حکام کو خدشہ ہے کہ وہ کامیابوں لیبارٹری پہنچ سکتا
 ہے۔ گراہم نے آرتلٹا کی ستائی ہوئی بات دوہرائتے ہوئے کہا۔
 اور وہ تو واقعی بے حد خطرناک ایکٹھیت کھھا جاتا ہے۔ ٹھیک
 ہے میں پاکیشی میں اپنے آدمیوں کی ڈیوبنی ایئرپورٹ پر لگا دیتا ہوں۔
 عمران اکیلا یا ساتھیوں سیت جیسے ہی پاکیشی سے ایکریہیا کے لئے
 روشن ہونا گنجے اطلاع مل جانے لگی اور میں تمہیں اس کی اطلاع دے
 دوں گا۔ تم کامبانو کے چین پولیس آفسر کو کہہ کر ان کا خاتمہ آسانی
 سے کر سکتے ہو۔” جوزف نے کہا۔
 ٹھیک ہے۔ یہ بہترن جگوئیز ہے۔” گراہم نے حسین آمر

میں گولی مار کر کسی غار میں پھینکوادو۔ گراہم نے تیز لمحے میں
 کہا۔
 ”مم، مگر، مگر بس وہ سائنسدان ہے۔ اسے ہم باہر لے گئے تو ہم
 سے اس بارے میں پوچھا جائے گا۔“ سموئیل نے حریت بھرے
 لمحے میں کہا۔
 ”تم نے چاتے ہوئے نوٹ کرنا تھا کہ اسے کامبانو پہنچایا جا رہا
 ہے اور پھر واپس آکر پورٹ دے رہتا کہ اسے بس ٹرینیٹل پر پہنچا کر
 تم واپس آگئے ہو۔ یا قی کام میں خود کر لوں گا۔“ گراہم نے کہا۔
 ”لیکن بس۔“ سموئیل نے کہا اور واپس مڑ گیا۔
 ”اس جسمیے قدار کو میں ہمایاں ایک مشت بھی پیدا شد تھیں گر
 سکتا۔“ گراہم نے بڑے نفرت بھرے انداز میں بڑھاتے ہوئے کہا
 اور پھر وہ اس طرح پوچھ کر ڈا جسمیے اسے اچانک کوئی خیال آگیا ہو یہ
 لوگ اگر ریڈز رو لیبارٹری میں آئیں گے تو لا محالہ کامبانو سے ہی
 آئیں گے۔ اس نے تجھے کامبانو میں انتہی روک کر ان کا دلیں خاتم
 کرنا ہو گا۔ یہ تو خفیہ لیبارٹری ہے ہمایاں تو یہ لوگ کسی صورت
 داخل ہی نہ ہو سکیں گے۔“ گراہم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
 اس نے رسیور انھیا اور فون سیٹ کے نیچے موجود ہلن کو پریس
 کر کے اس نے تیری سے نہیں ریس کرنے شروع کر دیے۔
 ”جوزف بول رہا ہوں۔“ دوسرا طرف سے جوزف کی آواز
 ستائی دی۔

عمران داشت میں کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلکہ زبرد
حرب روایت اسٹرالیا بھی کر کھوا ہو گیا۔
”بیشو“ عمران نے سلام و دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنی
شصوں کریں پر بیٹھ گیا۔
”عمران صاحب۔ اس ڈاکٹر عبدالصمد مرحوم کی طرف سے دیئے
گئے مائیکرو فلز روں کے سلسلے میں کوئی پیش رفت ہوتی ہے یا
نہیں“۔ بلکہ زبرد نے پوچھا۔
”ڈاکٹر شجاعت علی ایک سائنس کانفرنس میں شرکت کے لئے
پیلاک گئے ہوتے ہیں۔ کل انہوں نے واپس آنا ہے۔ ان کے ساتھ
تفصیلی باتیں کے بعد یہ قیصر ہو گا کہ اس پرزا کو ایکریمیا
سے واپس لے آنے کی ضرورت ہے یا نہیں“۔ عمران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

لنجے میں کہا کیونکہ واقعی اسے یہ تجویز پسند آئی تھی۔
”اوکے۔ گذیا باتی“ جو رف نے جواب دیا اور اس کے ساتھ
ہی رایطہ ختم ہو گیا تو گراہم نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے ہمراہ
پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

ساتھ ساتھ پھرتی رہے۔ اس نے میں نے سرسلطان کو کہہ کر لٹڑی
اشلی جس کے چار حصیران کو سیلاک بھجو دیا ہے۔ وہ دہان
پاکیشیانی سفارت خانے کے ساتھ مل کر ان کی حفاظت کریں گے۔
سرسلطان نے سیلاک میں پاکیشیانی سفر کو بھی الرٹ کر دیا ہے۔
اس کے باوجود اگر ڈاکٹر شجاعت علی اعتو اہو جاتے ہیں تو پھر ان کی
قرت۔ عمران نے کہا اور بلیک زردوئے اختیار، بھس پڑا۔
میری بھوئے ہیں تو ابھی تک یہ بات ہیں آئی کہ آخر اس پر زے
میں ایسی کیا بات ہے کہ ایکجہاں اس حد تک بھاگ دوڑ کر رہا ہے۔
بھاگ یعنی طور پر ہٹ کرتے کی کوشش تو دنیا کے تمام
سانسداں کرتے ہیں۔ بلیک زردوئے کہا۔
میرے ذہن میں بھی الٹھن تھی۔ اس پر میں نے سرداور سے بات
کی تھیں وہ بھی کوئی خاص بات ہیں بتائے۔ پھر سرداور سے میں نے
سیلاک میں اس ہوٹل کا قون نہیں لیا جہاں ڈاکٹر شجاعت علی قیام پڑ رہے
تھے۔ دہان میں نے ڈاکٹر شجاعت علی سے اس ناکپ پر براہ راست
بات کی۔ سب یہ بات سامنے آئی کہ اس پر زے میں صرف اتنی
حصیت نہیں ہے کہ یہ میراٹ کو یعنی طور پر بھاگ ہٹ کر اتا
ہے بلکہ اس میں ایک اور خاص بات بھی ہے کہ اس پر زے کے اندر
 موجود شخصی ریز میراٹ کی پرواز کے درمیان چار جیڈ ہو کر میراٹ
کے گرد پھیل جاتی ہیں جن کی وجہ سے کوئی بھی ایشی میراٹ ٹسٹ
اس میراٹ پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ اس کا مطلب ہوا کہ جس

وہ کس طرح عمران صاحب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات۔
بلیک زردوئے حیرت بھرے بجے میں کہا۔
یہ بات تو طے ہے کہ یہ پر زہ پاکیشیا سے چوری ہو کر ایکجہی
ریاست کامباؤ کی خقیقیہ ریڈ لبر ولیمیٹری میں پہنچ چکا ہے۔ جہاں
ڈاکٹر شاہد لودھی کام کر رہا ہے۔ اس ڈاکٹر شاہد لودھی نے جو پیغام
ماں سکر و فلم روں میں ریکارڈ کر کے بھیجا ہے اس کے مطابق اس پر زے
کو کھول لیتے کے باوجود ایکریں سانسداں اسے بھوئے ہیں گے۔
اس نے ڈاکٹر شجاعت علی کو اعزا کر کے لے جاتا چلتے ہیں تاکہ
ان سے اس پر زے کے بارے میں سب کچھ معلوم کر لیں۔ اپ اگر
ڈاکٹر شجاعت علی واپس آکر کہہ دیتے ہیں کہ انہوں نے اس پر زے کو
تیار کیا ہے۔ اس نے وہ دوسرا پر زہ بھی تیار کر سکتے ہیں تو پھر ایکریں
اس پر زے کے بھچے جانے کی ضرورت نہیں ہوگی کیونکہ وہ تو اسے
بھوئی نہیں سکتے۔ ہرید کیا لگھیں گے اور اگر ڈاکٹر شجاعت علی نے
کہا کہ اس پر زے کو واپس لانا ضروری ہے تو پھر اس سلسلے میں کچھ
سوچا جا سکتا ہے۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
لیکن وہ لوگ ڈاکٹر شجاعت علی کو سیلاک سے بھی تو اخواز
سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ نے کیا کیا ہے۔ بلیک زردوئے
کہا۔

ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن ہم اپ سارے کام تو نہیں کر سکتے۔
اب یہ تو ممکن نہیں ہے کہ پاکیشیا سکرٹ سروس ہر سانسداں کے

مکن ہو گیا۔ عمران نے ہوتے گھنٹے ہوئے کہا۔
”مجھے جو روپورٹ ملی ہے اس کے مطابق کافر اُس کے اختتام پر
ڈاکٹر شجاعت علی ملڑی اشیلی جنس کے آدمیوں کے ساتھ پاکیشیانی
سفارت خانے آگئے کیونکہ انہیں چار سڑو طیارے سے پاکیشیانا لایا جاتا
مقصود تھا اور اس کا استظام پاکیشیانی سفارت خانے نے کرنا تھا۔
سفارت خانے پہنچ کر ڈاکٹر شجاعت علی صاحب سفیر کے آفس میں
بینچے گئے جبکہ اشیلی جنس کے افراد دوسرے کرے میں موجود تھے کہ
اچانک ہر طرف ناماؤس سی کس پھیل گئی اور سفیر سیست سارا
عمر اور ملڑی اشیلی جنس کے افراد بھی ہے ہوش ہو گئے۔ پھر جب
معنے کو ہوش آیا تو ڈاکٹر شجاعت علی ناٹس تھے۔ میلاک کی پولس
اس سلسلے میں انکو اتری کر رہی ہے لیکن یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ
ڈاکٹر شجاعت علی کو باقاعدہ سازش کے تحت انہوا کیا گیا ہے۔
سرسلطان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”وری بیٹا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اوگ ہماری توقع سے بھی
زیادہ اس پرے کو اہمیت دے رہے ہیں کہ انہوں نے سفارت
خانے پر بھی کارروائی کرنے سے گریز نہیں کیا۔“ عمران نے کہا۔
”ہاں، اور اب یہ پاکیشیانی عرب کا بھی سوال بن گیا ہے کیونکہ
سفارت خانے پر حملہ ایک لحاظ سے ملک پر حملہ شمار کیا جاتا ہے۔“
سرسلطان کے لئے میں غصہ تھا۔

”آپ بے لگرہیں سرسلطان۔ انہیں یہ حملہ بے حد ہٹنگا پڑے۔

میاں میں یہ پرزا نصب ہوتا ہے اس میاں کو گوئی اینٹی میاں
سٹرپ روک بھی نہیں سکتا اور اس پرزا کی وجہ سے میاں بیچنے
طور پر اپنے ٹارگٹ کو بھی ہٹ کرے گا۔ ان دونوں خصوصیات نے
مل کر اس میاں کو ایک لحاظ سے تقابل تکمیر بتا دیا ہے اور بھی
ایسی صفات ہیں جہوں نے سپا اور ایکریسا کو اس پرے کے لئے
پاگل کر رکھا ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک
زیر دنے اس انداز میں سلطانیا جسے اب اس پرے کی اہمیت
کا احساس ہوا ہو۔ اسی لمحے قون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ
پڑھا کر رسوراٹھا دیا۔

”ایکسو۔“ عمران نے خصوص لمحے میں کہا۔

”سلطان یوں رہا ہوں۔“ عمران ہے جہاں۔“ دوسرا طرف
سے سرسلطان کی قدرے متوجہ سی آواز سنائی دی تو عمران کے
ساتھ ساتھ بلیک زیر دبھی پوٹک پڑا۔

”علی عمران حاضر ہے جتاب۔“ عمران نے سرسلطان کے
متوجہ لمحے کی وجہ سے سنجیدہ لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران بیٹے۔ میلاک میں پاکیشیانی سفارت خانے پر حملہ کر کے
ہاں موجود ڈاکٹر شجاعت علی کو انہوا کر دیا گیا ہے۔“ سرسلطان
نے تحریر لمحے میں کہا۔

”وہ کس طرح۔ ملڑی اشیلی جنس کے چار آدمی بھی ان کی
حفاظت کر رہے تھے۔ پھر سفارت خانے پر حملہ اور انہوا۔ یہ کیے

“میں آپ کے لئے چائے لے آؤں۔” بلیک زردوٹے عمران کے سوڈ کو محسوس کرتے ہوئے کہا اور عمران نے بھی اشبات میں سر ہلا دیا لیکن اس کی توجہ ڈاٹری پر ہی تھی۔ بلیک زردوٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی در بعد عمران کی نظر ایک صفحے پر جم گئیں۔ وہ کچھ درستک اس کو عنور سے دیکھا رہا۔ پھر اس نے ڈاٹری بند کر کے اسے میز پر رکھا اور فون کا رسیور انداز کر اس نے انکو اتری کے نمبر پرنس کر دیتے۔

۱۰۔ انکو اتری پلیں۔ رابطہ قائم ہوتے ہی تو اونی آواز ستائی دی۔

بچاں سے میلاؤ کا ملکی رابطہ نمبر اور میلاؤ شہر کا رابطہ نمبر دیں۔ عمران نے کہا۔

“ہولڈ کریں۔” دوسری طرف سے کہا گیا۔

۱۱۔ سلو سر۔ کیا آپ لائن پریں۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد انکو اتری آپس ہر کی موعدیات آواز ستائی دی۔

۱۲۔ نک۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ نمبر دیتا دینے گئے۔ عمران نے ٹکریے او اکر کے کریڈل دبایا اور پھر فون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریں کرنے شروع کر دیتے۔ کافی درستک نمبر پریں کرنے کے بعد اس نے ہاتھ ہٹایا تو چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے گھنٹی بھٹے کی آواز ستائی دی۔ اس دوران بلیک زردوٹھ بھی چائے کی دو پیالیاں اندازے والیں آگیا۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اندازے وہ اپنی کرسی کی طرف

گا۔ عمران نے بھی سرد لجھے میں کہا۔

۱۳۔ اوکے۔ اب میں مسلمان ہوں۔ عمران کا جواب سنتے ہی سرسلطان کے لجھے میں ایسا اطمینان ابھر آیا جسے عمران کے اس فترے نے سارا مسئلہ ہی حل کر دیا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر پریں کرنے شروع کر دیتے۔ بلیک زردوٹھ خاموش یہٹھا ہوا تھا۔

۱۴۔ جو یا بول رہی ہوں۔ رابطہ قائم ہوتے ہی جو یا کی آواز ستائی دی۔

۱۵۔ ایک مشتو۔ عمران نے منصوص لجھے میں کہا۔

۱۶۔ میں سر۔ جو یا کا لجھے موعدیات ہو گیا تھا۔

۱۷۔ صالح، شعیر، کیپشن ٹھکلی اور صفوہ کو ارث کر دو۔ انہوں نے ایک اہم مشن پر عمران کی سر ہتھی میں انکھی بھیجا جاتا ہے۔ کسی بھی وقت انہیں کال کیا جا سکتا ہے۔ تم بھی اس لیم میں شامل ہو۔ عمران نے اہمیتی سرد لجھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

۱۸۔ وہ سرخ جلد دالی ڈاٹری دو۔ عمران نے رسیور رکھ کر بلیک زردوٹھ سے کہا تو بلیک زردوٹھ نے میز کی نیچلی دروازہ کھول کر ایک تیزی ڈاٹری جس کی جلد تیز سرخ رنگ کی تھی ٹھال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ اس ڈاٹری میں نام دپتے اور فون نمبر اور غیرہ موجود تھے۔ عمران ڈاٹری کے اوراق پلٹھا رہا۔

سیالاک میں ایک بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کے لئے پاکیشیا سے ایک سائنسدان ڈاکٹر شجاعت علی گئے تھے۔ اس کانفرنس کے دوران یہ اطلاعات ملیں کہ ایکریمیا ڈاکٹر شجاعت علی کو انخواکرنا چاہتا ہے۔ جس پر ان کی حفاظت کے لئے صرف سیالاک کے اعلیٰ حکام کو الٹ کر دیا گیا بلکہ پاکیشیا سے ملٹری اسٹیلی جنس کے چار افراد بھی بھجوائے گئے اور یہ طے پایا کہ ڈاکٹر شجاعت علی سائنس کانفرنس سے نارغ ہو کر سیالاک میں پاکیشیانی سفارت خانے پہنچیں گے اور پھر سفارت خانے کی طرف سے چار ٹرڈ ٹیکارے کے دریجے وہ پاکیشیا واپس آئیں گے۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہ سفارت خانے پہنچ گئے اور سفیر کے آفس میں موجود تھے کہ اچانک پورے سفارت خانے میں یہ ہوش کر دیتے والی کس پھیل گئی اور جب دیاں موجود تھیں کہ ہوش آیا تو ڈاکٹر شجاعت علی غائب تھے۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، یہ تو زیادتی ہے۔ سفارت خانے پر ایسا حملہ تو بہت زیادتی ہے۔" وکرہا گوئے افسوس پھرے لجھے میں کہا۔

"میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ تم بہت بُلدی یہ معلوم کر لو گے کہ ڈاکٹر شجاعت علی کو کس نے انخوا کیا ہے اور اب وہ کہاں ہے۔"..... عمران نے کہا۔

"آپ اپنا نہ رہے دیں۔ میں آپ کو ایک ٹھنڈے کے اندر پر پورث دہما ہوں۔"..... وکرہا گوئے کہا۔

پڑھ گیا۔

"سہاہوک کلب۔" رسیور انٹھتے ہی ایک باریک یمن مترجم نوانی آواز سنائی دی۔

"وکرہا گو سے بات کرائیں۔" میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہے ہوں۔"..... عمران نے کہا۔

"پاکیشیا سے۔ اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں۔" دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"وکرہا گو بول رہا ہوں۔"..... چند لمحوں بعد ایک بھاری مرداد آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔" تھی اسکی (آکسن) بول بہ ہوں۔"..... عمران نے اس پار اپنا شخصی تحارف کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ، اوہ پرنس عمران آپ۔ کیسے آج یاد کر لیا آپ نے۔" دوسری طرف سے چونک کر اور قدرے ححت پھرے لجھے میں کہا۔

"جب تمہارے اہمیتی مہذب ملک میں سفارت خانوں پر جملے شروع ہو جائیں تو پھر وکرہی یاد آ سکتا ہے۔"..... عمران نے کہا۔

"سفارت خانوں پر جملے۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے۔" کھل کر بات کریں پرنس۔ یہ تو اہمیتی تشویشناک اور حریت انگلیع شم ہے۔" وکرہا گوئے ایسے لجھے میں کہا جیسے اسے عمران کی بات کا یقین نہ آ رہا۔

دی۔ پاکیشا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ وکٹر ہاؤس سے بات کراو۔ عمران نے سنجیدہ لجھے میں کہا۔
 - یہ سر۔ ہو لڑ کریں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 - ہمیں۔ وکٹر بول رہا ہوں۔ چند لمحوں بعد وکٹر ہاؤس کی آواز سنائی دی۔
 - علی عمران بول رہا ہوں۔ محاوقدسہ ہمیشہ گیا ہے۔ عمران نے کہا۔
 - بالکل ہمیشہ گیا ہے۔ ابھی صیری سینکڑی کو پینیک نے فون کر کے آکاہ کیا ہے۔ ہمت شکریہ پرنس عمران۔ وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 - سی معلوم ہوا ہے۔ عمران نے کہا۔
 جو حتیٰ معلومات حاصل ہوتی ہیں اس کے مطابق یہ کارروائی ایکریساکری ریڈ آجنسی کی طرف سے میلاک کے ایک گروپ کارس کے لاریج ہوتی ہے۔ کارس گروپ نے سفارت خانے سے پہلے ساتھ دان کو انداز کرنے کی پلاتیک کی لیکن لمڑی اتشیلی جنس کے لوگ ان کی اس انداز میں حقاً لکھ کر رہے تھے کہ کارروائی کی صورت میں سائنسدان کے بلاک ہو جائے کا تخدشہ تھا۔ اس لئے آخری چار کار کے طور پر سفارت خانے پر بے ہوش کر دیتے والی کسی فائزہ کی گئی اور پھر بے ہوش سائنسدان کو دہاں سے تکال کر

”میں تمیں ڈیڑھ گھنٹے بعد خود فون کر لوں گا۔ اپنا پینیک اور اکاؤنٹ نمبر بتاؤ اور محاوقدسہ بھی۔ مجھے ہر صورت میں حتیٰ معلومات چاہئیں۔“ عمران نے کہا۔

”پینیک ہے۔ صرف ایک لاکھ ڈالر بھجوادیں۔“ وکٹر ہاؤس کہا اور ساتھ ہی پینیک کے بارے میں تفصیل بتا کر اس نے اپنا اکاؤنٹ نمبر بھی بتا دیا۔

”اوکے۔ محاوقدسہ ہمیشہ جانے گا لیکن کام جلد از جلد اور حتیٰ انداز میں کرو۔“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ کون ہے عمران صاحب۔“ بیلیک زبردست کافر محاوقدسہ بھجوانے کے لئے تفصیلات نوٹ کرتے ہوئے کہا۔

”یہ میلاک کا اہتمامی فحال گروپ ہے۔ ہر قسم کی ٹریننگ کا کام کرتے ہیں۔ ان کے رابطے یورپ، گرین لینڈ اور ایکریساکری میں ہیں۔“ عمران نے کہا اور بیلیک زبردست اشیاء میں سرفہرستہ میں جو اہمیت حملہ میں ہے۔ عمران نے چانے کی پیتاں اتحاکر من سے بگالی جنک بیلیک زبردست فون کا رسیور اتحاکر نمبر پریس کرنے شروع کر دیتے تاکہ سعدوار وکٹر ہاؤس کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرایا جاسکے۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ گزرنے کے بعد عمران نے رسیور اتحاکر اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیتے۔

”سماں ہو۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی

ایسپورٹ ہبھچایا۔ وہاں ہٹلے سے تمام انتظامات مکمل تھے۔ بے ہوش سائنسدان کو ایک خصوصی طور پر تیار کردہ تابوت میں ڈال کر سیست کے طور پر دنگشن روادہ کر دیا گیا۔ تمام کاغذات ہٹلے سے تیار کر لئے گئے تھے۔ اس لئے جب تک سفارت خاتمے میں کارروائی کی خرچھیلیتی سائنسدان ایکریسا روانہ بھی ہو سکے تھے۔ ایکریسا کے وارا حکومت دنگشن پر تابوت کو حاصل کرنے والی ایک پرائیورٹ طور پر تدبیغ کرنے والی کمپنی تھی۔ اس نے اس تابوت کو ایک اور چارڑڈ کمپنی کے ایسپورٹ سے چارڑڈ طمارے کے ذریعے ایکریسا کی ریاست کامبانو بھجوادیا۔ وکٹریاگوئے تقسیل ہاتے ہوئے کہا۔

”کامبانو میں کیا ہوا۔“ — عمران نے پوچھا۔

”سوری پرنس عمران۔ کامبانو میں ہمارا کوئی بیٹ ورک یا رابطہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ریاست وہاں اور تحریکی علاقے پر مشتمل ہے۔ یہ ریاست خاصی پہمانہ ہے۔“ — وکٹریاگوئے جواب دیا۔

”اس کمپنی کا کیا نام ہے جس نے دنگشن سے تابوت کامبانو بھجوایا۔“ — عمران نے پوچھا۔

”بلیک ماسک فیونسل کمپنی۔“ — وکٹریاگوئے جواب دیا۔

”اس کا ہیڈ آفس اور فون نمبر۔“ — عمران نے پوچھا۔

”آپ نصف لمحے بعد دوبارہ کال کریں۔ میں معلوم کر رکھوں گا۔“ — وکٹریاگوئے کہا۔

”اوکے۔“ — عمران نے کہا اور رسید رکھ دیا۔

”آپ کو وکٹریاگوئی رپورٹ پر شک ہے۔“ — عمران کے رسید

رکھتے ہی بلیک زیر دنے کہا۔

”تھیں۔ ایک لحاظ سے تو اس رپورٹ نے اس مانشکرو قلم دعل کی تائید کی ہے کیونکہ اس روول میں جو پیغام ہے اس کے مطابق پرندہ ایم ایم بھی کامبانو کی ریڈرز رویسیارٹری میں بھجوایا گیا ہے اور ڈاکٹر شجاعت علی کو بھی انداز کر کے وہاں ہبھچایا گیا ہے لیکن اس کے لئے جو انداز اختیار کیا گیا ہے اس سے مجھے شک پڑتا ہے کہ معاملات وہ تھیں جو ہمیں دکھانے جا رہے ہیں۔“ — عمران نے کہا۔

”وکھانے جا رہے ہیں سے آپ کا کیا مطلب۔ کیا وکٹریاگو دانت یہ ب کچھ تاہر کر رہا ہے۔“ — بلیک زیر دنے حریت بھرے مجھے میں کہا۔

”یہ بات نہیں جو تمہارے ذہن میں آئی ہے۔ وکٹریاگو نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر شجاعت علی کو ریڈ آجنسی نے انداز کرایا ہے۔ جلو میلاک سے دنگشن تک تو اس تابوت کی وجہ تسری سمجھ میں آئی ہے۔ پھر وہ تابوت دنگشن سے ہی کامبانو نہیں بھجوایا بلکہ علیحدہ کسی اور چارڑڈ کمپنی کے طیارے سے اسے کامبانو بھجوایا گیا ہے حالانکہ اس کی ضرورت نہیں تھی۔ دنگشن ایکریسا کا وارا حکومت ہے وہاں پہنچ جانے کے بعد ڈاکٹر شجاعت علی کو آسانی سے کہیں بھی عام انداز میں لے جایا جا سکتا ہے۔ لیکن ریڈ آجنسی کو معلوم ہے کہ ڈاکٹر شجاعت علی کے انداز کا کسی پاکیشا سیکرٹ سروس کو ہی سوتپا جا سکتا ہے اور

- ونگشن میں فارن ابعت مائیک کو اس فیوٹل کمپنی سے اصل بات انگوٹھے کا مشن سوچا جائے گا۔ پھر اصل بات سامنے آجائے گی کہ ڈاکٹر شیعات علی کو واقعی کامیابی تو بھجوایا گیا ہے یا کہیں اور۔ عمران نے کہا اور بلیک زرو نے اشیات میں سر ملا دیا۔

اپنیس معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے راتے پوری دنیا میں ہیں اس لئے وہ ڈاکٹر شیعات علی کے انزوا کا باقاعدہ میلک میں کھو ج گواہیں گے اور پھر یہی کارروائی ونگشن میں ہوگی۔ عمران نے کہا۔

لیکن ان کی تمام کارروائی کا کیا فائدہ ہوا جبکہ حتی طور پر معلوم ہو گیا ہے کہ اسے کامیابی لے جایا گیا ہے۔ بلیک زرو نے کہا۔ سہی تو اصل بات ہے۔ ہمیں یہ ملے کرتا ہے کہ اسے کیاں لے جایا گیا ہے۔ میرے حق سے یہ بات نہیں اتری کہ اپنیس ڈاکٹر شاہد نودھی کی طرف سے قلم روں عبدالصمد کو دینے کا عالم ہو اور عبدالصمد کو انہوں نے ہلاک کر دیا۔ ان کے قیمت کی بھی تماشی لی گئی۔ اس کے باوجود ڈاکٹر شیعات علی کو کامیابی کی ریڈز رویہ ساری خوبی میں ہی لے جایا جائے کیونکہ تین انہوں نے ڈاکٹر شاہد نودھی سے بھی پوچھ چکے کی ہو گئی۔ عمران نے کہا۔

آپ واقعی بے حد گہرائی میں سوچتے ہیں عمران صاحب۔ بلیک زرو نے حسین آمیز لمحے میں کہا۔

سوچتا تو پڑتا ہے۔ چاہے بعد میں یہ سوچ لکھتی ہی ثابت ہو لیکن دیے ہی کئی ہوتی پستک کی طرح اور ذوق نے کی۔ جانے ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارا نارگض دراصل کہاں ہے۔ عمران نے کہا۔

یہ آپ کیسے معلوم کریں گے۔ بلیک زرو نے کہا۔

شیاعت علی کو ہوش آگیا ہے لیکن ان کی ذہنی حالت تھیک نہیں ہے
لیبارٹری کے چیف ڈاکٹرنے انہیں چکیک کیا ہے اور کچھ ضروری
بیٹ بھی لئے گئے ہیں۔ انہوں نے رپورٹ دی ہے کہ جس کیس
کے انہیں بھیلے ہے ہوش کیا گیا اور پھر اسی ہے ہوشی کے وہ سان
انہیں جو انجین ہے جس کرنے کے لئے نگائے گئے ان کی تیادہ
مقدار کے آپس میں کراس ہو چانے کی وجہ سے ان کے ذہن پر بیرے
اثرات پڑے ہیں۔ اس لئے اب ان کے علاج کی دو صورتیں ہیں۔
ایک تو یہ کہ انہیں ناراک کے ذہنی ہسپتال میں شفعت کرو دیا جائے
یا پھر انہیں ہمیں لیبارٹری کے ہسپتال میں رکھا جائے۔ ان کا کہنا
ہے کہ ناراک کے ہسپتال میں ان کی ذہنی حالت تیادہ سے تیادہ
ایک بیٹنے میں درست ہو جاتے گی جبکہ ہمیں انہیں کم از کم پتندراہ دن
لگیں گے۔ آرٹلڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”انہیں ہمیں رکھو۔ ناراک ان کی شفعتیک ہمارے لئے رسک
ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی بھی لمحے ان کی واپسی کے لئے
حرکت میں آسکتی ہے اور ہم نے انہیں جس انداز میں بلیو ہا کس
ہبھایا ہے اس لحاظ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کامباٹو میں وحکے کھاتی
ہے گی۔ بلیو ہا کس کے بارے میں ان کا خیال ہی نہیں جا سکتا لیکن
ہم سے ان کے باہر نکلنے میں رسک ہے۔ اس لئے پتندراہ دن کی
بات نہیں ہے۔ انہیں نے یہ حال یا قی ساری عمر ہمیں گزارنی ہے
اور ہمیں بھی اس پر زے کی اتنی ایک جنسی نہیں ہے۔“ سرسری

رینڈ ہبھی کا چیف سرسری اپنے مخصوص آفس میں بیٹھا ایک
فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ میور چڑے، ہے مختلف رنگوں
کے فون سینٹوں میں سے ایک فون کی سترنگ گھسنی نہ اٹھی تو اس نے
چونک کہ سرالٹھایا اور فون کی طرف دیکھا تو اس نے بے اختیار ایک
طویل سانس لیا اور ہاتھ پڑھا کر رسیور الٹھایا۔

”لک۔“ سرسری نے ہفت لمحے میں کہا۔

”آرٹلڈ بول بہا ہوں سر۔“ دوسری طرف سے ناپ سیکش کے
چیف آرٹلڈ کی مودجاٹ آواز سنائی دی۔

”کیا یات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔“ سرسری کا لہجہ بھیلے سے
تیادہ سخت ہو گیا۔

”سر۔ آپ کو یہ رپورٹ دینی تھی کہ پاکیشیاٹی سائنسدان ڈاکٹر

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ سر۔ آرٹلٹ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سرہیمی نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تجاتے وہ کتنی دریں کام کرتے رہے اور مختلف فون بھی اشٹا کرتے رہے کہ سفید رنگ کے فون کی گھستنی پہلی بار بخ اٹھی اور سرہیمی بے اختیار چوتھک پڑے انہوں نے باقاعدہ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”یہ سرہیمی نے کہا۔

”پاکیشیا سے رالف بول رہا ہوں سر۔“ دوسری طرف سے ایک موڈیاں آواز سناتی دی۔

”بولو۔ کیا رپورٹ ہے۔“ سرہیمی نے ہوٹ ہیچھتے ہوئے کہا۔

”سر، پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سر سلطان نے باقاعدہ فون کر کے عمران کو سامسداں شجاعت علی کے میلک میں اخواہ ہونے کی اطلاع دی ہے۔“ رالف نے کہا۔

”اوہ، مجھے ہٹلے ہی۔ ہی خدشہ تھا کیونکہ سفارت تھا۔ پرانی اندزاد کے تھے کی اطلاع سیکرٹری خارجہ کو چہر حال ہوتی ہی تھی۔ پھر۔“ سرہیمی نے ہوٹ چلاتے ہوئے کہا۔

”عمران دو عورتوں اور تین مردوں کے ساتھ و لائن رواد ہو گیا ہے۔“ رالف نے کہا۔

”کب۔“ سرہیمی نے چوتھک کر کہا۔

”آدھے گھنٹے ہٹلے فلاٹ رواد ہوتی ہے۔“ رالف نے جواب دیا۔

”اس فلاٹ کی پوری تفصیل بتاؤ۔“ سرہیمی نے سامنے رکھا ہوا پہنچا اپنی طرف کھکھاتے ہوئے کہا اور ساتھی قدمدان سے ایک بال پواتھ بھی نکال لیا اور پھر رالف نے جو تفصیل بتائی وہ انہوں نے پہنچ پر نوٹ کر لی۔

”کیا عمران اپنی اصل شکل میں ہے۔“ سرہیمی نے پوچھا۔ ”تھیں سر۔ وہ سیک اپ میں ہے۔ اسے اس کے مخصوص مژاہی فقردوں کی وجہ سے ہیچاتا گیا ہے۔“ رالف نے جواب دیا۔

”ایک پورٹ سے اس کے کاملاں کی نقول حاصل کی ہیں۔“ سرہیمی نے کہا۔

”تھیں سر۔ اب کر لیتا ہوں۔“ رالف نے جواب دیا۔ ”قودری حاصل کر کے انہیں یہی ایکس کے ذریعے آپریشن ہیٹلے کوارٹر کے سرتی کے نام بھجوادو۔ قدری۔“ سرہیمی نے کہا۔

”سے سر۔ زیادہ سے زیادہ پندرہ سوٹ بعد کاغذات کی نقول آپریشن ہیٹلے کوارٹر جنحیں جائیں گی۔“ رالف نے جواب دیا۔

”اوکے۔“ سرہیمی نے کہا اور رسیور رکھ کر انہوں نے اپنے ساتھ پڑے ایک فون کا رسیور اٹھایا اور ایکے بعد دیگرے دو یعنی پریس کر دیئے۔

”یہ سر۔“ دوسری طرف سے ایک ثوابی آواز سناتی دی۔

”سوسیمی نے کہا۔
”پوری دینی ہے۔ سوسیمی طرف سے کہا۔
”میں سر۔ دوسری طرف سے کہا۔
”اور سنو۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی حدود رچ شاطر دین کے لوگ ہیں۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ راستے میں کسی ایرپورٹ پر سلپ ہو جائیں اور کسی اور مسکیک اپ میں جہاں پہنچیں اس لئے اس قلاست نے جہاں جہاں شاپ کرنا ہے وہاں تم نے ان کی چیکنگ کے مکمل انتظامات کرنے ہیں۔“ سوسیمی نے کہا۔
”میں سر۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
”اور یہ بھی اپنی طرح سن لو کہ انہیں کسی صورت بھی تگرانتی کا علم نہیں، ہونا چاہئے۔“ سوسیمی نے کہا۔
”میں سر۔“ مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اوکے۔“ سوسیمی نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر سلٹے موجود ناٹل کی طرف متوجہ ہو گئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو انہوں نے چوتک کر ہاتھ پڑھایا اور رسیور انٹھا گیا۔
”میں۔“ سوسیمی نے کہا۔
”چیف سکرٹری سوسیمی اللہ سے بات کریں سر۔“ دوسری طرف سے ان کے سکرٹری کی موجود بناش آواز ستائی دی۔
”میں سر۔ میں سوسیمی بول رہا ہوں۔“ سوسیمی نے اس پار قدرے موجود بناش لے گئی میں کہا کیونکہ ایکریسا میں سب سے با انتشار عہدہ دنگلش سے یہ لوگ جس طرف بھی جائیں تم نے ان کی اطلاع۔

”لچھے بے حد موڈ بناش تھا۔“
”آپ ریشنل ہیڈ کوارٹر کے مرفقی سے بات کرو۔“ سوسیمی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تحوزی دریحد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو انہوں نے رسیور انٹھا گیا۔
”میں۔“ سوسیمی نے کہا۔
”مرفقی بول رہا ہوں چیف۔“ دوسری طرف سے ایک مرد
آواز ستائی دی۔ لچھے بے حد موڈ بناش تھا۔
”پاکیشیا سے رائف جہیں بلیوائیکس کے ذریعے چند کاٹفات ہے۔“
رہا ہے۔ یہ کاٹفات پاکیشیا نیکیت عمران اور اس کے ساتھی
کے بارے میں ہیں۔ وہ ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے ایکریسا
رہے ہیں۔ قلاست جس پر وہ آرہے ہیں اس کی تفصیل نوٹ آلو۔“ سوسیمی نے کہا۔
”میں سر۔“ مرفی نے جواب دیا تو سوسیمی نے سلٹے رکھے
ہوئے پیٹھ پر لکھی، ہوتی تفصیل دوہرا دی۔
”میں سر۔“ مرفی نے کہا۔
”عمران اور اس کے ساتھی مسکیک اپ میں ہیں۔ اس لئے میں۔
یہ کاٹفات سکھاؤئے ہیں۔ ان سے جہیں ان کے متنے پھر دس کاٹفات پر موجود تصویروں کی مدد سے ان کے جیسے معلوم ہو جائے گے۔ تم نے ان کی مشینی تگرانی کرنی ہے مج بات چیت کے دنگلش سے یہ لوگ جس طرف بھی جائیں تم نے ان کی اطلاع۔

پھر انہوں نے میلک میں ہونے والی کارروائی سے ان کے بلیوہاکس
ہبھنے اور پھر ان کے ہوش میں آنے کے سلسلے میں آرنلڈ کی رپورٹ
بھی تفصیل سے بتا دی کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ چیف سیکرٹری^۱
صاحب سے کچھ چھاتا پنے پر دل پر خود کہہ لای مارنے کے مترادف
ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ آپ نے انہیں اس انداز میں امزا کرایا
ہے کہ ایکریسا کا نام سامنے ہی نہ آئے۔ چیف سیکرٹری نے
کہا۔

”یہ سر“ سرہیری نے فائززادہ بھجے میں کہا۔

تو پھر پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سرسلطان نے مجھ سے بات
کرتے ہوئے کیوں کہا ہے کہ سائنسدان کو ایکریسا کی رویہ ۶۷ پیشی
نے انوکرایا ہے۔ چیف سیکرٹری نے کہا تو سرہیری بے اختیار
اجھل پڑے۔

انہوں نے رویہ ۶۷ پیشی کا نام لیا ہے۔ سرہیری نے حریت
بھرے بھجے میں کہا۔

”ہاں۔ پھر اس کا مطلب ہے کہ آپ نے اس بات کو چھانے کے
لئے جو کارروائی کی ہے وہ ناکام ثابت ہوئی ہے اور اب پاکیشیا
سلکت صرہس لیپارٹری کو جیاہ کر کے اپنا سائنسدان و اپس لے
جائے گی۔“ چیف سیکرٹری نے قدرے غصیلے بھجے میں کہا۔

”انہیں جتاب۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔“ سرہیری نے کہا۔

چیف سیکرٹری کا ہوتا ہے۔ وہ ایک لحاظ سے انتقامی طور پر پورے
ملک کے سیاہ و سفید کامالک ہوتا ہے۔

”سرہیری۔“ کیا آپ نے پاکیشیا کے کسی سائنسدان کو میلک
سے انوکرایا ہے۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔

”یہ سر۔“ سرہیری نے مختصر ساختہ جواب دیا۔

”اس کا مقصد۔“ سرہیری اللہ نے حتت لجھے میں پوچھا۔

”پاکیشیا کے سائنسدان ڈاکٹر شجاعت علی نے ایک ایسا پرانہ
لہجاء کیا ہے جسے ایم ایم کہتے ہیں۔ جو میماں کو نہ سرف سو قیصہ
شارگٹ پرہٹ کرتا ہے بلکہ میماں کے دوران پرداز اس میں سے

ایسی رینٹکتی ہیں جو اس میماں کو ہر قسم کے یدیدی ایسٹی میماں
سم سے بھی مخواہ رکھتی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ پرتوہ وقاریع کے لئے
اہمیت رکھتا ہے۔ پھر انچہ اعلیٰ سلطی میٹنگ میں جسے ص

صاحب نے پریداں کیا تھا۔ یہ طے پایا تھا کہ یہ پرتوہ دہان سے چوڑی
کراکر اسے ہمہاں چھپایا جائے۔ ہم نے عاصویتی سے یہ کام کر دیا

اور کسی کو اس کا علم نہ ہو سکا کہ پرتوہ کہاں گیا۔ ہمہاں کامیاب ترین

رویہ ۶۷ پیشہ سرہیری میں اسے کھولا گیا۔ لیکن یہ اس قدر ایڈو اس تھا کہ
اس کا پیشادی فارمولہ ہمارے سائنسدانوں کی کچھ میں نہ آیا۔ پھر تباہ

پھر اعلیٰ سلطی میٹنگ میں یہ طے پایا کہ اس پرتوے کے موہہ
سائنسدان ڈاکٹر شجاعت علی کو انوکرایا جائے تاکہ ان سے پیشانہ

فارمولہ حاصل کیا جائے۔ سرہیری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

رکھ دیا اور ساتھ پڑے ہوئے فون کار سیور انھوں نے کیے بعد
ویگرے دو بیٹن پر لیں کئے۔ پھر دوسری طرف سے فون اتنا ہوتے پر
انھوں نے آپریشن ہیڈ کوارٹر کے مرقی سے بات کرانے کا کہ کر
رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی وہ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انھوں نے
رسیور انھا لیا۔

”میں۔ سرہیمی نے کہا۔

”مرقی بول رہا ہوں سر۔ دوسری طرف سے مرقی کی آواز
ستالی دی۔

”کالندات بخنگے ہیں جہارے پاس۔ سرہیمی نے کہا۔
”میں سر۔ اور میں نے نگرانی کے تمام انتظامات بھی مکمل کرنے
لئے۔ مرقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب سایتہ حکم میں ترمیم کر دی گئی ہے کیونکہ چیف سینکڑہ میں
صاحب نے ان کی ہلاکت کی مستکوری دے دی ہے۔ اس لئے اب
بھی یہ لوگ ایکریسا میں داخل ہوں ان پر پے در پے تحمل کراؤ۔
نہ ہے ان کی لاٹھیں چاہیں جس قدر جلد مکن ہو سکے۔ سرہیمی
نے توجہ لے گئی میں کہا۔

”میں سر۔ حکم کی تعییں ہو گی۔ میں کلکٹ یونیورسٹی کے جیکب کو
اجمادات دے دیتا ہوں۔ وہ ولکشن ایر پورٹ کے پاہر ہی سے
کارروائی کا آغاز کر دیں گے۔ مرقی نے کہا۔

”اوکے۔ سرہیمی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ انھیں کلکٹ

”کیا آپ ان لوگوں کا خاتمہ نہیں کر سکتے۔ کیا ایکریسا اس
پہماندہ حلق کے چند افراد سے اس حد تک خوفزدہ ہے کہ اپنی تمام
طااقت کے باوجود اس کے خلاف کوئی فیصلہ کن کارروائی نہیں
سکتا۔ سرہیمی اللہ کے لئے میں غصے کا عنصر بذریعہ بڑھاتا چاہ رہا تھا۔

”سر، ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ لوگ ماقوق الفطرت نہیں۔ ہم
عام انسان ہیں لیکن آپ سے چلتے لارڈ مارٹن ان سے ہے حد خود
رہتے تھے۔ انھوں نے ہختی سے حکم دے رکھا تھا کہ ان کے خلاف
کوئی کارروائی نہ کی جائے ورنہ اس وقت بھی وہ ہوائی جہاز فتحام
بلاست کرایا جا سکتا ہے جس میں وہ سفر کر رہے ہیں۔ سر،
نے توجہ لے گئی میں کہا۔

”ایسی کوئی کارروائی نہ کریں جس سے ہیں الاقوایی ہم
یچید گیاں پیدا ہو جائیں جیسا آپ نے ابھی ہوائی جہاز کو فضا
بلاست کرانے کی بات کی ہے لیکن اسیں، بہر حال ہلاک ہو تا پڑتے
میں لارڈ مارٹن نہیں ہوں۔ مجھے ان کی لاٹھیں چاہیں۔ دیے گئے
سرسلطان کو کہہ دیا ہے کہ انھیں قلط اطلائی ملی ہے۔ ایکریسا
محمولی معاملات میں ملوٹ نہیں ہوا کرتا۔ سرہیم اللہ نے کہا۔

”ٹھیک ہے سر۔ اب آپ نے اجازات دے دی ہے۔ اب
کے حکم کی تعییں ہو گی۔ سرہیمی نے کہا۔

”اوکے۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ
رابطہ شتم ہو گیا تو سرہیمی نے ایک ٹھوپیل سانس لیتے ہوئے،

سیکھن کی کارکردگی کے بارے میں علم تھا کہ وہ سلسلہ اور پر
درپے کارروائی کرتے ہیں۔ اور ان کی کارروائی اس وقت تک جان
رہتی ہے جب تک نارگٹ ہٹتہ ہو جائے۔ اس لئے انہیں کھل
یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے دلکش ایکروٹ سے
باہر آتے ہی موت ان پر حجپت پڑے گی۔

تاریکی کے انٹریشنل ایکروٹ کے ٹریننگ میں عمران لپٹے
ساتھیوں سیت موجود تھا۔ عمران کے ساتھ صالح، جویا، شووس
خدراء، کیپن شکلیں موجود تھے جو انکے قیوں وغیرہ کے لئے فلاست
تے بہاں ایک گھنٹے تک رکنا تھا اس لئے ان سیت فلاست کے تمام
ساتھ ٹریننگ میں آگئے تھے۔

”عمران صاحب۔ آپ سارے راستے سوتے آئے ہیں۔ اس لئے
آپ نے کچھ دیتا یا ہی نہیں کہ ہمارا نارگٹ کیا ہے۔۔۔ خدرائے
عمران سے مقابلہ ہو کر کہا۔

”الحان کی دندگی کا کیا نارگٹ ہوتا ہے۔ آخرت کی کامیابی اور
ہم۔۔۔ عمران نے ایک طویل سائنس لیتے ہوئے کہا۔

”میں ابھی آرہا ہوں۔۔۔ کیپن شکلیں نے اٹھتے ہوئے کہا اور

عمران نے کہا تو صالحہ بے اختیار شرمندہ سی ہو گئی جنکہ باقی سب
ایک بار پھر ہنس پڑے۔

- تمہیں کس نے کہا تھا کہ تم اس پتھر سے سر پھوڑو۔ ویسے بھی یہ
ہمیں بتانے کا پابند تو نہیں ہے۔ چیف نے اسے لیڈر بنایا ہے تو
نہیں کہا ہے۔ یہ لیڈر ہے جو چاہے کرے اور جو چاہے نہ کرے۔ پابند
تو ہم ہیں۔ جو لیانے غصیلے لمحے میں کہا۔

- وہ شاعر کیا کہتا ہے جس پتے پر سمجھیے تھا وہی پت خود آگ کو ہوا
دینے لگ گیا۔ میں نے سوچا تھا کہ جو لیا میری حمایت کرے گی
کیونکہ صالحہ نے تو یہر حال صقدر کی ہی حمایت کرتی ہے۔ لیکن تم
بھی۔ یہر حال چھوڑو۔ اپنی اپنی قسمت ہے۔ عمران نے پڑے
افسردہ سے لمحے میں کہا۔

- میں یہ۔ یہ اوکاری کسی نئے آدمی کے سامنے کیا کرو۔ تم سب
تم ہمیں رنگ باز کے داؤ میں نہیں آ سکتے۔ جو لیانے منہ بناتے
ہوئے کہا اور پھر اس سے ہٹلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ان کی فلاٹ
کے حیار ہونے کا اعلان ہوتا شروع ہو گیا اور وہ سب اٹھ کر
پڑے۔

- ارے کیپشن ٹھیک کہاں گیا۔ عمران نے چونکہ کراوھر
اوھر دیکھتے ہوئے کہا۔

- میں آ رہا ہوں۔ ایک کونے سے کیپشن ٹھیک کی آواز سنائی
دی اور پھر وہ تیر تیر قدم اٹھاتا اس دروازے کے قریب آگیا جہاں سے

سب نے اس انداز میں سر ہلا دیتے ہیے یہ محول کی بات ہو کر
ہمارا سے باہر تو کوئی جا نہیں سکتا تھا۔ اس لئے کیپشن ٹھیک
اوھر اوھر گھوم پھر کر واپس آجائے گا۔ طویل فاصلے کی فلاٹ
ویسے بھی آدمی بیٹھے بیٹھے تھک جاتا ہے۔

- جبے ساری کامیابیاں اس دنیا میں دے دی جاتی ہیں ا
آفرت میں کچھ نہیں ملتا۔ تصور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
- اور تمہارا کیا ہو گا۔ دونوں طرف سے خالی۔ عمران نے
تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

- عمران صاحب۔ اگر آپ ہمارا پیلسک جگہ کی وجہ سے نہیں
رہے تو کوئی اشارہ ہی کر دیں۔ صقدر نے کہا۔

- تم لوگوں کی نفیات میری سمجھیں تھیں آئی۔ آخر تمہیں
چینی کس بات کی ہے۔ جرے سے جہاز کی سریں کر رہے
اکبر ہمیا بخیج کر عالمگیر، ہوشیوں یا بھی سچائی کو ٹھیک میں نہ ہوئی
جدیدیہ ماذل کی تھی کاریں چلانے کو مل جاتیں گی۔ گھمٹنے پھر لے
کوئی رکاوٹ نہیں۔ افریقات تمام سرکاری۔ اس کے باوجود تم
طرح پریشان ہو یہی مقتل گاہ کی طرف تمہیں لے چاہیا جا رہا۔

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
- عمران صاحب۔ یہ انسانی نفیات ہے۔ صالحہ نے قس
غصیلے لمحے میں کہا۔

- انسانی نفیات۔ اچھا تو تم سب فیر سے انسان۔

سب ون وے کی طرف جا رہے تھے۔

"صفدر، تم ادھر تصور کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ میں عمران صاحب کے ساتھ یہیں ہوں گا۔" جہاڑ میں پیچ کر کیپن شکل نے صفوہ سے کہا جو ہمیں عمران کے ساتھ یہاں تک آیا تھا اور صدر سر ملاتا ہوا عقبی سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہوا۔ کوئی خاص بات۔" عمران نے چونک کر کیپن شکل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس کا پھر قدرتی طور پر پٹ رہا تھا۔ لیکن اس کی آنکھوں سے صاف پتہ لگ رہا تھا کہ وہ کوئی بات کرنے کے لئے بے چین ہو رہا ہے۔

ہاں عمران صاحب۔ بھٹے یہ باتیں کہ کیا ہم نے یہاں راست و لشکن ایئر پورٹ پر ڈرپ ہوتا ہے یا راستے میں کہیں رک جاتا ہے۔ کیپن شکل نے سیٹ پر بیٹھتے ہوئے آست سے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"راستے میں ایک سٹاپ اور آتے ہاں۔ گورگان ایئر پورٹ۔ ہاں طیارہ نصہ نصہ رکے گا اور ہام طور پر مسافر طیارے سے نہیں آتے۔ اس کے بعد طیارہ و لشکن ایئر پورٹ پر ہی جا کر رکے گا۔" عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بات یہ ہے عمران صاحب۔ کہ بچھلے سٹاپ رامانو پر بھی مجھے شک ہوا تھا کہ کچھ لوگ ہماری نگرانی کر رہے ہیں۔ ان کے پاس کوئی جدید کیرہ نہ اشیں تھیں جس کے لیز کارنگ گہرا نیلا تھا۔"

کیپن شکل نے کہا۔
1910ء میں بلیوائیکس ہے۔ اس کی مدد سے دوڑ سے۔ صرف نگرانی کی جا سکتی ہے بلکہ مخصوص ایریا میں ہوتے والی لٹکو بھی بیپ کی جا سکتی ہے۔ عمران نے تشویش بھرے مجھے میں کہا۔
جو بھی ہے بہر حال ہبھاں تارکی میں بھی میں نے ایسے ہی ایک گروپ کو دیکھا تو میں چونک پڑا۔ پھر میں اس گروپ کے ایک آدمی کے قریب سے گورتے ہوئے اسے ایکری میں مجھے میں سیکرٹ کا لفظ کہتے ہوئے ایک سائیڈ پر بنتے ہوئے واش رومنز کی طرف بڑھا چلا گیا۔
میری توقع کے میں مطابق وہ آدمی سیرے پیچھے اس ایسے میں آیا تو میں نے اچانک اسے گروپ سے پکڑ کر ایک واش رومن کی دیوار کے ساتھ لگا کر انگوٹھا اس کی شرگ پر رکھ کر اس انداز میں دیایا کہ وہ لاٹھوڑی طور پر سب کچھ سانے کے لئے جیا رہو گیا۔ مختصر طور پر اس نے پایا کہ ریڈ ہجنسی کے اپریشن ہیڈ کوارٹر کے انچارچ سرفی کے حکم پر وہ ان تمام سٹاپس پر جہاں جہاں یہ پرواز رکھتی ہے دہباں چینگٹک کر رہے ہیں اور انہیں حکم ہے کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی ہبھاں سے باہر جانے لگیں تو ان کی مکمل نگرانی کی جائے۔ پر اس آدمی کے مطابق فوری ایک اور حکم آگیا کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی راستے کے سٹاپس سے باہر جائیں تو ان پر اچانک اور چاروں طرف سے فائز کھول کر انہیں ہلاک کر دیا جائے ورنہ یہ کام و لشکن ایئر پورٹ کے باہر ریڈ ہجنسی کا لٹک سیکھ کرے گا جس کا انچارچ بھیکب ہے۔

ایکریں سیک اپ میں اور ایکریں کالذات پر سفر کر رہے
ہیں۔ عمران نے کہا۔

اب آپ نے کیا سوچا ہے۔ کیپشن شکل نے کہا۔
تم بناوہمیں کیا کرتا ہوگا۔ یہ لوگ واقعی اس تھرستیر فتاری
کے کام کرتے ہیں کہ یہ ہمیں ایک قدم بھی انٹھانے نہ دیں گے۔
مران نے کہا۔

عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہم گورگان ایسپورٹ پر
ڈریپ ہو جائیں اور وہاں موجود نگرانی کرنے والے گروپ کو کور
کر کے ان سے تمام حلومات حاصل کریں اور پھر سیک اپ اور ایساں
جیبل کر کے دوسرے کالذات پر ایکریہیا میں داخل ہوں اور وہاں
دالٹے کے بعد سب سے پہلے ریڈ آجنسی کے اس آپریشن ہیڈ کوارٹر کو
ٹریک کر کے اسے جاہ کریں۔ اس کے بعد ریڈ آجنسی کے چیف کا اور
آخر میں چیف سکرٹری کا خاتمہ کر دیں۔ اس کے بعد جو بھی مشن ہو
وہ مکمل کیا جائے۔ کیپشن شکل نے کہا۔

ہمیں، اس طرح کام پر حد طویل ہو جائے گا اور ان لوگوں کو
شتم جانے کا موقع مل جائے گا۔ اب ہمیں سور ایکشن پالیسی پر
کام کرنا ہوگا۔ عمران نے کہا۔

وہ کیسے عمران صاحب۔ کیپشن شکل نے کہا۔
گورگان میں لامحالہ بیلو ایکس لے گروپ موجود ہو گا اس لئے
وہاں کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی۔ تم ہمیں اپنے ساتھیوں کو

ابھی میں اس سے پوچھ ہی رہا تھا کہ فلاٹ کی روائی کے اعلانات
شرود ہو گے اور میں نے اس کی شرگ کپل کر اسے ہلاک کر دیا
اور اس کی لاش کو ایک کونے میں اس انداز میں ڈال دیا کہ فوری
نظر نہ آئے۔ جس کے بعد میں خاموشی سے چلتا ہوا آپ کے پاس بیٹھ
گیا۔ کیپشن شکل نے جواب دیا۔

اوہ، اب اس آدمی کی لاش انہیں مل جائے گی اور اس کی اطلاع
بھی انہیں دے دی جائے گی۔ مگر تم تے واقعی کارتاں سر انجام دیا
ہے کیپشن شکل۔ میں ایسی ہی کارکردگی چاہتا ہوں۔ اس کا مطلب
ہے کہ ہمارے خلاف ریڈ آجنسی اور اس کا ٹکٹک سیکشن حرکت میں
آگیا ہے اور مجھے مظلوم ہے کہ یہ دو توں کس قدر تیز اور باوسائی
ہیں۔ ٹکٹک سیکشن مسلسل اور پے درپے تحلیل کرتا ہے اور اس وقت
مکن اس کے تحلیل جاری رہتے ہیں جب تک تارگٹ ختم نہ ہو
جائے۔ عمران نے تسویش مجوہ بھیجیں کہا۔

کیا ہمارا مشن ایسا ہے کہ ایکریہیا کی ریڈ آجنسی اس طرح کمل
کر ہمارے سامنے آگئی ہے۔ کیپشن شکل نے کہا۔

ویسے مشن تو ایسا نہیں ہے لیکن میرا خیال ہے کہ لاڑکاری
کی وفات کے بعد ایکریہیا کا چیف سکرٹری ہتا ہے اس نے انتقامی
کارروائی کے تحت آڑدار کے ہوں گے اور تم نے ہو پکھ مظلوم کیا ہے
اس کے مطابق ہماری روائی کی اطلاع پاکیشاں سے ہی دی گئی ہوگی
اور ہمارے کالذات کی نقول بھی ہر جگہ بہنچائی لگی ہوں گی ورنہ ہم تو

جیپ خاصی سورقتاری سے دران اور بخوبیہ اڑی علاقے میں ایک
چھانی سڑک پر دوستی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیور
سیٹ پر رینی لیبارٹری کا سکورٹی آفسیر سو سیل تھا جبکہ سائیٹ سیٹ پر
ڈاکٹر شاہد لودھی یعنی ہوا تھا۔ ڈاکٹر شاہد لودھی کو سکورٹی چیف
گرام کے حکم پر تھے نہ ان میں رکھا گیا تھا جہاں ڈاکٹر شاہد لودھی ہر
لحظہ تعالیٰ سے اپنی سلامتی کی دعا میں مانگتا رہتا تھا۔ پھر تقریباً دو
روز بھو سو سیل اس تھے نہ ان میں آیا۔ اس نے ڈاکٹر شاہد لودھی کو
 بتایا کہ اس نے چیف سکورٹی آفسیر گرام سے اس کے لئے معافی
نامہ حاصل کر لیا ہے۔ اس نے اب اسے گولی نہیں ماری جائے گی
 بلکہ اسے لیبارٹری سے پاہر کامباؤنوسپر بھجوادیا جائے گا جہاں سے وہ
جس جگہ چاہے آزادی سے جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر شاہد لودھی اس اخلاق پر
بے حد خوش ہوا اور پھر سو سیل نے اسے کہا کہ وہ اپنا ضروری سامان

بریف کر دو۔ ونگٹن ایئر پورٹ بے حد و سعی و عرض ہے۔ وہاں سے
شمار انٹرنسیشن پر واڑیں آتی اور بھاتی رہتی ہیں اور وہاں سے شمار انٹر
نسیہ رکتے ہیں جن سے آسانی سے گزر جاسکتا ہے اور ایئر پورٹ سے
یاہر موجود ٹکٹک سیکشن کے لوگوں کو علم تک نہ ہو سکے گا۔ ونگٹن
میں ایک رہائشی عمارت ہمارے لئے چیف نے ریزرو کراؤنی ہے۔
وہاں اسلو بھی ہو گئے بیس اور کاریں بھی۔ وہاں پہنچ کر ٹیکسٹ
اپ ہو گئے بیس مکنے جائیں گے اور پھر دو گروپ بن کر ایک
گروپ رینی ہجنسی کے اپریشنل ہیڈ کو اس پر حملہ کرے گا اور دوسرا
ٹکٹک سیکشن کے ہیڈ کو اس پر۔ تاکہ ہمارے خلاف فوری کارروائی کر
روکا جاسکے۔ عمران نے کہا۔

- صحیک ہے عمران صاحب۔ آپ کی تجویز ایادہ ہے تھے۔ میں
صفدر کو ساتا ہوں۔ کیپین ٹکلی نے کہا اور سیٹ سے اٹھ کر
وہ عقیقی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تونر کے پاس گیا۔

- تم اور عمران صاحب کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ میں نے صدر سے
چند باتیں کرنی ہیں۔ کیپین ٹکلی نے کہا۔

- عمران کے ساتھ بیٹھنے کی بجائے عقب میں ایک سیٹ خالی
ہے میں وہاں بیٹھ جاتا ہوں۔ تونر نے کہا اور اٹھ کر عقب کی
طرف پڑھا چلا گیا۔

سویں
- آدمی کے ساتھ - ایک ضروری بات کرنی ہے۔
نے بھی اتنے ہوئے کہا۔
- کہاں کرنی ہے۔ - بھیس کرو بات۔ ڈاکٹر شاہد اودھی نے
کہا۔

سویں نے یقینت اہتمامی بخت لمحے میں کہا۔ اس
کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں سائیلنسر کا پیش نظر آئے الگ گیا تو
ڈاکٹر شاہد اودھی کا چہرہ ایک بار پھر دھوان دھوان سا ہو گیا۔ وہ
ایک لمحے میں سمجھ گیا تھا کہ اس خار میں اسے گولی مار کر پھینک دیا
جاتے گا اور پھر اس کی لاش بھی جاتور کھا جائیں گے اور یہ سویں
واپس جا کر رپورٹ کر دے گا کہ وہاں سے کامبا تو چھوڑ کر واپس آگیا
ہے۔

- مم، مم۔ لمحے سے بارہ۔ تمیں جہادے پکوں کا واسطہ ہے۔
ڈاکٹر شاہد اودھی نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے اہتمامی
کاہر لمحے میں کہا۔

- اگر تم نے میری بات نہ مانی تو صرف ایک گولی جہاری کھوپڑی
توڑ دے گی۔ اگر میری بات مان لو گے تو جہاری جان نک جائے گی۔
آدمی اندھر۔ سویں نے سرد لمحے میں کہا تو ڈاکٹر شاہد اودھی
ٹرکردا تھا۔ ہونے قدموں سے چلتا ہوا نار کے اندر داخل ہو گیا۔ نار
کاٹی کشادہ تھا۔ لیکن وہاں چنانوروں کے ڈھانچے موجود تھے اور وہاں
بیرون بھی تھی۔

الٹھا لے اور اس کے ساتھ کامبا نو چلنے کے لئے سیار ہو چائے۔ ڈاکٹر
شاہد اودھی نے ایک بیگ میں اپنا ضروری سامان پیک کیا اور پھر
سویں کے ساتھ جیپ میں بیٹھ کر لیسارٹری سے باہر آگیا۔ لیسارٹری
کی قائل چیک پوسٹ پر بھی سویں نے یہ بات درج کرائی کہ
چیف سکورٹی آفیسر کے حکم پر ڈاکٹر شاہد اودھی کو لیسارٹری سے مکا
جا رہا ہے اور وہ اسے کامبا نو ڈریپ کر کے واپس آجائے گا۔

وہاں ڈاکٹر شاہد اودھی سے بھی مستحکم کرانے گے اور پھر وہ جیپ
میں سوار ہو کر لیسارٹری سے باہر آگے گئے اور اب جیپ تیر قفاری سے
چھٹانی راستے پر دوڑتی ہوئی آگے گئی بھی جاری تھی۔

- یہ راست کہاں جاتا ہے۔ میں تو ہمیں کبھی اس راستے سے کامبا تو
نہیں گیا۔ خاموش یعنی ڈاکٹر شاہد اودھی نے حریت بھرے لمحے
میں کہا۔

- کامبا نو کا شمارٹ کرتے ہے۔ سویں نے جواب دیا اور
ڈاکٹر شاہد اودھی نے اشیات میں سر ٹلا دیا۔ جیپ سسل آگے پڑھی
چلی جا رہی تھی اور ڈاکٹر شاہد اودھی کے انداز کے مطابق وہ لیسارٹری
سے کافی فاصلے پر آگئے تھے کہ اچانک سویں نے جیپ کی رفتار
آہستہ کرنا شروع کر دی اور پھر ایک بڑی سی نار کے دہانے پر اس نے
جیپ روک دی۔

- کیا ہوا۔ ڈاکٹر شاہد اودھی نے حریت بھری نظریں سے
سویں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

سائنسدانوں کو ایسا تھا جہاڑی تھوا ہیں دی جاتی ہیں جبکہ تمام باقی افراد میں اسی طرف سے ہوتے ہیں۔ بہر حال اب میری بات شروع ہے۔ تم میں سے ساتھ پہنچ چلوا۔ تم نے وہاں اپنا اکاؤنٹ گلوو کرنا ہے اور تم نے اپنی تمام رقم پہنچ میں میرے اکاؤنٹ میں جمع کرائی ہے۔ اگر کوئی پوچھے تو تم نے یہی کہتا ہے کہ تم میرے ذریعے یہ رقم اپنے عین کو دلکش بھجو رہے ہو اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم نے وہاں کسی سے کوئی غلط بات کی یا کوئی غلط اشارہ کیا تو پھر بھی تم مرنے سے نجات نہیں سکو گے کیونکہ جہاں وہی ہوتا ہے جو اسی طرف سے کیوں نہیں کیا گی۔ اس رقم کے بعد تھا جان نجات جانے کی اور میں تمہیں بس شریعت پر ڈرپ کر دوں گا۔ تم خاموشی سے چلے جاتا۔ میں واپس جا کر چیف کو رپورٹ دے دوں گا کہ میں نے تمہاری پہالی کے غار میں پہنچ دیا ہے۔ بولو کیا کہتے ہو۔ سو سیل نے کہا۔

“مم۔ مجھے منکور ہے۔” ڈاکٹر شاہد لودھی نے فوراً کہا۔
“ٹھیک ہے آؤ چلو۔” سو سیل نے پہنچ واپس جیپ میں لگتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر وہ دونوں جیپ میں سوار ہو گئے اور سو سیل نے جیپ آگے ہڑھا دی۔

“دولت یعنے کے بعد تو تم مجھے نہیں مارو گے۔” پھر لمحوں بعد ڈاکٹر شاہد لودھی نے پہنچ انداز میں کہا تو سو سیل نے اختیار ہنس پڑا۔

“ستوڈاکٹ۔ مجھے چیف گراہم نے حکم دیا ہے کہ جہاں جہاں کوئی مار دی جائے اور واپس جا کر رپورٹ کر دی جائے کہ جہاں کا مبانو چھوڑ دیا گیا ہے تاکہ اگر کل کو حکومت پاکیشیا جہاڑی بارے میں پوچھے تو اسے بتایا جاسکے کہ تمہیں ریڈرز رو لیسیارٹی سے نکال کر کامباٹو ہبھچا دیا گیا تھا۔ اس کے بعد تم کہاں جاتے ہو اس کہاں نہیں۔ اس کی ذمہ داری یہم پر عائد نہیں ہوتی اور میں ایسا ہر کرتا چاہتا ہوں لیکن۔” سو سیل بات کرتے کرتے رک گیا۔

“مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ تم ہو کوئی میں کرتے کوئی نہیں۔” ڈاکٹر شاہد لودھی نے خوف سے کاٹپتہ ہوئے مجھے میں کہا۔

“میں ایسا کر بھی دیتا تم سے کوئی بات کے بغیر۔ لیکن میں۔ تھاڑی چھیک بیک دیکھی ہے۔ تم نے کامباٹو کے سی سیلک میں اکاؤنٹ رکھا ہوا ہے۔ تھاڑی کتنی قسم وقت پہنچ میں 8:30 ہے۔” سو سیل نے کہا۔

“مم۔ مم۔ میں آوجی جتوہ پاکیشیا میں اپنے اگر بھجو آتا ہے اور آجی جہاں پہنچ سیلک میں رکھوادتا ہوں تاکہ جب میں پانچ چھوٹے سالوں بعد جہاں سے واپس پاکیشیا جاؤں تو میں۔ پاس خاصی رقم ہوں اسیماں دو سالوں سے ہو رہا ہے۔ میرا بیان ہے کہ پہنچ میں چھوٹے سالوں لاکھ ڈالر تو موجود ہوں گے۔” ڈاکٹر شاہد لودھی نے کہا۔

“میرا بھی سبی انداز تھا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ جہاں

گیا۔ گواں کے پاس کاغذات موجود تھے لیکن پاکیشیا جانے کے لئے
بھاری رقم کی بھی ضرورت بھی اور ساتھ ہی ویدہ و خیرہ کا یندویست
بھی کرتا تھا۔ اس نے اس نے ولگشن میں اپنے ایک دوست ڈاکٹر
آصف کے پاس جانے کا فیصلہ کیا۔ یہ طب کا ڈاکٹر تھا اور طویل
مرے سے بھاں رہ رہا تھا۔ اس کی رہائش ایک فلیٹ میں تھی جہاں
وہ اکیلا رہتا تھا۔ اس نے شادی نہ کی تھی۔ ڈاکٹر آصف کو ہسپاں
کی طرف سے بھی رہائش گاہ مل سکتی تھی لیکن ڈاکٹر آصف ایکری بھیا کی
ریلمیں کو پوری طرح ابتوانے کرنے کے لئے علیحدہ فلیٹ میں رہتا
تھا۔ ڈاکٹر شاہد لودھی کے پاس اس کا فون تبر موجود تھا۔ اس نے
اس نے ایک پبلک فون بوخ سے اسے فون کیا تو وہ اپنے فلیٹ میں
بھی موجود تھا پھر انکے نیکی میں پہنچ کر ڈاکٹر شاہد لودھی فلیٹ پر پہنچ
گیا۔

“اس طرح اچانک جہاری آند پر میں حریان رہ گیا ہوں۔ تم تو
کامباؤ میں نہیں تھے۔ سلام دعا اور رسی قصر وہ کے بعد ڈاکٹر
آصف نے کہا۔

“پاں۔ وہیں سے آ رہا ہوں اور سمجھو کر مجھ پر اٹھ تھاں کا خصوصی
کرم ہو گیا کہ جان بچ گئی ہے۔ ڈاکٹر شاہد لودھی نے کہا۔
“جان بچ گئی ہے۔ کیوں کیا ہوا۔ ڈاکٹر آصف نے حریت
پھرے لجھے میں کہا تو ڈاکٹر شاہد لودھی نے شروع سے آخر تک تمام
تفصیل بتا دی۔

”ولیے تمہارے ذہن میں جو خیال آیا ہے وہ عام حالات
درست ہے۔ میں جہیں وہاں بھی ہلاک کر سکتا ہوں اور جہاں
فقار میں بھی تم سے جراں جھیک پر دستخط کر اکر جہیں گولی مار سکتا
لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔ کیونکہ ایک لحاظ سے تم تے اپنی
جمع پوچھی مجھے دے دی ہے اور میں اس دریان علاقے کی ملکہ
چھوڑ کر تاراک چلا جاؤں گا اور وہاں اس رقم سے کوئی سحتول کر
کروں گا۔ اس نے مجھے اس کی کوئی پرواہ نہ ہو گی کہ تم کامہ
ولگشن پہنچ کر سرے خلاف کیا کرتے ہو، کیا نہیں۔ ” — سوچی
کہا۔

“میں کچھ نہیں کروں گا۔ خاموش رہوں گا۔ = میرا وحدوں
شاہد لودھی نے کہنے، ہوتے لجھے میں کہا اور سوچیل نے اٹھاں
سرطا دیا اور پھر تحولی درجہ درجہ کامباؤ میں داخل ہو گئے۔
واقعی شارت کث تھا۔ کامباؤ کے سٹی پینک کے باہر جیپ
وہ دونوں بیچے اترے اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بھو بھو ॥

پینک سے باہر آئے تو الٹھے لاکھ ڈالر ز کا مالک سوچیل ہے
جسکے ڈاکٹر شاہد لودھی نے ایک ہزار ڈالر ز اپنے لئے لکھاے تے
کی اجازت سوچیل نے اسے دے دی تھی تاکہ وہ کامباؤ
بچنے سکے۔ سوچیل واقعی اپنی بات کا سچا لکھا۔ اس نے ڈاکٹر شاہد
کو بس ٹریٹل پر اتار دیا اور پھر تقریباً بیکس گھنٹوں کے طویل
بعد اور دو جگہوں پر بسیں بدلتے گے بعد ڈاکٹر شاہد لودھی د

تیرے روز ڈاکٹر شاہد لودھی ڈاکٹر آصف کے ساتھ کار میں بیٹھا
وں نشان ایسپورٹ کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک ڈاکٹر آصف نے کار
ایک سائیکل روڈ پر موڑ دی۔

کیا ہوا۔ ڈاکٹر شاہد لودھی نے چونک کر پوچھا۔

چہاری فلاٹ کو ابھی تین گھنٹے درہ ہے۔ میرا ہبھاں ایک
دوست رہتا ہے کلارک۔ اس سے مل لوں۔ ایک ضروری کام ہے۔

ڈاکٹر آصف نے کہ تو ڈاکٹر شاہد لودھی نے اشیاء میں سر ہلا دیا۔
ڈاکٹر آصف نے کہ تو ڈاکٹر شاہد کا لوٹی میں داخل ہوئی اور پھر ایک
خواری در بعد کار ایک رہائشی کا لوٹی میں داخل ہوئی اور اتر کر
چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی۔ ڈاکٹر آصف نے تجھے اتر کر
ستون پر موجود کال بیل کا بیٹن پر لیس کر دیا۔ سجد لمحوں بعد ایک آدمی
جس نے دربان کی مخصوص یو سیگارم ہبھی ہوتی تھی باہر آگیا۔

کلارک موجود ہے۔ میرا نام ڈاکٹر آصف ہے۔ اور یہ میرے
ساتھ ڈاکٹر شاہد لودھی ہیں۔ ڈاکٹر آصف نے کہا۔

بھی ہاں۔ میں پھائک کھوتا ہوں۔ آپ کار اندر لے آئیں۔
دربان نے کہا اور پھر واپس چلا گیا۔ سجد لمحوں بعد ڈاپھائک کھل گیا
اور ڈاکٹر آصف کار اندر لے گیا۔ گریاج میں ایک سفید رنگ کی
جعدیہ مالال کی کار موجود تھی۔

یہ چہارا دوست کیا کرتا ہے۔ کار گریاج میں رکتے ہی
ڈاکٹر شاہد لودھی نے تجھے اترتے ہوئے ڈاکٹر آصف سے پوچھا۔
کسی بڑی سے ایج ہے۔ زیادہ پرانا دوست نہیں ہے۔ ایک

اوہ، پھر تو واقعی تم پر خصوصی کرم ہوا ہے۔ ہمیں یہ کیا سوچی
کہ تم نے اس انداز میں مائیکرو فلم روول پاکیشاہ بہنچانے کا سوچا
جہیں معلوم نہیں ہے کہ ایکریسا میں خفیہ کیرے اور بیپ ریکارڈر
کہاں کہاں کام نہیں کر رہے ہوتے۔ ایکریسا میں جو امن و امان
جہیں نظر آ رہے۔ ان کیروں کی وجہ سے ہی ہے۔ سو سیل نے واقعی
شرافت سے کام یا ہے ورنہ جہیں لا اٹھا بلکہ کرو یا جاتا۔ ڈاکٹر
آصف نے کہا۔

ہاں، تجھے بھی اب اپنی حرکت کا احساس ہو رہا ہے۔ بس جب
الوطی کے چکر میں یہ سب کچھ کر جیٹھا۔ تجھے یہ کہ سب کچھ لشوائی
بیٹھا ہوں اور اس وقت خالی باتھے چہارے پاس آیا ہوں۔ تم تجھے
پاکیشاہ بہنچنے تک کا کرایہ وغیرہ ادھار دے دو اور وہ وغیرہ بھی کمر
دو۔ میں پاکیشاہ بہنچ کر جہیں چہاری ساری رقم واپس بیٹھوادوں گا۔
ڈاکٹر شاہد لودھی نے منت پھرے لئے میں کہا تو ڈاکٹر آصف ہے
انتیار نہیں پڑا۔

اجتن آدمی۔ اس انداز میں بات کیوں کر رہے ہے۔ میں جہا
بچپن کا دوست ہوں۔ تم نظر مت کر دے۔ چہاری پوری پوری ڈاکٹر
ہو گی۔ تجھے اپنا پاسپورٹ دو۔ میرا ایک دوست ہے ٹریول لیکٹر
میں اسے پاسپورٹ دے کر چہار اوینا گلوادوں گا بلکہ تک بھی اسے
کردا دوں گا۔ ڈاکٹر آصف نے کہا تو ڈاکٹر شاہد لودھی نے اس اس
شکریہ ادا کیا اور پھر دینا لگتے اور نہ کوئے ہونے میں دور روکنگے

مریش کے سلسلے میں ہسپتال آیا تھا۔ وہاں بات پرست ہوئی۔ نام
با اثر آدمی ہے۔ ڈاکٹر آصف نے کہا اور ڈاکٹر شاہد لودھی سے
اشبات میں سر بلاد دیا۔ اس دوران پھانٹک بند کر کے ملازم اگلا اور اس
نے انہیں ڈرائیٹگ روم میں بخایا اور واپس چلا گیا۔ بعد تھوڑی جگہ
ایک لبے قدر اور ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے یہو
تراش کا سوت پہنا ہوا تھا۔

” یہ میرے دوست ہیں کلارک۔ اور یہ بھی میرے دوست ہیں
ڈاکٹر شاہد لودھی۔ ” ڈاکٹر آصف نے ان دونوں کا ایک دوسرے
سے تعارف کرتے ہوئے کہا تو کلارک بے اختیار چونک پڑا۔
” آپ سانحہداں ہیں۔ میراںلی سپیشلٹ۔ ” کلارک نے کہا
تو ڈاکٹر شاہد لودھی بھی بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے پھرے
حریت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

” آپ مجھے جاتے ہیں۔ کیے۔ ” ڈاکٹر شاہد لودھی نے حریت
بھرے لجھے میں کہا۔ ڈاکٹر آصف کے پھرے پر بھی حریت کے تاثرات
ابھر آئے تھے۔

” آپ کامیابوں کی ریٹریٹری ٹیکنالوجی میں تھے۔ میں نھیک کہہ
ہوں نا۔ ” کلارک نے کہا۔

” ہاں۔ یہیں آپ کون ہیں اور مجھے کیے جاتے ہیں۔ آپ سے؟
ہمیں یار ملاقات ہو رہی ہے۔ ” ڈاکٹر شاہد لودھی کے لجھے میں
حریت کا عصر پوری طرح مالاپ تھا۔

” اوہ۔ اچھا۔ جب وہ واپس آئیں تو انہیں کہنا ہے کہ مجھے فون کر
کلارک نے کہا۔

” کلارک بول رہا ہوں سرنس سے بات کرو۔ ” کلارک نے
کہا۔

” اور۔ اچھا۔ جب وہ واپس آئیں تو انہیں کہنا ہے کہ مجھے فون کر
کلارک نے کہا۔

” پھر آپ کو کیسے یہ سب معلوم ہو گیا۔ ” ڈاکٹر آصف نے
کہا۔

” میں نے ریٹریٹری ٹیکنالوجی سے آپ کے یارے میں معلومات
حاصل کی تھیں۔ یہیں انہوں نے بتایا کہ آپ کو سکرٹ آف کرنے
کی پاداش میں توکری سے نکال دیا گیا ہے اور آپ کو سکورٹی کا آدمی
کامبا تو چھوڑا یا ہے۔ ” کلارک نے کہا۔

” آپ پلیز مجھے بتائیں کہ یہ سب کیا ہے۔ ” ڈاکٹر شاہد لودھی
نے پھرے مت پھرے لجھے میں کہا تو کلارک بے اختیار ہنس پڑا۔

” ابھی معلوم ہو جائے گا۔ میں ایک فون کروں۔ ” کلارک
نے کہا اور ملائے ہی میں پر موجود فون کار سیور انھا کر اس نے تیزی
سے شپریلیں کرنے شروع کر دیے۔

” کلارک بول رہا ہوں سرنس سے بات کرو۔ ” کلارک نے
کہا۔

” اوہ۔ اچھا۔ جب وہ واپس آئیں تو انہیں کہنا ہے کہ مجھے فون کر
کلارک نے کہا۔

لیں۔ اہنوں نے جس ڈاکٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنا
کہا تھا وہ اس وقت میرے پاس موجود ہیں۔ کلارک نے کہا۔
ڈاکٹر شاہد لودھی نے حریت بھری نظروں سے ڈاکٹر آصف کی طرف
ویکھا۔

کلارک نے ڈاکٹر شجاعت علی کو بہاں لے جایا گیا ہے یا نہیں۔
کہا تھا وہ اس وقت میرے پاس موجود ہیں۔ ڈاکٹر شجاعت علی کے میں
رینڈیز ویلیبارٹری میں ایک سائنسدان ڈاکٹر بیکر میرا دوست ہے میں
یہیں سے فون پر آپ کے بارے میں معلوم کیا تو اس نے وہی
یہیں سے فون پر آپ کو بتا چکا ہوں۔ ڈاکٹر آصف نے جب آپ
کا تعارف کرایا تو میں سمجھ گیا کہ آپ وہی ہو سکتے ہیں۔ کلارک
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

آپ کون ہیں۔ ڈاکٹر شاہد لودھی نے حریان ہو کر پوچھا۔
میں بہاں پاکیشیا کے مفادات کی نگرانی کرتا ہوں۔ کلارک
نے جواب دیا۔

لیکن آپ تو ایکریسمن ہیں۔ ڈاکٹر شاہد لودھی نے مزید
حریان ہوتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ میرے والدین بڑے طویل عرصے تک پاکیشیا میں رہے
ہیں۔ میں بھی وہیں پیدا ہوا تھا۔ میرے والدین وفات پا گئے ہیں۔
اس وقت میری عمر صرف میں سال تھی۔ پھر میں ایکریسمن شفت ہو
گیا لیکن پاکیشیا سے بہت میرے خون میں رج بس چکی ہے۔ میں
بتاہر تو ایکریسمن ہوں لیکن اندر سے پاکیشیا ہوں۔ کلارک نے
کہا تو ڈاکٹر شاہد لودھی کے بھرے پر اٹھیان کے تاثرات پھیلتے چلے

لیں۔ اہنوں نے جس ڈاکٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنا
کہا تھا وہ اس وقت میرے پاس موجود ہیں۔ کلارک نے کہا۔
ڈاکٹر شاہد لودھی نے حریت بھری نظروں سے ڈاکٹر آصف کی طرف
ویکھا۔

آپ نے جب الوطنی کا شوت دیتے ہوئے ایک سائنسی پرائی
ائیم ایم کی پاکیشیا سے چوری اور پھر اس کے رینڈیز ویلیبارٹری
ویکھائے جاتے اور پھر اس کے موجود ڈاکٹر شجاعت علی کے انعام کے
جانے کا تخدشہ ایک مائیکروفلم روپ کے ذریعے قاہر کیا تھا۔ آپ نے
یہ فلم روپ بھاں ایک پاکیشیائی عبد الحمد کے ہوا لے کیا تھا تاکہ
اسے پاکیشیا کے اعلیٰ حکام تک پہنچا دیں۔ کیا میں درست کہ ہے
ہوں۔ کلارک نے کہا۔

ہاں۔ مگر۔ ڈاکٹر شاہد لودھی نے اور زیادہ حریان ہوئے
ہوئے کہا۔

آپ کا یہ فلم روپ پاکیشیا سکریٹ سروس کے لئے کام کرنا
والے علی عمران عرف پرنس کے پاس ہیچھا گیا۔ پھر ڈاکٹر شجاعت علی
کو بھی پلاسٹک سے اڑا کر بیا گیا۔ پاکیشیا سکریٹ سروس کے چند
نے اس پر زدے اور ڈاکٹر شجاعت علی کو واپس لے جانے کی خواہ
سے ٹیک بھیجی ہے۔ بہاں کی ایک عکومتی ہبھی ان کے خلاف
کام کر رہی تھی۔ ان کا پروگرام پرنس اور اس کے ساتھیوں کو
ایئرپورٹ پر ہی ہلاک کر دینے کا تھا لیکن پرنس اور اس کے ساتھیوں کو

لیبارٹی میں موجود ہے۔ لیکن جب میں وہاں سے آیا تھا تو ڈاکٹر
شیعات علی دیاں نہیں پہنچتے تھے۔ ڈاکٹر شاہد اودھی نے کہا۔
ہو سکتا ہے کہ آپ سے ریڈ لرنڈ لیبارٹی کے بارے میں
تفصیلات معلوم کریں کیونکہ پرانہ داپس حاصل کرنے کے لئے انہیں
یہ حال وہاں کام کرنا ہو گا۔ اس نے آپ ابھی بھیں رہیں گے۔ ڈاکٹر
آمد آپ بے فکر ہو کر انہیں سیرے پاس چھوڑ جائیں۔ میں انہیں
خوبیت وغیرہ بتوا کر پاکیشیا بھجوادوں گا۔ میرا ذمہ۔ کلارک
نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ مجھے آپ پر کامل اعتماد ہے۔ ڈاکٹر اودھی تم بھی
بے فکر ہو۔ کلارک صاحب بے حد یا اعتماد آدمی ہیں۔ ڈاکٹر
آمد نے ہمیلے کلارک اور پھر ڈاکٹر شاہد اودھی سے مخاطب ہو کر کہا۔
لیکن سیرے پاس تور قم نہیں ہے۔ پھر۔ ڈاکٹر شاہد اودھی
نے قدرے شرمندہ سے لجئے میں کہا۔

آپ بے فکر ہیں۔ آپ محب وطن آدمی ہیں۔ آپ کو کسی قسم
گی پر بخانی نہیں ہوگی۔ کلارک نے کہا تو ڈاکٹر شاہد اودھی نے
اس اندھا میں سر بلایا جیسے اب بمحرومی ہو۔ پھر ڈاکٹر آصف، ڈاکٹر شاہد
ہو وہی کو دیں کلارک کے پاس چھوڑ کر داپس چلا گیا۔

میں آپ کو کہہ دکھاتا ہوں۔ آپ آرام کریں۔ پرنس جب
داپس آئیں گے تو میں ان سے آپ کی بات کروں گا۔ کلارک
نے کہا اور ڈاکٹر شاہد اودھی سر بلاتا ہوا اپنے کھدا ہوا۔

گئے۔ آپ نے ہمیلے تو کبھی یہ بات نہیں بتائی۔ ڈاکٹر آصف نے
کہا۔

ہمیلے کبھی اس کی ضرورت نہیں پڑی۔ ویسے بھی یہ ساری باتیں
اس نے آپ کے سامنے دوہرا دی ہیں کہ آپ محب وطن ہیں درمیں
ٹاپ سیکرت ہے اور مجھے اسید ہے کہ آپ اسے سیکرت ہی رکھی
گے۔ کلارک نے کہا اور ان دونوں نے اشیات میں سر ملا دیے۔

میں تو داپس پاکیشیا چاہ رہا ہوں۔ ہم ایسے پورٹ جا رہے تھے اور
ڈاکٹر آصف نے کار اڈھر موڑ لی۔ ڈاکٹر شاہد اودھی نے کہا۔

مجھے آپ سے کہاں ڈاکٹر کے بارے میں بات کریں۔ ڈاکٹر آصف نے کہا۔

آپ کا دہ کام اسی روذہ ہو گیا تھا۔ میں نے آپ کو فون کیا تھا اور
آپ اسپیال میں تھے اور نہ فلیٹ پر۔ کلارک نے کہا۔

اوہ اچھا۔ بے حد شکر یہ۔ ڈاکٹر آصف نے صرف بھر
لچے میں کہا۔

ڈاکٹر شاہد اودھی صاحب۔ آپ ابھی نہیں چاہیں گے جب تک
پرنس سے آپ کی ملاقات نہ ہو جائے۔ نکت وغیرہ کی فکر میں
کریں۔ آپ کو بھاں سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے بھی پاکیشیا بھجوادوں
جا سکتا ہے۔ کلارک نے کہا۔

لیکن جو میں نے بتایا ہے وہ آپ انہیں بتا دیں کہ پرلا وائیم!

میں ایک پیشہ بھائیت کلارک سے بات چیت کی۔ کلارک کے درجے ہی اسے ریڈ آجنسی کے کلک سیشن کے بارے میں جس معلومات مل گئی تھیں۔ کلک سیشن کا ہیئت کوارٹر و نکلن کے بدنام طلاقے ہائیکرول ایریا میں واقع ایک کلب جس کا نام یارسن کلب تھا کے نیچے تھے خانوں میں بنایا گیا تھا۔ جبکہ ریڈ آجنسی کے آپریشن ہیئت کوارٹر کے بارے میں عمران دیکھے ہی جاتا تھا کہ یہ ہیئت کوارٹر و نکلن کے مقابلے کارشن میں ایک وسیع عمارت میں بناء ہوا تھا۔ بظاہر ایک ٹول فیکٹری تھی۔ کاروں کے لئے مخصوص پرٹے والی فیکٹری۔ لیکن یہ فیکٹری بخوبی دکھاوا تھی۔ فیکٹری کے نیچے تھے خانوں کا جال پھکھا ہوا تھا جس میں اجتماعی قسمی مشیری نصب تھی اور بے شمار لوگ وہاں کام کرتے تھے۔ اس آپریشن ہیئت کوارٹر کا اپنارج مری تھا۔ ریڈ آجنسی کے تمام گروپس کو بھیں سے کشرون کیا جاتا تھا۔ ریڈ آجنسی کے چیف سروسی کا ہیئت کوارٹر علیحدہ تھا۔ وہ صرف پوری سی وصول کرتا اور احکامات دیتا تھا۔ یا تو تمام کام آپریشن ہیئت کوارٹر کے درجے ہی کیا جاتا تھا۔ پوری دنیا کی آجنسیوں سے متعلق ہر بھائیت اس بارے میں صرف اچھی طرح جاتا تھا بلکہ اسے اس عمارت کا بھی علم تھا۔ عمران کو بھی طویل عرصے سے اس کا علم تھا لیکن چونکہ کبھی ریڈ آجنسی نے ان کے خلاف اس انداز میں کلک سیشن کو حرکت شدی تھی۔ اس نے اسیں بھی جھپٹے کبھی اس ہیئت کوارٹر پر جملے کی ضرورت نہ پڑی تھی۔ ایکریجیا کے سابق چیف

کار خاصی تحریقاتی سے و نکلن کی احتیاطی حروف سڑک پر دلنا ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرامائیک سیٹ پر عمران تھا جس سائیڈ سیٹ پر صالوں اور غقی سیٹ پر حضور یعنیہا ہوا تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں سیٹ و نکلن ایئرپورٹ کے ایک خفیہ راستے سے بھاگن پاہر آگیا تھا اور پھر وہ علیحدہ علیحدہ بسوں کے دلیعے سفر کرتے ہوئے اس کا لوٹنی تک پہنچ گئے جہاں ان کے لئے بھائی کو نہیں کاٹلے۔ بندویست کیا گیا تھا۔ عمران کے پاس ایک ماسک میک اپ بائک موجود تھا۔ اس نے کوئی میں پہنچ کر اس نے سب سے بھلے اپنے پھر اپنے ساتھیوں کا امیک اپ تبدیل کیا اور پھر صدر اور کمیٹی کو کاروں کے مار کیتے۔ بھگا دیا کہ وہ مار کیتے سے ضروری اس اور دیگر ضروری سامان فرید کر لے آئیں جبکہ عمران نے خود وہ

سیکر شری لارڈ مارٹن جو عمران کی صلاحیتوں سے ولے ہی واقع تھے اپنے آجنسیوں کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کشفول میں رکھتے تھے۔ اس نے عمران نے بھی کبھی اس انداز میں کام نہ کیا تو لیکن اب جس طرح ایرپورٹ کے باہر لگنگ سیکشن کو ان کی حیثیت کے لئے تعینات کیا گیا تھا اس نے عمران کا دماغ بھی گھریا تھا۔ اگر کیپشن شکل مارکی ایرپورٹ پر خود ہی آگے بڑھ کر کارروائی ش کرتا تو ونگلن ایرپورٹ پر اچانک چاروں طرف سے ان پر ہونے والی فائرنگ سے ان کا چیخ نکالتا میکن تھا کیونکہ اندر حیرے کے تیر سے چیخ نکالتا صرف قسمت پر ہی موقوف ہوتا ہے ورنہ اس سے کوئی تیس فی سکتا۔ پھر اس نے بھی مشن کی تکمیل سے بہلے کھل کر ریڈ آپنی کو سین دینے کا فیصلہ کر دیا تھا۔ پھر اسے صالح اور صدر کو ساتھ لے کر وہ آپریشن ہیڈ کوارٹر جا رہا تھا جبکہ ہو یا کی سربراہی میں تصور اور کیپشن شکل کو لگنگ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر اور اس کے چیف جنرل کے خاتمے کا نامہ دے گر بھیجا گیا تھا۔ اسے اپنی طرح معلوم تھا کہ آپریشن ہیڈ کوارٹر پر حملہ ہو یا لگنگ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ۔ یہ ہجروں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے کے مترادف ہے لیکن اسے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ اس تعالیٰ کی رحمت پر مکمل بھروسہ تھا۔ اسے یقین تھا کہ چوکلے اس نے بغیر کسی وجہ کے ان ہیڈ کوارٹروں پر حملہ کرنے کا نہیں سوچا بلکہ ہوابی رو غسل کے طور پر ایسا کر رہا ہے۔ اس نے اس تعالیٰ اس کی اور

اس کے ساتھیوں کی مدد کرے گا۔ عمران کو اچھی طرح معلوم تھا کہ آپریشن ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے زین سے لے کر آسمان تک بچانے کیا کیا انتظامات کئے گئے ہوں گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سیٹلمنٹ کے ذریعے بھی اس کی چیکنگ اور حفاظت کی جا رہی ہو اور شاید بھی وجہ تھی کہ آج تک کسی بڑی سے بڑی تنقیم نے آپریشن ہیڈ کوارٹر پر حمد کرنا تو ایک طرف اس بارے میں سوچتا ہبھی ہے کہ ہمیں گھری حفاظت کیجا تھا لیکن عمران کو معلوم تھا کہ جس عمارت کی جس قدر حفاظت کیجا تھا لیکن اس میں زیادہ خلاپیدا ہوتے ہیں اسے معلوم تھا کہ اس عمارت میں جانے والی گٹرالائن میں بھی لازماً ضروری حفاظتی اقدامات کئے گئے ہوں گے لیکن یہ حفاظتی اقدامات اصل عمارت سے بہر حال کم درجے کے ہوں گے کیونکہ گٹرالائن کی حفاظت کا مطلب صرف کسی کے اس لائن کے ذریعے عمارت میں داخلے کو روکنا ہوتا ہے۔ اس نے یہاں مخصوص الارم اور سُمْ بُنْڈلے کو روکنا ہوتا ہے۔ اس نے اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ آپریشن ہیڈ کوارٹر پر حملہ ہو یا لگنگ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ۔ یہ ہجروں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے کے مترادف ہے لیکن اسے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ اس تعالیٰ کی رحمت پر مکمل بھروسہ تھا۔ اسے یقین تھا کہ چوکلے اس نے بغیر کسی وجہ کے ان ہیڈ کوارٹروں پر حملہ کرنے کا نہیں سوچا بلکہ ہوابی رو غسل کے طور پر ایسا کر رہا ہے۔ اس نے اس تعالیٰ اس کی اور

۔ آپ نے کیے سمجھ دیا کہ صدر کسی ہدف پر کام کرے گا۔
صالح نے مکراتے ہوئے جواب دیا۔

۔ عمران صاحب۔ یہ احتیاطی سیر نئیں سکتے ہے۔ اس لئے پلیس
حاطے میں سنجیدگی اختیار کریں۔ صدر نے ہوئے سنجیدہ بھی
میں کہا۔

۔ لو تم کہتی ہو کہ صدر اس ہدف پر کام ہی نہیں کرے گا اور وہ
صاحب اسے زندگی کا بے سنجیدہ سکنے بناتے ہوئے ہیں۔
عمران بھلا کہاں باز آتے والا تھا۔

۔ عمران صاحب۔ میں اس آپریشن ہیڈ کوارٹر کی بات کر رہا
ہوں۔ صدر نے احتیاج کرتے ہوئے کہا۔

۔ میرا خیال تھا کہ تم دونوں اس نام کو زیان پر لانا مناسب
مجھوں کے کیونکہ اس بارے میں احتیاطی سخت پیکنیک ہو رہی ہے
یعنی۔ اس بار عمران نے بھی سنجیدہ بھی میں کہا۔

۔ اور۔ آئیں ایم سوری عمران صاحب۔ صدر نے قورائی
محذرت کرتے ہوئے کہا اور صالح تو بے اختیار اس طرح سخت گئی
جسے اس سے کوئی بھی انک غلطی ہو گئی ہو۔

۔ اب یہ اتنی بڑی غلطی بھی نہیں ہے کہ تم دونوں اس پر اس
الداڑ سے شرمندہ ہو رہے ہو۔ لیلی بھتوں۔ میر رانجھا اور تجاتے
کتوں نے ایسی لعلیاں کی تھیں اور آج وہ تاریخ میں، ہیر و بن چکے
ہیں۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ مستقبل میں صالح صدر کی واسان

طور پر اور ولگٹن میں خاص طور پر بلیک مارکیٹ سے ہر قسم کا ایسا
اسٹکہ عام مل جاتا تھا جس کا شاید دوسرے ملکوں کی فوبیس بھی تصریح
نہ کر سکتی تھیں۔ اس لئے سپر فروشیں صدر کو آسانی سے مل گئی
تھیں۔ عمران کو معلوم تھا کہ آپریشن ہیڈ کوارٹر میں تمام تر انتظامات
کسی کو باہر سے اندر داخل ہونے سے روکنے کے لئے کے گئے ہوں
گے لیکن عمارات کے اندر ایسے انتظامات انسانی نفیات کے مطابق
یہ سوچ کر نہ کئے گے ہوں گے کہ کوئی غیر آدمی جب اندر داخل ہی
نہیں ہو سکتا تو پھر ان کی ضرورت ہی باقی نہ رہتی۔ عمران نے
آپریشن ہیڈ کوارٹر میں داخلے کے لئے دن کے وقت کا انتخاب اس لئے
کیا تھا کہ اسے معلوم تھا کہ رات کے وقت اروگر روشنی کا ایسا
انتظام ہو گا کہ ہوا میں اڑنے والا پھر بھی مارک کیا جاتا ہو گا۔ جبکہ دن
کے وقت ظاہر ہے عام ٹریکل بھی چلتی رہتی ہو گی اور اروگر
گوادموں میں کام کرنے والے لوگ بھی آتے جاتے رہتے ہوں گے۔
۔ عمران صاحب۔ کیا یہ آپریشن ہیڈ کوارٹر آسان ہدف نہیں
ہو گا۔ اچانک غموش بیٹھی ہوئی صالح نے کہا تو عمران کے
سامنے سامنے بیٹھی سیٹ پر بیٹھا ہوا صدر بھی بے اختیار ہو گئے۔
۔ آسان ہدف اور یہ آجنبی کا آپریشن ہیڈ کوارٹر جسم میں سے
سے زیادہ حفاظت دل کی جاتی ہے۔ اس لئے اسے چراتا بھی آسان
ہدف نہیں ہوتا۔ کیوں صدر۔ عمران نے جواب دیا تو سالہ
عمران کی بات میں پہنچاں شخصی اشارہ قوراء سمجھ گئی۔

کہا۔
“ مقدار، بیگ میں سے ایس زیڈ کال او اور گس ماسک بھی
کال کر ایک مجھے اور ایک صالح کو دے دو اور ایک تم لپنے پاس
رکھ لو۔ میں کارروکتے والا ہوں ” — عمران نے اچانک سنجیدہ لمحے
میں عقی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صدر سے کہا۔
میں عقی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صدر نے بھی چونک کر کہا اور صالح یعنی صالح کے
اچھا۔ صدر نے بھی چونک کر کہا اور صالح یعنی صالح کے
جزے پر بھی سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔ پھر ایک پارکنگ میں
عمران نے کار موڑ دی۔ صدر نے سپر زردوچے ہے عمران نے دانتہ
خف تام سے ایس زیڈ کہا تھا جیب میں ڈالا۔ گس ماسک اور
مشین پیشہ بھی جسیوں میں قائل کر دہ کار سے یچھے اترے۔ عمران
نے کار لاک کی اور پھر اس طرح آگے بڑھتے لگا جسے وہ اس علاقے کا
ہے والا ہو۔ اس کا اوہرا اور دریکھتے اور چلتے کا انداز اجھیوں جیسا نہ
تھا کیونکہ اجھی حریت پھرے انداز میں چلتے اور دریکھتے ہیں اور بار بار
چونک پڑتے ہیں جبکہ ماہول سے مانوس آدمی اس انداز میں نہ دیکھتا
ہے اور نہ چوتھا نہ کہا۔ صدر بھی اسی انداز میں چل رہا تھا لیکن صالح کا
انداز اجھیوں جیسا تھا۔ سڑک کراس کر کے عمران ایک چوڑی گلی
میں داخل ہو گیا اور پھر اس گلی میں آگئے بڑھتے ہوئے وہ کافی دور تک
آئے۔ پھر جسے ہی عمران واہیں باعث پر مڑا۔ سلسلے ہی ٹول فیکٹری کی
ویسیں گمارت موجود تھی۔ جس طرف عمران اور اس کے ساتھی تھے یہ
اس فیکٹری کا عقی صد تھا۔

بھی سلمنے آجائے اور اس پر فلمیں بھی بن جائیں ” — عمران بلا
کہاں آسانی سے بازار آنے والا تھا اور اس بار صالح بے اختیار ہنس پڑا
اور صدر نے بے اختیار ہونت بھیجتے ہے۔

— عمران صاحب۔ آپ نے چھٹے میرا نام کیوں لیا۔ صدر کا ہم
بھی تو آپ ہٹلے لے سکتے تھے۔ صالح نے سکراتے ہوئے کہا
” پلیٹر صالح۔ سنجیدگی اختیار کرو ” — صدر نے جھلائے ہے
لیے میں کہا۔

— اگر تم نے اپنے دماغ پر سنجیدگی کی اتنی موٹی تہ پر محالی ہے آ
جھٹے قدم پر ہی ہٹ ہو جاؤ گے۔ اپنے آپ کو ہٹکا پھنکا رکھو۔ — عمران
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

— اوکے عمران صاحب۔ — صدر نے ایک طویل سانس لیجے
ہوئے کہا۔

— آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا عمران صاحب۔ — صالح
نے کہا۔

— قادری کے ایک شاعر کا بڑا مشہور شعر ہے جس کا مطلب ہے کہ
شمع جلتی ہے تو پروانے اس پر نثار ہونے پہنچ جاتے ہیں۔ اس سے
حق چھٹے محوب کے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ ہمی وجہ ہے کہ پروانہ
دنیا میں چھٹے محوب کا نام لیا جاتا ہے۔ لیلی بھتوں، ہمیرا نہاد، شمس
فرماو، سکی پھتوں ” — عمران کی زبان روایت ہو گئی۔

— بس بس۔ اتنی ہی مثالیں کافی ہیں ” — صالح نے نہیں ہوا۔

سہی ہے۔ صدر نے آہستہ سے کہا۔

”ہاں۔“ عمران نے جواب دیا اور پھر ایک گلی میں داخل ہو گیا۔ اس گلی کا اختتام فیکٹری کی سائینڈ گلی میں ہوتا تھا اور عین اس بجل گڑک کا بڑا سادہ موجود تھا۔ عمران نے اوپر اور دیکھا اور پھر صدر کو اشارہ کیا۔ دوسرے لمحے اس نے اور صدر نے جھک کر اہتمائی ولن قولادی ڈھکن کو ایک جھٹکے سے اٹھا کر ایک سائینڈ پر کر دیا۔ پھر ان تینوں نے تیزی سے جیوں سے گیس ماسک نکال کر پھر وہ چڑھائے۔ صدر نے دوسری بیب میں موجود سپر زردو کو پاہر نکال آن کیا۔ اس پر ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا اور پھر بس سے بچتے صدر، اس کے یونچے صالحہ اور آخر میں عمران نے یعنی اتراء لوے کی سیڑھی کافی گہراں تک چلی گئی تھی۔ لیکن عمران نے بعد سیڑھیاں اترنے کے بعد دونوں ہاتھوں سے سائینڈ پر موجود فولادی ڈھکن اگھیٹ کر دیا۔ پھر تھمایا اور پھر تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ گٹواں کافی بڑی اور گندہ پانی اس لائن کے درمیان میں بہرہ رہا تھا۔ لیکن ماسک کی وجہ سے انہیں کوئی بوونیہ نہ آرہی تھی۔ صدر آگے تھا کیونکہ اس کے ایک ہاتھ میں سپر زردو تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں میشین پیش تھا۔ اس کے یونچے صالحہ بھی میشین پیش کر کے پڑے چوکنا انداز میں آگے بڑھ رہی تھی۔ اس کے یونچے عمران تھا جس کی تیز نظر میں پورے گٹواں کا بغور جاتا ہے لے رہی تھی۔ گٹواں میں کافی آگے جا کر وہ رک گئے۔ ہمایاں ایک اور دہانہ تھا اور لوہے کے

سیڑھاں بھی موجود تھیں۔ صدر نے مڑکر عمران کی طرف دیکھا تو عمران نے ایجاد میں سرپلایا اور صدر نے سپر زردو اور میشین پیش دنوں کو جیوں میں ڈالا اور پھر سیڑھی پر تیزی سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ اس کے یونچے صالحہ اور پھر سیڑھی۔ صدر نے اپر چھک کر دونوں ہاتھوں کی ہد سے پوری قوت سے زور لگایا اور دہانے پر موجود فولادی ڈھکن مکھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی روشنی اور تازہ ہوا اندرونی داخل ہوئی۔ پھر بیٹھے صدر گٹوں سے باہر نکل گیا۔ اس کے یونچے صالحہ اور آخر میں عمران بھی گٹوں سے باہر آگیا۔ یہ ایک تنگ سی راہداری تھی جس کے ایک کونے میں گٹوں کا دیباں تھا اور یہ راہداری بلڈنگ کی عقیقی سمت میں تھی۔ عمران نے مت پر چڑھایا ہوا کسی ماسک اتارا اور اس کے ساتھ ہی صدر اور سلسلے نے بھی کسی ماسک اتار دیئے۔ عمران نے ہوٹوں پر انکلی رکھ کر انہیں بولنے سے منع کیا اور اشارے سے لیکن ماسک وہیں ایک کونے میں رکھنے کا کیا اور خود بھی اس نے لیکن ماسک کو ایک سائینڈ ویوار کے ساتھ لگا کر رکھ دیا اور پھر وہ تینوں ہاتھوں کے مل محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگے۔

اب ان تینوں کے ہاتھوں میں میشین پیش تھے اور ان تینوں کا انداز اس سیٹے جیسا تھا جو اپنے شکار پر جھپٹنے کے لئے اس کے یونچے چل رہا ہوا۔ ابھی انہوں نے دو یا تین قدم ہی بڑھائے، ہوں گے کہ یونچت انہیں چھٹ سے چھک کی آواز سائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں حسوس ہوا جسے کسی نے اسے اٹھا کر پھاڑ کی چوٹی سے نیچے

عین گھرائی میں پھینک دیا، اور اس کے ساتھ ہی اس کے
تاریکی کی چادر پھیلتی چلی گئی۔ آخری احساس اسے ہی ہوتا
باؤ جو درہ تمام تراحتیاط کے آخر کار وہ ہٹ ہوئے گئے تھے۔

کار خاصی تیرفتاری سے دنگن کی ایک اہمیتی معروف سڑک پر
آئے بڑی چالی جا رہی تھی۔ ڈرائیور گیت سیٹ پر تصور تھا جبکہ سانسٹھ پر
بُولیا اور عقیقی سیٹ پر کیشن شکل موجو و تھا۔ ان کا گروپ ریڈ
ہبھنسی کے کلگ سیشن کے ہیئت کوارٹر کو جاہ کرنے کے لئے
ہائی روڈ ایریا کی طرف جا رہا تھا جہاں بار سن کلب کے نیچے تھے خانوں
میں کلگ سیشن کا ہیئت کوارٹر تھا جس کا انتشارج جیکب تھا۔ ان
تینوں کو عمران نے تفصیل سے بتا دیا تھا کہ ریڈ ہبھنسی کے کلگ
سیشن کی ریڈ ہبھنسی میں کیا اہمیت ہے اور یہ لوگ کس قدر تحریک کا
اور کس انداز میں کام کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ تینوں اپنے لپٹے
خیالات میں گم تھے۔

* یہ ہائی روڈ ایریا کیا ہوتا ہے۔ خاموش بیٹھی ہوتی ہوئیا نے

جس میں مجھ سے سیت چار افراود تھے۔
جس - ہمارا ایک گروپ ہوتا تھا جس میں مجھ سے سیت چار افراود تھے۔
ہم نے اپنے گروپ کا نام پاکیشیا گروپ رکھا ہوا تھا۔ ہم نے بے شمار
راہنمایاں لڑیں۔ یہ شمار بار رفتی ہوئے لیکن ہم نے کبھی پاکیشیا
گروپ کی ناک پیچی نہیں ہونے دی تھی۔ پھر شنگ ختم ہو گئی اور
اس کے ساتھ ہی گروپ بھی ختم ہو گیا۔ کیپشن ٹکلیں نے
سکراتے ہوئے جواب دیا۔

جو ہوتا ہے کہ اب وہ حالات نہ ہوں۔ جو یادے کہا۔
اب حالات اس سے بھی زیادہ غراب ہیں۔ ساتھ بیٹھے
ہوئے تصور نے کہا تو جو یاد ایک بار پھر چونک پڑی۔
کیا تم بھی سہاں آتے رہے ہو۔ جو یاد کے لئے میں حریت
تھی۔

ہاں۔ دو تین بار آئے کا اتفاق ہوا ہے لیکن عمران کے ساتھ
کسی سے ملنے کے لئے۔ اس کو بھی چار پانچ سال گزر چکے ہیں لیکن
ظاہر ہے۔ سے سے وقت گزرتا چاہ رہا ہے اخلاقیات اور اصول پسندی
لئے ہوتی چاہ رہی ہے اور سہاں بھی ایسا ہی ہوا ہو گا۔ تصور نے
جواب دیا اور اس بار جو یاد نے بھی اشیات میں سر ملا دیا۔
میں جواب دیا۔ آپ کا دہاں پر ڈگرام کیا ہے۔ عقیقی سیٹ پر
موہو و کیپشن ٹکلیں نے کہا۔

پر ڈگرام بنائے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہم نے ان تھے
خانوں میں داخل ہوتا ہے اور جو دہاں نظر آئے گا اڑا دیں گے اور

کہا۔ کہتے ہیں قدیم دور میں یہ تمام ایریا لارڈ ہائیلرل کی جاگہ میں
شامل تھا۔ پھر لارڈ سے یہ ایریا حکومت نے خرید دیا لیکن اس کا نام
اس لارڈ کے نام پر ہائیلرل ایریا ہی کہلاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے
کہ یہ ایریا حکومت نے اپنے وفاتر کے لئے خریدا تھا لیکن پھر منصوبہ
مُددل گیا پھر اپنے یہ علاقہ عام لوگوں کو فروخت کر دیا گیا پھر ہاں
کیسینو، کلب اور ہوشل قائم ہوتے چلے گئے۔ اپ پورے دنگشن میں
لتتھے ہوشل، کلب اور جوئے خاتے تھیں ہیں جتنے اس ایسیتے میں
ہیں۔ یہ دنگشن کا یہ نام ترین ایریا ہے جہاں انسانی چان کی کوئی
قیمت نہیں ہے۔ لیکن چونکہ غلطاؤں اور بد صفاویوں کے بھی اپنے
اصول ہوتے ہیں اس لئے ہاں کا ایک اصول ایما ہے جس کی وجہ
سے ہاں ہر آدمی بلا دھوک آ جاسکتا ہے کہ جب تک کوئی آپ سے
ٹھنڈے پر آمادہ نہ ہو جائے آپ اس سے ہیں لڑیں گے سہاں ڈکھیں
اور سیت روپی کی کوئی گنجائش نہیں۔ لاکھوں والرڈ آپ ہوا میں
اچھلتے ہوئے چلے جائیں کوئی مزکر بھی نہیں دیکھے گا۔ لیکن سے یہ
آپ نے کسی پر ہاتھ اٹھایا پھر ہاں خون کی خدیاں ہے سختی
میں۔ کیپشن ٹکلیں نے جواب میں باقاعدہ تقریر کر دی۔

کمال ہے۔ کیا تم چلے بھی اس علاقے میں آتے رہے ہو۔ جو یاد
نے حریان ہو کر پوچھا۔

جب میں نیوی کی شنگ میں تھا تو ہماری راتیں ہیں گزرتی

بس۔ جویا کے بولنے سے ہمیں سوریوں پڑا۔

"لیکن کلگ سیکش کے تمام افراد وہاں ہمارے انتشار میں اکٹے تو شے پیشے ہوں گے۔ وہاں زیادہ سے زیادہ ان کا انتچارج اور مشیری آپریٹر ہوں گے۔ ہمارا مقصد تو کلگ سیکش کا خاتمہ ہے۔" کیپشن شکیل نے کہا۔

"ہمارا منش یہ نہیں ہے کیپشن شکیل۔ کلگ سیکش کے امداد طاہر ہے پورے شہر میں پھیلے ہوئے ہوں گے۔ ہمارا منش اس جنکی کا خاتمہ اور ساتھ ہی اس ایڈ کو ارترا کا خاتمہ ہے۔ اور یعنی نہیک کہہ رہا ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہم ان تین خاتموں میں داخل کہاں سے ہوں گے۔" جویا نے کہا۔

"میری جیب میں اچھائی ٹاکتوں ہم موجود ہیں۔ راستے بند ہی ہو گا تو ان بیوں سے کھل جائے گا۔" سوری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس ایڈ کو ارترا کا راستہ کلب سے اٹ کر علیحدہ ہو گا اور اگر ہم نے اپر کارروائی کی تو پیشے ہم خاتمہ خاتمی ہے۔" چائیں گے اور پھر ہمیں ان خاتمی تین خاتموں میں گزر یا جائے گا۔ اس نے ہمیں اصل راستہ معلوم کر کے وہیں سے اندر داخل ہو گا۔ کیپشن شکیل نے کہا۔

"ہمیں۔ اس طرح پوچھ چکے ہیں وقت قصایح ہو گا۔ کلب والے خود ہی جاتیں گے۔" سوری نے پڑے پر ہوش لئے میں کہا۔

ستون دوست کہہ رہا ہے کیپشن شکیل۔ ہر جگہ عمران کی طرح پوچھ کچھ کام نہیں دیتے۔ جس انداز کا منہ ہم نے مکمل کرنا ہے ایسا منہ سوری ایکشن سے ہی مکمل ہو سکتا ہے۔ جویا نے کھل کر سوری کی حمایت کرتے ہوئے کہا اور سوری کا چہرہ صرفت کی زیادتی سے شکیل نے کہا۔

چک انھا۔
ٹھیک ہے۔ آپ لیڈر ہیں جس طرح کہیں۔" کیپشن شکیل

نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
ہمیں یہ بات لیڈر ہونے کی وجہ سے نہیں کہہ رہی کیپشن شکیل۔

ہمیں یہ بات لیڈر ہونے کی وجہ سے نہیں کہہ رہی کیپشن شکیل نے اشیاء میں سر ملا دیا۔ تصوری در بھد کار ہائیڈرول ایریا میں شکیل نے اشیاء میں سر ملا دیا۔ تصوری در بھد کار ہائیڈرول ایریا میں داخل ہو گئی۔ عجائب کی صورت حال یا تارہی تھی کہ یہ پورا علاقہ اندرورلڈ کا ہے لیکن اس کے باہر ہو دو ہمیں موجود لوگوں کے چہروں پر اطمینان کی جعلکیاں نہیاں تھیں۔ تصوری در بھد ایک دو مرزلہ عمارت کے کپاونڈ گیٹ میں سوری نے کار موزاری۔ عمارت پر جہازی ساری کا بورڈ لگا ہوا تھا جس پر پارسن بھبھ کے الفاظ نہیاں تھے۔

پارکنگ میں خاسارش تھا لیکن سوری نے ایک عالی جگہ کار روک دی اور پھر وہ تینوں پیچے آر آئے۔ جویا بھی اس وقت ایکریمیں سیک اپ میں تھی۔ اسی طرح سوری اور کیپشن شکیل بھی ایکریمیں تھے۔

پارکنگ سے نکل کر وہ تیر تیر قدم الحادتے میں گیٹ کی طرف پڑھتے چلے گئے۔ سوری سپ سے آگے تھا۔ اس کے پیچے جویا اور اس کے پیچے

وسرے لمحے وہ آدمی جھختا ہوا اچھل کر ایک دھماکے سے کاؤنٹر سے
جھٹ کر سامنے فرش پر جا گرا اور اس کے چھپتے اور گرنے کے
دھماکے سے یکٹ بال پر خاموشی کی طاری ہو گئی۔ ہر آدمی گردن موز
کر کاؤنٹر کی طرف ہی دیکھتے رہا۔ اس کے ساتھ ہی رست رست کی
آوازیں کے ساتھ ہی فرش پر گر کر انھما جھختا ہوا وہ آدمی جھختا ہوا واپس گرا
اور جملے ہبپ کر ساکت ہو گیا۔

بو او کہاں سے راستہ جاتا ہے جیکب کے لئے۔ یہ لو۔ تصور
نے یکٹ جھ کر کاؤنٹر پر موجود دوسرے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔
خہرو رک جاؤ۔ مجھ سے بات کرو۔ اچانک ایک ساتھی
سے ایک لبے ہٹنے آدمی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ
یہ اس نے دونوں ہاتھ انداخت کر اس طرح اشارہ کیا جسے بال میں
 موجود یا قی افراد کو روکنا چاہتا ہو یعنی دوسرے لمحے جسے بھلی چھپتی
ہے اس طرح اس کے دونوں ہاتھ حرکت میں آئے اور اس سے بھلے
کہ تصور اور کیپشن شکیل کچھ کچھتے اس آدمی نے جویا کو باڑو سے پکڑ
کر ایک جھکتے سے اپنی طرف گھسیت یا۔

خہردار۔ اسلئے پھینک دو۔ درست میں اس کی گردن توڑ دوں
گا۔ اس آدمی نے چھپتے ہوئے کہا یعنی پھر جو کچھ ہوا اس کی شاید
اس آدمی کو خواب میں بھی توقع نہ تھی۔ جویا کی نانگ بھلی کی سی
تیری سے حرکت میں آئی اور وہ آدمی تھیں کی شدت سے ڈکر آتا ہوا
چند قدم پتھرے پشا جلا گیا۔ پھر اس سے بھلے کہ وہ سچھلتارہ رست کی

کیپشن شکیل تھا۔ ہال سمجھا کچھ بھرا ہوا تھا۔ شراب کی تیز بول اور منڈیت
کا غلطی دھوان پورے ہال میں پھیلا ہوا تھا۔ ایک طرف پڑا سا کام
تھا جہاں تین غنٹہ نہ آدمی موجود تھے۔ ان میں سے ایک سٹول،
یہاں ہوا تھا۔ اس کے سامنے فون موجود تھا جبکہ یا قی دو غنٹہ نہ اول
ویژہ کو سروس دینے میں صرف تھے۔ ہال میں عورتیں بھی موجود
تھیں لیکن ویژس ایک بھی نہ تھی۔ سہاں سب مرد ہی ویژے تھے
کاؤنٹر پر بھی کوئی عورت موجود نہ تھی۔ سہاں بھی مرد ہی تھے۔ تیز
تیز قدم انھما جھختا ہوا کاؤنٹر کی طرف پڑھتا چلا گیا۔ جو یا اور کیپشن شکیل
بھی اس کی پیروی کر رہے تھے۔

کیا نام ہے تمہارا۔ تصور نے فون والے آدمی کے سامنے
چھپ کر خاصے درشت لجھے میں کہا تو اس آدمی نے چونک کر تصور کی
طرف دیکھا۔

تم کون ہو اور کیوں پوچھ رہے ہو۔ اس آدمی کا بھی بھی
درشت تھا۔

سنو ہم نے جیکب سے ملتا ہے۔ ہم ناراک سے آئے ہیں۔ اس
نے ہمیں کال کیا تھا اور پتے بھی ہمیں کا پہنچایا تھا۔ تصور کو ایک
طرف ہٹا کر کیپشن شکیل نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

کون جیکب سہاں تو پہے شمار جیکب ہیں۔ اس آدمی نے
پڑے تھغیراد انداز میں کہا یعنی اس سے بھلے کہ کیپشن شکیل اسے
کوئی جواب دیتا۔ اچانک تصور نے اس آدمی کی گردن پر ہاتھ ڈالا اور

داخل ہو گئے۔ راہداری میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ آگے آگے تصور
تپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ یہ فائزگ تھور کی طرف سے کی کی
تھی۔ تھا اور آخر میں کیپٹن شکل تھا جو ساتھ ہیچے مڑ کر بھی دیکھتا جا
سکتے۔ ایسی آوازیں مسلسل آرہی تھیں جن سے
بہت تھائیں ہال میں سے ایسی آوازیں مسلسل آرہی تھیں جن سے
معلوم ہوتا تھا کہ ہال میں ہم دھماکے کی وجہ سے ابھی تک لوگ
ستھیں نہیں سکتے۔ اسی لمحے تھور کا ہاتھ گھوما اور دوسرا ہم سلنتے والی
دیوار سے نکلا یا اور ایک بار پھر خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے
ساتھ ہی دیوار رینہ رینہ ہو کر ناٹب ہو گئی۔ دوسری طرف یعنی ایک
ہلاکتی دیوار کو تھا جس میں جگہ جگہ کیپٹن سے بنے ہوئے تھے جبکہ
وروازے کی دوسری طرف سیدھیاں دو سانچیوں سے یعنی جا رہی
تھیں۔ ہال میں کوئی آدمی موجود نہ تھا اور پھر ایک طرف سے تھور
اور دوسری طرف سے کیپٹن شکل تھوڑی سے نیچے اترے ہی تھے کہ
ہال کے سلنتے والی دیوار میں موجود دروازہ کھلا اور یکے بعد دیگرے
مشین گتوں سے سلسلہ افراد جیسے ہی تھوڑا ہوئے مشین پیش کی
دست راست کے ساتھ ہی وہ تینوں چھتے ہوئے اچھل کر یعنی گرے ہی
تھے کہ ایک کیپٹن کا دروازہ کھلا اور اس کے ساتھ ہی مشین گن کی
فائزگ سے ہال کوچھ الملا کیں یہ فائزگ صرف ہند لمحے ہو سکی۔
اس کے بعد وہ آدمی ہو سیدھیوں کی طرف رجھ کر کے فائزگ کر رہا تھا
جیکہ ہواں کر پشت کے بل یعنی گرا۔ اس دوران ہو گیا۔ تھور اور
کیپٹن شکل تینوں ان ہنپتے ہوئے آدمیوں کے سروں پر ہمچل گئے۔
کہاں ہے جیکب۔ کہاں ہے۔ تھور نے ایک آدمی کی

تین آوازوں کے ساتھ ہی وہ اچھل کر پشت کے بل یعنی گرا اور ہند لمحے
تھے کے بعد ساکت ہو گیا۔ یہ فائزگ تھور کی طرف سے کی کی
تھی۔

”ادھر آؤ۔“ تھور نے قرب ہی موجود ایک دیر سے عالم
ہو کر کہا۔

”مم۔“ یعنی کچھ نہ کہو۔ اس دیر نے خوف کی شدت سے
لرزتے ہوئے کہا۔

”تمہاری جان نجح چائے گی۔“ وحدہ رہا۔ اگر تم ہمیں یعنی جر
خاتوں کے راستے تک لے جاؤ۔ تھور نے آست سے کہا۔
”وہ، وہ تو راستہ ہند ہے۔“ اس دیر نے کہا۔

”تم فکر مت کرو۔“ تھور نے کہا۔
”شمال میں موجود راہداری ہے۔ اس کے آخر میں دیوار ہے۔
دیاں سے راستہ ہے۔“ اس دیر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بھاگ جاؤ۔ بھاگو۔“ تھور نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس کا ہاتھ جیب سے نکل کر ہوا ہم گھوما اور دوسرے لمحے
اہتمامی طاقتور ہم ہال کے ایک چوارے ستون سے نکلا یا اور اہتمامی
خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی ہر طرف دھواں سا پھیلتا چلا گیا اور
انسانی چیز دیکار سے پورا ہال گونج انہمار۔

”ادھر آؤ جلدی۔“ تھور نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ
تینوں ایک دوسرے کے پیچے دوڑتے ہوئے اس شمالی راہداری میں

پسلیوں میں زور سے لات مارتے ہوئے کہا یعنی اس آدمی کے سے لات کھاتے ہی خون کا فوارہ سا ابلا اور اس کی آنکھیں اور پر چوتھی چلی گئیں۔ جبکہ اس دوران کیشین ٹکلیں اور اس کے پیچے جو درختی ہوئی اس دروازے کو کراس کر کے دوسری طرف ایک نیا چھوٹے ہال میں پہنچ گئے۔ اس دروازے کے قریب دو تین الی گرے ہوئے تھے۔ جو بہلے نمودار ہو کر ہلاک کر دیئے گئے تھے۔ اس دونوں نے دوڑتے ہوئے جنک کران کے پاتھوں سے نکل کر فرش پڑی مشین گئیں۔ جھپٹ لی تھیں۔ دوسرے ہال کے ایک کونے میں راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جس کی ساخت ہی رہی تھی کہ وہ ساؤنڈ پروف ہے۔ دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جعل رہا تھا۔ کیشین ٹکلیں پاتھ میں مشین گن انھاتے دوڑتا ہوا آگے پڑھا چلا گیا۔ جبکہ جو دیوار میں ہال میں ہی کل کی تھی۔ اسی لئے تغیر بھی دروازہ کراس کر کے آگیا۔ اس کے پاتھ میں بھی اب مشین گن تھی۔

باہر نکلنے کا کوئی راستہ تلاش کر دے۔ ابھی گلب کی طرف سے لوگ اور آجائیں گے اور ہم انہیں ڈرولک سکیں گے۔ جو پہاڑے پیچ کر کہا اور تغیر درختی ہو آگے پڑھا چلا گیا جبکہ کیشین ٹکلیں تحری سے دوڑتا ہوا راہداری کے اس دروازے کی طرف پڑھا چلا جا رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس دروازے کے پیچے جیکب موجود ہوا۔ کنک سیکھن کا چیف اور اس کے خاتمے کے ساتھ ہی ان کا مشن

کمل ہو جائے گا۔ اس نے لاک پر مشین گن کی نال رکھی اور ٹریکر دبار دیا۔ دوسرے لمحے اس نے گن ہٹا کر دروازے پر لات مارتی تو دروازہ ایک دھماکے سے کھلتا چلا گیا اور کیشین ٹکلیں کسی پیچے ہوئے سانڈ کی طرح دوڑتا ہوا آگے پڑھا۔ افس تھا اور میز کے پیچے ایک ٹھوڑے کے من جیسا لجم شکم آدمی حریت سے آنکھیں پھاڑے کیشین ٹکلیں کو اس طرح اندر آتے دیکھ رہا تھا۔ یہ سب کچھ اس کے لئے اتنا اچانک ہوا تھا کہ اس کا ذمہ یکخت ساکت سا ہو گیا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ یہ سکت ہوتا، کیشین ٹکلیں نے مشین گن کی نال اس کے پیچے پڑھا دی۔

ہال ہے سب ہیڈ کوارٹر۔ یہ لو کہاں ہے۔ کیشین ٹکلیں

نے غراتے ہوئے لگھے میں کہا۔

ترھنی تھری کراس کا لوٹی۔ اس آدمی کے من سے اس طرح

ٹکلا سے وہ لاشوری طور پر بول رہا ہو۔ اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح اچھلاجی سے اس کا سکت اچانک ٹوٹ گیا ہو۔

تمہارا نام جیکب ہے۔ کیشین ٹکلیں نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

ہال۔ ہاں۔ مم۔ مگر تم کون ہو اور یہ سب کیا ہے۔۔۔ اس نے کسی دھشی سانڈ کے سے انداز میں انٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز اپہا تھا جیسے اسے مشین گن کی ذرا برا پرواہ سے تھی یعنی اس سے ہٹک کے وہ مزید کوئی حرکت کرتا کیشین ٹکلیں نے ٹریکر دبا دیا اور

- اونہ گلڈ میں بھی سوچ رہی تھی کہ ایک آدمی کے ہلاک ہوتے سیکشن کا تو کچھ نہیں بلکہ گا۔ جوایا تے کہا۔
- تم ہمارا شہر وہ میں کار لے آتا ہوں۔ وہاں ہر طرف افران فری اور بھاگ دوڑ پر پا ہے۔ سورنے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ روزتاہ ہوا آگے بڑھ گیا۔

ست رست کی آوازوں کے ساتھ ہی گویوں کا پرسٹ جیکب نے فراخ سینے پر اس طرح پڑا کہ اس کا سینہ شہد کی مکھیوں کا چھتہ نہ آنے لگا۔ وہ کری پر گرا اور کری سیت الٹ کر بچھے جا گرا اور صدر چھد لمحے ہی عرب سکا تھا۔ کیپشن شکیل تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا ہم آگیا۔

- آؤ آؤ جلدی اور۔ جوایا نے اسے دیکھتے ہی کہا اور پھر دونوں دولتے ہوئے ایک اور کونے کی طرف بڑھ گئے۔ اسی سے ایک سائیٹ سے دوڑتا ہوا سور بھی آگیا۔

- جلدی کرو۔ ہمیں ہمارا سے لفڑتا ہے۔ سور نے جھکا کر اور تھوڑی در بحد وہ سب دولتے ہوئے عقی طرف ایک گلی میں ہٹ گئے۔ مظہین گھسیں انہوں نے دیں پہنچ دی تھیں پھر میں ہی گلی کراس کر کے سائیڈ روڈ پر ہٹکئے۔ سور نے جیب سے ایک چھوڑ رہی بحوث کنٹرول نہادی چارچڑکا لالا اور اس کا ٹین پر لیں کر دیا۔ پھر لمحوں بعد انہیں اپنے عقب میں ایک خوفناک دھماکہ ستائی دیا۔ ایسا یہ محسوس ہوا تھا جیسے دل زار سا آگیا ہو اور پھر تھوڑے چھوٹے کے دھماکے ہوتے رہے اور ہر طرف افران فری اور بھاگ دوڑ کا منظر آنے لگا۔

- کار لے آؤ۔ ہم نے کراس کا لونی چاتا ہے۔ جیکب نے بتایا کہ کلگ سیکشن کا سب ہیڈ کوارٹر ہیاں ہے۔ کیپشن شکیل - گھوم کر کلب کی طرف جاتے ہوئے کہا۔

نمودار ہو رہے تھے۔ اس کے علاوہ اس کرے میں اور کوئی چیز نہ تھی
البتہ سلمے ایک اوپنجی پست والی کرسی پڑی ہوتی تھی۔ اسی لمحے وہ
آدمی سزا تو اس کا رخ عمران کی طرف ہوا۔
— کیا ہم آپریشن ہیڈ کوارٹر میں ہیں۔ — عمران نے کہا۔
— ہاں۔ اس آدمی نے جھٹکے دار لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ
یہ دہ تیرتھ قدم الحناتا ہوا سامنے موجود ایک دروازہ کھول کر باہر چلا
گی۔ اس کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا تھا۔ اسی لمحے صدر نے
کہا۔ ہونے آنکھیں کھول دیں۔
— یہ ہم کہاں ہیں۔ — صدر نے گردن سیدھی کرتے ہوئے
کہا۔
— جہاں ہم پہنچتا چلتے تھے۔ — عمران نے سکراتے ہوئے
ہواب دیا۔
— یہ کس قسم کی کریماں ہیں عمران صاحب۔ — صدر نے
حیرت بھرے لمحے میں کہا۔
— یہ ایکری بیادا لے نئی نئی لتجادیں بھی کرتے رہتے ہیں اور ان کو
استعمال بھی کرتے رہتے ہیں۔ عمران نے سکراتے ہوئے
کہا۔ اسی لمحے صالح بھی کراہی ہوتی ہوش میں آگئی۔
— کسی کرسی ہے۔ کیا مطلب۔ — صالح نے ہوش میں آتے
ہی تھریت بھرے لمحے میں کہا۔
— کیا تمہیں زیادہ بیکب و کھاتی وے رہی ہے۔ — عمران نے

عمران کے ڈین پر چھانی ہوتی سیاہ چادر جس طرح تیری سے پھیلی
تھی اسی طرح تیری سے سختی حلی گئی اور پوری طرح شور میں آتے
ہی عمران نے لاشوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے
وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک ہے سے تہر خاتے ہنا کرے
میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کرسی اور اس کے پاندھی سے
لے کر نیچے یہ دل تک رالا کی بجائے کسی سفید رنگ کی دھات کی
پورا خول سا پڑھا ہوا ہے۔ اس خول سے صرف اس کا سر، گردن اور
چہرہ باہر تھے۔ اس نے گردن گھماتی تو اس کے ساتھ اسی انداز کی
کرسیوں پر صدر اور صالح بھی موجود تھے۔ ان دونوں کی گردنیں
ڈھنگی ہوتی تھیں جبکہ ایک آدمی سب سے آخر میں موجود صالح کی
تارک سے ایک شیشی کا دہانہ لگائے کھوا تھا جبکہ عمران کے ساتھ ہی
ایسی تخصوص کرسی پر موجود صدر کے جسم میں حرکت کے آثار

کہا۔
”ہاں“ صالح نے جواب دیا اور پھر اس سے بچلے کر ہن کوئی بات ہوتی کرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور دلپڑے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ البتہ اس کا پھرہ اس کے جسم کی مناسبت سے خاص ایسا اور چوڑا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یاں پر کسی لے پڑا ساتھ بوز نگاہ دیا ہو۔ اس کے بچھے مشین گتوں سے مسلسل دو آموی تھے جتھوں نے سیاہ رنگ کی ڈانگری مٹای تو میقارم ہمیں ہوتی تھی۔ عمران نے ہاتھوں میں مشین گشیں پکڑی ہوتی تھیں۔ اس آدمی کی نظر عمران پر تھی، ہوتی تھیں اور پھر وہ اس اوپنی پشت والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی کرسی کے عقب میں دونوں مشین گن بردار دیوار کی طرح اکٹو کر کھڑے ہو گئے۔

”تو تم ہو وہ افسانوی کردار علی عمران۔ تم نے پوری دنیا اپنا گردیدہ پتا یا ہوا ہے۔“ اس آدمی نے کرسی پر بیٹھتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تم نے مجھے کیسے ہمچنان لیا مسر“۔ ”عمران نے چاند جو جو مسر کے بعد خاموشی اختیار کر لی۔“

”میرا نام مریٰ ہے اور میں اس آپریشن ہمیں کوارٹر کا انجام دیا ہوں۔“ تم لوگوں نے جس انداز میں ہمیں کوارٹر میں داخل ہونے سچا ہے اس نے مجھے واقعی بے حد مسائز کیا ہے۔ گنو لائن میں ہم سے حفاظتی انتظامات تھے جنہیں تم نے سپر زندہ سے لیے ہوئے کیا۔“ عمران

”مگر ہو۔“ تم نے ہمہ دلچسپی ہمارے تصورات سے زیادہ انتظامات کر رکھے ہیں۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے ہمیں ہلاک کرنے کی بجائے ہے ہوش کر کے ہمہ کیسے قید کرنے کا فیصلہ کیوں کیا۔“ عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”صرف جہاری شہرت کے پیش نظر میں تم سے ملا اور ہم
یا تین کرنا چاہتا تھا۔ ویسے یہ بتاؤں کہ جن کر سیوں پر تم موجود
ہیں۔ عمران نے چونک کر کہا۔

ان سے تم کسی صورت بھی رہائی حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ اسی
جگہ کسی کا چھڑ دیکھ کر ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ حق بول رہا
جدید ترین لمحات ہیں۔ ان کا کنشروں سوچ بورڈ پر سے البتہ
دھات کے خول کی وجہ سے گولی صرف جہارے سر پر گزرا ہے۔ یہ اسی
مادی جا سکے گی۔ اس طرح تم جلدی ہلاک ہو جاؤ گے۔ تھیں تکب پر سخنیدہ تھا۔
”تم سب جان کر سکیا کرو گے۔ مرفی نے کہا۔
”تم ہو گئے۔ مرفی نے بڑے مڑے لے لے کر بات کرنے
کے لئے کہا۔

”لگڑ۔ واقعی تم خود مدد آؤ ہو۔ اسی نے تو اتنی بڑی وجہ
کے آپریشن ہیڈ کوادرٹ کے اپنے سارے ہو اور جہارے خیال میں
حوم کر لی ہے۔ تم اسے سیکٹ ایکٹس کی شخص جملت کہہ
ہماری سوت یقینی ہو چکی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ کیا تمیں اس میں کوئی ٹک ہے۔ یہ جو لمحات تم اور
میں کو کامباؤ کی رویڈر رویسیارٹری میں بھجوایا گیا ہے جبکہ ایسا نہیں
ہے۔ اسے ناکس کی سب سے بڑی اور سب سے ایسیم رویسیارٹری بلیو
کس بھجوایا گیا ہے۔ پرانہ بھی ہاں بھجو دیا گیا ہے۔ لیکن ڈاکٹر
ٹھاٹ علی کو جو ہے ہوش تھے اور اسیں سلسل ہے، ہوش رکھنے
کے لئے ہو منصوص انہکشناں لگائے گئے میں ان سے ان کی ذہنی صحت پر
اثاث پڑے ہیں۔ اس لئے انہیں پوری طرح حمدرست ہوتے ہیں
کامباؤ کی رویڈر رویسیارٹری میں۔ کیوں۔“ مرفی نے کہا۔
”غدرہ بیک دن مزید لگیں گے۔“ مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا
اور پھر اس سے ہٹلے کہ مزید کوئی بات ہوتی رکھت ایک جھگٹے سے

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”صرف جہاری شہرت کے پیش نظر میں تم سے ملا اور ہم
یا تین کرنا چاہتا تھا۔ ویسے یہ بتاؤں کہ جن کر سیوں پر تم موجود
ہیں۔ مرفی نے چونک کر کہا۔

”ان سے تم کسی کی وجہ کر کے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ حق بول رہا
جدید ترین لمحات ہیں۔“ ان کا کنشروں سوچ بورڈ پر سے البتہ

دھات کے خول کی وجہ سے گولی صرف جہارے سر پر گزرا ہے۔ یہ اسی
مادی جا سکے گی۔ اس طرح تم جلدی ہلاک ہو جاؤ گے۔ تھیں تکب پر سخنیدہ تھا۔

”تمیں ہو گئے۔“ مرفی نے بڑے مڑے لے لے کر بات کرنے
کے لئے کہا۔

”لگڑ۔ واقعی تم خود مدد آؤ ہو۔ اسی نے تو اتنی بڑی وجہ
کے آپریشن ہیڈ کوادرٹ کے اپنے سارے ہو اور جہارے خیال میں
حوم کر لی ہے۔ تم اسے سیکٹ ایکٹس کی شخص جملت کہہ
ہماری سوت یقینی ہو چکی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ کیا تمیں اس میں کوئی ٹک ہے۔ یہ جو لمحات تم اور
میں کو کامباؤ کی رویڈر رویسیارٹری میں بھجوایا گیا ہے جبکہ ایسا نہیں
ہے۔“ مرفی نے کہا۔

”چلو پھر تمیں یہ جانتے ہیں تو کوئی اعتراض نہیں ہوا کہ
ساتھی پرانہ ایم اور ڈاکٹر شجاعت علی کو کہاں بھجا گیا ہے۔“

”میرے پیش ہے۔“ مرفی نے کہا۔

”کامباؤ کی رویڈر رویسیارٹری میں۔ کیوں۔“ مرفی نے کہا۔

”غدرہ بیک دن مزید لگیں گے۔“ مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور پھر اس سے ہٹلے کہ مزید کوئی بات ہوتی رکھت ایک جھگٹے سے

- ویکھا میں نے - صالح نے پڑے فاتحانہ انداز میں ہٹانا شروع کیا ہی تھا کہ عمران نے اس کی بات اہتمامی سخت لمحے میں کاٹ دی۔

- وصالحتیں بعد میں کرنا۔ ہمیلے چاکر سوچ بورڈ پر ہٹن پر سک کرو۔ عمران کے لمحے میں بے حد خوش تھی۔ صالح کا جوش سے تمباک کرو۔ ہمارا ایک لمحے کے لئے بچھ سا گیا لیکن دوسرے لمحے وہ ہمیلی کی سی ہوا پھرہ ایک لمحے کے لئے بچھ سا گیا لیکن دوسرے لمحے وہ ہمیلی کی سی ہوا جیسی سے ٹھی اور اس نے دروازے کے قریب دیوار پر موجود سوچ بورڈ کے نعلیٰ حصے میں موجود سرخ رنگ کے بیٹوں میں سے تین ہٹن پر لیں کر دیئے اور اس کے ساتھ ہی کھلاک کھلاک کی آوازوں کے ساتھ ہی عمران اور صدر کے جسموں کے ساتھ موجود خوال کرس کے اندر سست کر کیس ناٹ پر ہو گئے جبکہ صالح کی کرسی پر موجود خمل بھی ناٹ پر ہو گیا تھا ابتد کری کی سیٹ ناٹ پر تھی۔ وہ یعنی فرش پر پڑی ساف و کھانی دے رہی تھی۔

- ٹکریے صالح۔ تم نے سب کی جائیں بچا لیں۔ — عمران نے سکراتے ہوئے صالح سے کہا اور پھر دروازہ کھول کر اس نے یاہر تھالٹا تو یہ ایک راہداری تھی جو آگے چاکر گھوم جاتی تھی۔ وہ بیٹوں یہی دے تھی اور پھر جیسے ہی وہ راہداری گھومے انہیں ایک کرے کے کھلے دروازے سے مرفنی کے چھٹے کی اواظ سنائی دی۔

- انہیں ہر صورت میں تکالیف کر کے غلتم کرو۔ تین آدمی تو سچے

دروازہ کھلا اور ایک ٹوجوان دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

- جتاب۔ جتاب کلنگ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیا گیا۔ جیکب بھی مارا گیا ہے اور سب کچھ تباہ ہو گیا ہے۔ اس آنے والے نوجوان نے اہتمامی متوجہ سے لمحے میں کہا تو مرفنی ایک جملے سے انہوں کھرا ہوا۔

- کیا۔ کیا کہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ — مرفنی نے حمل کے مل پھیتے ہوئے کہا۔

- آپ خود بات کر لیں چیز۔ — آئے والے نوجوان نے کہا۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کے یتھے آئے والے نوجوان اور اس کے یتھے وہ دونوں مشین گن بردار بھی دوڑ پڑے۔ چونکہ عمران اور اس کے ساتھی ان خوال ناکر سیوں میں چکر ہوئے تھے اس لئے شاید ان کی طرف سے انہیں قطعی فکر د تھی۔

- اب ان کر سیوں سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے۔ — عمران نے اوپنی آواز میں بڑھاتے ہوئے کہا۔

- میں نجات حاصل کر سکتی ہوں۔ یہ دیکھئے۔ — صالح نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک ہنکا سادھماکہ ہوا اور کری کے اور سے صالح کا سر اور گردن دونوں فائٹ پڑ گئے۔ اس کے بعد بھی اور اس کو خول کے اندر پڑ گئے تھے لیکن اس سے ہمیلے کہ عمران اور صندوق کچھ کھلتے، صالح کھلتی ہوئی کری کے یتھے سے سائیپ پر نمودار ہوتی اور پھر اچھل کر کھوئی ہو گئی۔

دوں کی آوازیں تھیں۔ پھر موڑ گھوم کر سب سے پہلے مرقی سنتے
آیا۔ اس سے دو قدم بچتے وہ دونوں مشین گنوں سے مسلح افراد تھے۔
پھر سے ہی وہ موڑ گھوئے عمران بھلی کی سی تیزی سے مرقی پر اس
طرح بچنا جس طرح اندر صیرے سے اچانک کسی جیتنے جست
نکالی ہوا اور مرقی جھختا ہوا اچھل کر اپنے بچتے آنے والے دونوں مشین
گن برداروں کے ساتھ نکرا یا اور پھر وہ تینوں تجھے گرے ہی تھے کہ
مشن اور صالح بھلی کی سی تیزی سے ان مشین گنوں پر جھپٹے جوان
دونوں کے باتھوں سے نکل کر تجھے گری تھیں۔

راہر کو فتح کر دو صالح۔ عمران نے جنگ کر کیا اور اس کے
ساتھی اس نے یکٹ گھوم کر اٹھتے ہوئے مرقی کی کشپی پر اس طرح
ایت جنادی کہ مرقی جھختا ہوا واپس گرا اور ایک جھٹکا کھا کر ساکت
ہو گیا جب اس دورانِ صلندر نے عمران سے بھی تیادہ تحریف نہیں سے
ایشیں پیا تھا۔ اس کی ایک لات ایک مشین گن بردار کی کشپی پر پڑی
اور اس کے ساتھی صلندر نے مشین گن کا دست پوری قوت سے
مرے اٹھتے ہوئے آدمی کے سر پر بار دیا تھا۔ وہ موڑ مرنے کے
دوران ہی گن کو نال سے پکڑا چکا تھا جبک صالح دوزتی ہوئی واپس اسی
لکے کی طرف پلی گئی تھی اور جس وقت یہ تینوں بہماں بر سر بیکار
تھے اسی لمحے دور دور سے ریت ریت کی آوازوں کے ساتھی ایک
انسانی جنگ سنائی دی۔

ان دونوں کے سینوں پر نال رکھ کر ٹریکر دیا دوسرا جلدی کرو۔

پاتھوں میں ہیں۔ انہیں میں ہلاک کر دوں گا۔ باقی تین ہیں۔ ایک
عورت اور دو مرد اور یتوول جہارے وہی کلب آئے تھے۔ انہیں
سکاش کراؤ فوراً۔ پورے و نکشن کی ایک ایک ایشیت کو پھیک کر اور
مرقی نے ٹکا پھاز کر اسٹانی غصیلے بجے میں کہا۔ عمران نے آگے جوہ کر
اندر جھانکا تو مرقی ایک بڑے پال ناکرے میں کری پر یعنی قون کر
رہا تھا۔ دروازے کی طرف اس کی پشت تھی۔ یہ مشیری روم تھا
وہاں وہ آدمی بھی موجود تھا جو مرقی کو اطلاع دینے آیا تھا۔

”راہر۔ میں پہلے ان تینوں کا خاتمہ کر دوں۔ پھر اکر سو بر آکی کال
ستا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ سو بر آتیں قواریزیں کر کے ختم کر
دے گا۔“ مرقی نے اٹھتے ہوئے کہا۔
”لیں پاس۔“ اس آدمی نے کہا جو اسے اطلاع دینے آیا تھا
اس کا نام راہر تھا۔

”کم آن۔“ مرقی نے مرتے ہوئے ایک طرف کو دے دوئوں
مشین گن برداروں سے کہا اور دروازے کی طرف ہلکیا۔ یہ دونوں
شاپید اس کے پاؤں گارڈ تھے یا اس نے صرف اپنی شان بنانے کے لئے
انہیں بطور گارڈ ساتھ رکھا ہوا تھا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو
شخصوں اشارہ کیا اور پھر وہ تینوں ہی پلٹ کر بخون کے میں دوڑتے
ہوئے اس ہلکا کو کراس کر کے دوسری طرف آکر رک گئے۔ صلندر
اور صالح ایک سائیڈ پر تھے جبکہ عمران دوسری سائیڈ پر تھا اور پھر
تیز تیز قدموں کی آوازیں قریب آتی سنائی دینے لگیں۔ یہ تین افراد کے

البت اس مرقی کا خیال رکھنا۔ میں آرہا ہوں۔ عمران نے کہا اور دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جدھر صاحب گئی تھی۔ جب وہ دروازے کے قریب پہنچا تو اسی لمحے صاحب دروازے سے باہر آگئی اور ایک لمحے کے لئے اس کی گن عمران کی طرف سیدھی ہوتی۔

”ارے ارے میں عمران ہوں۔ صدر اوہر ہے۔“ عمران نے کہا تو صاحب نے گن نیچے کر لی۔ اس کے پھرے پر شرمدنگی کے تاثرات ابھر آئے۔

”گن نجھے دو اور صدر سے کہو کہ اس مرقی کو اٹھا کر اس کرے میں کری پر بخا کر خول میں جکڑا دے۔ میں اس پوری بلڈنگ کو چھیک کر کے آرہا ہوں۔“ عمران نے کہا اور ایک پار پھر اس ہلکا نتائج کرے میں داخل ہوا جہاں راجہ کی لاش کری سمیت نیچے گری ہوتی تھی۔ عمران نے گن سیدھی کی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہلکا موجود تمام مشیزی کو جباہ کر تا شروع کر دیا اور پھر تمہاری نیچے جب دو ان تمام ہنس خانوں میں گھوم چکا تو اس نے اسلکے کا ایک بڑا ذخیرہ بھی چھیک کر لیا۔ اس ذخیرے میں عام اسلکے سے لے کر اہمی حساس تاب کے اسلکے کی بھاری مقدار موجود تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ اس آپریشن ہیڈ کو اڑنے سے ہی رینڈہی کے ہپٹوں کو غروری اسلکو بھی سپلانی کیا جاتا تھا۔ ہند خانوں میں مرقی، راجہ اور ان دو بادشاہی گارڈز کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران نے اسلکے ذخیرے میں ایک طاقتور ہم چارچ کر کے اس انداز میں رکھ

دیا کہ جب یہ ذہنی چارچ ہو کر بلاست ہو تو یہ پورا ذخیرہ ہی الیجاء تھا اسے معلوم تھا کہ اس سے پوری عمارت اور اپر موجود فیکٹری بھی جاہ ہو جائے گی لیکن وہ اس نے مطمئن تھا کہ آج ایک دن بھی میں سرکاری چھپتی تھی۔ اس نے اپر فیکٹری بھی بند تھی۔ وہاں سوائے چند بوڑھے چوکیداروں کے اور کوئی موجود نہ تھا۔ عمران جب واپس اس کرے میں آیا جہاں مرقی نے پہلے انہیں کر سیوں میں جکڑا ہوا موجود تھا تو اب اس کی جگہ مرقی اسی انداز میں کری میں جکڑا ہوا موجود تھا۔

”صدر تم گن لے کر باہر جاؤ۔ کسی بھی وقت کوئی آہنگ نہ ہے۔“ اور صاحب تم ہلکا سے کارڈ لیں فون پسک اٹھا کر جہاں لے آؤ۔“ عمران نے کہا تو صدر اور صاحب دونوں سر بلاتے ہوئے باہر علپے گئے تو عمران نے آگے جو کہ مرقی کا تاک اور من دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ بعد لمحوں بعد جب مرقی کے جسم میں ہوش میں آنے کے تاثرات نہودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور یہ پھر ہٹ کر کری پر بیٹھ گیا جہاں تھوڑی در بحد بھلے خود مرقی یہ سٹھا ہوا تھا۔ مرقی نے کرتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے اشتوڑی طور پر انھیں کی کوشش کی لیکن خول میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسرا کری رہ گیا۔

”تم۔ تم ان کر سیوں سے آزاد ہو گئے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“ مرقی نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی سامنے بیٹھے ہوئے عمران کو دیکھتے ہوئے اہمیتی حیرت بھرے بھے میں کہا۔

عمران نے بنتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی اس میکنزم کی بھی
دیکھی۔

ایساں نے ضروری ہوتا ہے کہ کہیں گارڈ ایسے آدمی کو ہلاک
کر دیں جسے ہم ہلاک نہ کرتا چلہتے ہوں۔ مریٰ نے ہواب
دیا۔

چلو ہوگا۔ بہر حال اب چہارے علاوہ بہاں چہارا کوئی آدمی
نہ ہو جو دنیس ہے اور شہری چہاری کوئی مشیری سلامت ہے۔
عمران نے کہا اور اسی لمحے صالح اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں
کارڈ لیکس فون پس تھا۔

تم اسے لے کر دروازے کے پاس پھر وہ جب کوئی کال آئے
تو مجھے بیانیتا۔ عمران نے کہا۔

آپ چلہتے ہیں کہ میں بہاں نہ رکون۔ کیوں۔ صالح نے
حیران ہو کر کہا۔

اس نے کہ بہاں ایک ہی کری ہے اور میں نہیں چاہتا کہ تم
کوئی رہو اور میں پیٹھا رہوں اور اس مریٰ سے مذاکرات میں نے
گرنے ہیں۔ تم نے نہیں۔ عمران نے کہا۔

اوہ اچھا۔ صالح نے قدرے اطمینان بھرے لمحے میں کہا اور
داہیں مڑ گئی۔

تم لوگ واقعی خوش قسمت ہو۔ ورنہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا
تھا کہ کسی سے ایسی حرکت ہو سکتی ہے کہ چہاری ساتھی گورت

جس کری پر تم نے میری ساتھی خاتون کو بھایا تھا وہ کرسی
بے چاری آثار قدر سے کسی کھنڈر سے اٹھائی گئی تھی کہ ایک
خاتون کا بوجھ بھی نہ سہار سکی اور اس کی نشست یعنی فرش پر جا
گری۔ اس طرح وہ خاتون کرسی سے آزاد ہو گئی اور پھر اس نے پس
پرس کر کے ہمیں بھی آزادی دلادی۔ عمران نے کہا۔

اوہ وہی بیٹھ۔ اس کا مطلب ہے کہ گوڑی سے حماقت ہوئی۔
اس نے خول کا بیٹن دو بار پرس کر دیا ہوگا۔ وہی بیٹھ۔ مریٰ
کے سر سے بے اختیار نکلا۔

دو بار کیا مطلب۔ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

ان کر سیوں کی ساخت اجتماعی بعد یہ ہے۔ جب اس کری پر
موجود آدمی ہلاک ہو جائے تو پھر اس کے جسم کے گرد موجود خول
نہیں پہنتا جب تک کہ لاش کو نہ ہٹایا جائے کیونکہ اس کا رابطہ
اتساقی جسم کے دل کی دھڑکنوں سے رہتا ہے۔ اس نے اس لاش کو
ہٹانے کے لئے دو بار بیٹن کو پرس کر دیا جائے تو کری کی نشست
ایک ہب کو پرس کرتے ہی یعنی اگر جاتی ہے اور پھر لاش کو ہٹا کر
خول کو بھی غائب کر دیا جاتا ہے۔ چہاری اس ساتھی گورت نے
یقیناً اس کے میکنزم کو کچھ لیا ہوگا اس نے اس نے ہب پرس کیا
اور وہ سیٹ یعنی اگر گئی ہو گئی۔ مریٰ نے سلسلہ ہوئے
ہوئے کہا۔

اسی درد مند اور حساس ثابت کر سیاں بنائے کی کیا ضرورت

اس نے کریمی کی سائیل پر رکھی ہوئی مشین گن انٹھا لی۔
مرک چاؤ۔ مجھے مت مارو۔ مرقی نے عمران کے بھرے پر چھا
جائے والی سفراکی کو دیکھتے ہوئے کہا۔
بس۔ جس نے تمہیں موقع دیا تھا تھیں۔ عمران نے سرد
لیچے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریکرڈ بادیا۔

اس طرح اس کرسی سے تجات حاصل کر لے گی۔ مرک نے
ہوت چھاتے ہوئے کہا۔
”ہم نے کبھی کسی پر جارحانہ تمدن نہیں کیا۔ ہم ہمیشہ اپنے دل
کے لئے لڑتے ہیں۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے شامل حال رکھتے
ہے۔ اب یہی دیکھو۔ تم نے پرزوہ پھوری کیا۔ تم نے ہمارے
سائنسدان کو انخواہ کیا۔ ہم تو اپنا مال واپس لیئے آئے ہیں۔ عمران
نے کہا۔

”ایکریسا سپرپاور ہے اور یہ حق صرف سپرپاور کو ہوتا ہے کہ
اہمیتی کا رام جدید ریسرچ کا استعمال دی کرے۔ جہارے پھر اور
ملک کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا۔“ مرقی نے اس حالت میں بھی
پڑے فتوت بھرے مجھے میں کہا۔

”بہت خوب۔ اسے کہتے ہیں کہ کتنے گی دم اگر ہزار ہر س بھی ٹھیک
میں رکھی جائے تب بھی ویسی کی ولکی نیو ہی رہتی ہے۔ بہر حال
اب تم بتاؤ کہ بیلوہا کس لیے اسٹریٹی تاکس میں کہاں ہے۔“ عمران
نے کہا۔

”مجھے کچھ نہیں معلوم اور تم بھی بھاں سے نجکرنا بھا سکو گے۔
اس نے مجھے رہا کر دوسرا سی میں جہاری بھٹکائی ہے۔“ مرقی نے کہ
تو عمران نے ایک ٹویل سائنس لیا اور ابھو کھو رہا۔

”تم واقعی نیو ہی کھیرا۔“ اس نے سیدھی انگلیوں سے ٹھکنے
کی کوشش فضول ہے۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی

چیف۔ کلک سیشن کے لوگ ایپرپورٹ سے باہر اور شہر میں
ہر جگہ انہیں سمجھتے کے لئے موجود تھے لیکن وہ لوگ نجاتے کس
راتے سے خاموشی سے ٹل کر گئے ہیں۔ اب انہیں ٹریس کیا جا رہا ہے۔
جسے ہی وہ ٹریس ہوئے ان کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ مرفنی نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

” یہ کیسے ممکن ہوا۔ انہیں کیسے علم ہوا کہ ان پر ونکشن
ایپرپورٹ پر حملہ ہو گا۔ سوسیسی نے احتیاطی غصیلے لمحے میں کہا۔
” میرا خیال ہے چیف۔ کہ انہیں یہ اطلاع نہیں ملی لیکن وہ پتوں کے
احتمانی شاہر لذتیت ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ احتیاطاً ایسا
کر گزئے ہوں۔ یہ حال وہ ابھی ظاہر ہے شہر میں نقل و حرکت تو
کریں گے اور پھر آسانی سے ٹریس ہو جائیں گے۔ مرفنی نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

” لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ سیک اپ تجدیل کر لیں۔ سوسیسی نے
کہا۔

” لیں سر۔ لیکن یہ حال ان کا گروپ ہے دو ہجورتوں اور چار
مردوں کا۔ اور پھر ان کے مخصوص قدومات ہیں اور خاص طور پر
مuran کی مزاجیے باتیں جو اس کی فطرت بن چکی ہیں۔ مرفنی نے
جواب دیا تو سوسیسی کا سکڑا ہوا بھرہ نارمل ہوتا چلا گیا۔

” سیک ہے۔ جسے ہی کوئی اطلاع ملے مجھے فوری رپورٹ
دینا۔ سوسیسی نے تیر لمحے میں کہا۔

” ہبھنسی کا چیف سوسیسی پتے آفس میں یقیناً ایک فائل چلتے
میں صرف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنی نہ اٹھی۔ اس
چونکہ کر فون کی طرف دیکھا اور اس کے بعد ہرے پر جوش کے ہزار
ایکڑے۔ اسے یقین تھا کہ فون کاں پا کیشیا سیکرت سروس کے
گروپ کے خاتمے کی یادت ہی، ہو سکتی ہے جسے کلک سیشن
ایپرپورٹ کے باہر ٹھیم کرتا تھا۔ اس نے ہاتھ جرحا کر رسور انھا لاید
لیں۔ سوسیسی نے اشتیاق آمیز لمحے میں کہا۔

” مرفنی بول رہا ہوں چیف۔ دوسری طرف سے مرفنی
مودباد آواز سناتی دی۔

” لیکن کیا رپورٹ ہے ان پا کیشیا ہبھنسوں کے پار
میں۔ سوسیسی نے ہبھلے سے زیادہ اشتیاق بھرے لمحے میں کہا۔

سی۔ کیا کہ رہے ہو۔ سب کیسے ممکن ہے۔ سرمیری
کے بیچ کر کیا۔

سر ایسا ہوا ہے لیکن ایسا ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ تم پر
ہو گا۔ اس گروپ کے تین افراد تو بلاک ہو گئے ہیں۔ ایک
ہو گئے۔ اور دو مرد جو اپریشن ہیڈ کوارٹر کے قریب ٹرلیں ہو گئے تھے
اوہ میں نے اُنہیں بلاک کر دیا تھا۔ باقی تین افراد بھی بلاک ہو چکے ہیں
اوہ میں نے اُنہیں بلاک کر دیا تھا۔ اپنے آپ سے میں نے یہ اجازت لیتی ہے کہ جیکب کی جگہ رونالڈو کو
کچھ سیشن کا چیف بناؤں۔ مرفی نے کہا۔

ہاں۔ اب اور کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن جنہیں تم نے بلاک کیا ہے
کیا یہ واقعی پاکیشیانی التبت تھے۔ سرمیری نے کہا۔
میں سر۔ اس وقت ہنگامی حالات ہیں اس نے تفصیل بعد میں
بناں گا۔ مرفی نے کہا۔

اوکے۔ بیسے یہی حالات مکمل قابو میں آئیں۔ تم نے مجھے فوراً
پورٹ دیتی ہے۔ سرمیری نے تیر لجھے میں کہا اور رسیور و کے
دیا۔

ہرے ٹھہرناک ایجنت ہیں۔ بجا تے اس کے کہ کلگ سیشن
انہیں بلاک کرنے میں کامیاب ہوتا اثاثاں لوگوں نے کلگ سیشن
کے ہیڈ کوارٹر پر حمد کر دیا۔ سرمیری نے یہ زیر انتظار ہوئے کہا اور
ہر ایک خیال کے تحت وہ بے اختیار چونک پڑا۔

اوہ۔ اوہ اس کا مطلب ہے کہ انہیں ہمارا آئے سے بھلے راستے

”یک چیف۔“ مرفی نے جواب دیا اور سرمیری نے ایک
طویل سائنس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ گواہ اس بات پر خاص
تشویش محسوس ہوئی تھی کہ پاکیشیانی ایجنت ایسپورٹ سے یہ
سلامت نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن اسے بہر حال اس
بات کا یقین تھا کہ کلگ سیشن سے وہ کسی صورت بھی نجٹ د سکنے
گے کیونکہ وہ کلگ سیشن کی تیزی اور کارکردگی سے اچھی طرح
واقف تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کلگ سیشن جب کامل طور پر جو کہ
میں آجائے تو پھر کوئی بھی اس کی زندگی تھی سکتا۔ اس لئے اسے
یقین تھا کہ زیادہ سے زیادہ دو تین گھنٹوں بعد اسے پاکیشیانی
جنہیں کی بلاک کی اخلاق بھی مل جائے گی۔ اس لئے وہ اطمینان
سے اپنے دوسرے کاموں میں صرف ہو گیا۔ پھر تقریباً دو یا تین
گھنٹے گزرے تھے کہ مخصوص فون کی ٹھنڈی نجٹ اٹھی۔

”یہ۔“ سرمیری نے رسیور اخفاک رجیٹ پہنچانے میں کہا۔
”مرفی بول رہا ہوں چیف۔ پاکیشیانی جنہیں نے کلگ سیشن
کے ہیڈ کوارٹر پر اچانک حمد کر دیا ہے۔ مجھے ابھی ابھی اخلاق ملی ہے
کہ ایک حورت اور دو مرد کلب میں آئے سانہوں نے ہمارا ہنگامہ
کیا اور پھر انہوں نے بھوں سے دیواریں توڑ دیں۔ کلب میں بھی یہ
مارے اور پھر کلگ سیشن کے ہیڈ کوارٹر میں انہوں نے قتل عام کر
دیا۔ کلگ سیشن کے چیف جیکب کو بھی اس کے آفس میں بلاک
کر دیا گیا اور پھر وہ فرار ہو گئے ہیں۔“ مرفی نے کہا۔

اہمیت لجھے میں کہا۔
دوسری
ڈپلن کی خلاف ورزی کی صافی چاہتا ہوں چیف۔
ٹرف سے محدود تحریرے لجھے میں کہا گیا۔
ٹرف سے محدود کیوں کال کی ہے۔ ہنزی کے صافی
بھیک ہے۔ بتاؤ کیوں کال کی ہے۔
بلب کرنے پر سرہیری کی انا کو خاصی تسلیم ہنپتی تھی۔ اس نے اس
بار اس کا بھی خاص اثر تحریر تھا۔
چیف۔ کلکٹ سیشن کا ہیڈ کوارٹر جہاہ کر دیا گیا ہے اور کلکٹ
سیشن کے چیف جیکب کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔
دوسری
ٹرف سے کہا گیا۔

پان۔ مجھے سرفی نے رپورٹ دی ہے۔ اب کلکٹ سیشن کے
ہیڈ کوارٹر کو ہیڈ کوارٹر بنادیا گیا ہے اور سب ہیڈ کوارٹر کے
انچارج روئالڈو کو کلکٹ سیشن کا چیف بنادیا گیا ہے۔ سرہیری
نے ایسے لجھے میں کہا ہے وہ دوسری طرف سے رپورٹ دینے والے کو
بتانا چاہتا ہو کہ وہ ریڈ ہجٹس کا چیف ہے۔ اس نے ہر بات اس کے
ضمیں راتی ہے۔

کراس کا لوٹی کی کوئی شیر تحریق تحری جو کہ کلکٹ سیشن کا
بہیڈ کوارٹر تھا وہ اب کلکٹ سیشن کا مقلد بن چکا ہے چیف۔

ہنزی نے کہا۔
کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ سرہیری نے پونک کر
اور اہمیت حریت تحریرے لجھے میں کہا۔

سیکشن کی نے باقاعدہ اطلاع دی ہے کہ کلکٹ سیشن ان کے خلاف
کام کر رہا ہے۔ اس خبر دیتے والے کو ٹرین کرنا ہو گا۔
نے ایک بار پھر بڑاتے ہوئے کہا لیکن پھر وہ دوبارہ اپنے کام
سردف ہو گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد مخصوص قوں کی گھنٹی
انٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انٹھایا۔
لیک۔ سرہیری نے کہا۔

اے سیکشن کے چیف ہنزی کی کال ہے چیف۔ دوسری
ٹرف سے اس کے پی اے کی موڈباد آواز سنائی دی تو سرہیری
چونک پڑے۔

ہنزی کی کال اور مجھے براہ راست۔ کیوں۔ اسے تو پھر بڑھ
ہیڈ کوارٹر بات کرنی چاہئے۔ سرہیری نے تجزی اور حفت لجھے
کہا۔

اس کا کہنا ہے کہ وہ آپ سے کوئی ایہ بخشی بات کرتا ہے
ہے۔ پی اے نے جواب دیا۔

اپنے کراؤ بات۔ سرہیری نے ہوٹ چباتے ہوئے کہ
اے جلو۔ میں ہنزی بول رہا ہوں چیف۔ پہنچ لجھیں بعد دوسری
ٹرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

تم نے مجھے براہ راست کیوں کال کی ہے۔ جسیں تو پھر بڑھ
ہیڈ کوارٹر میں مرنی سے بات کرتا چاہئے تھی۔ جسیں معلوم ہے کہ
میں ڈپلن کی خلاف ورزی قطعاً پسند نہیں کرتا۔ سرہیری۔

یوں محسوس ہوا سچے کسی نے اس کے جسم سے جان ٹکال دی ہو اور
اپ میتے جائے انسان کی بجائے تھر کا بت بن گیا ہو۔

"اپ چیز جائے کیا آپ سن رہے ہیں۔" دوسری طرف سے

بھری نے پار بار پوچھا۔

"سب کیا ہو گیا ہے، ہمزی۔" یہ سب کیسے ہو گیا۔ یہ تو ریڈ
بھنی کو جہاہ کرو دیا گیا ہے۔ یہ سب کچھ تو ناممکن ہے۔ سرہمیری
نے ایسے لمحے میں کہا صیے الفاظ خود سخن وہ اس کے مت سے پاہر نکل
رہے ہوں۔

"ایسا ہو جیا ہے چیف۔ مجھے جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق
یہ ساری کارروائی پاکیشی سیکرت سروس کی ہے۔ آپ کو مجھے تو
اطلاع دینی تھی۔ آپ نے لٹک سیکشن کوان کے سامنے کرو دیا۔ وہ
اتھانی لفترناک ترین نیجت ہیں۔ وہ اگر اس طرح لٹک سیکشن کے
کاؤنوس آئکے تو اب تک لاکھوں پار بلاک، ہو چکے ہوتے۔ انہیں تو
پوری سیکڑی میں عذریت کہا جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ ایسا ایہوں نے
ہواںی حمد کر کے لٹک سیکشن کا بھی خاتمہ کرو دیا اور آپریشن
سینے کو اورٹر کا بھی۔ ہمزی نے کہا تو سرہمیری نے بے اختیار ایک
ٹھوپل سانس لیا۔

"ہاں۔ مجھے انتہا ہے کہ میں نے ان کو کچھے میں قلطی کی ہے
یعنی اب کیا کیا جائے۔" سرہمیری نے ایسے لمحے میں کہا جیسے وہ
کچھ مرنی کی لاش بھی ملی ہے۔ ہمزی نے کہا تو سرہمیری کو

"چیف۔ اس کو شہی میں رونالڈو کے علاوہ آئندہ افراد لٹک سیکشن
کے موجود تھے لیکن اب وہاں سب کی لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ وہاں
لٹک سیکشن کا قتل عام کیا گیا ہے۔ ہمزی نے کہا تو سرہمیری ایسا
یوں محسوس ہوا سچے اس کے دماغ میں دھماکے سے ہوتے لگ کر
ہوں۔"

"یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔" سرہمیری نے رُک
رُک کر کہا۔

"میں نے خود جا کر چینگ کی ہے چیف۔ کیونکہ مجھے بڑے
ہیڈ کوارٹر کی تباہی کی اطلاع ملی تھی پھر انہی فوری خیال آگی کر
چکھوں نے ہیڈ کوارٹر کا خاتمہ کیا ہے وہ سب ہیڈ کوارٹر پر بھی جو
کریں گے۔ اس لئے میں خود وہاں گیا۔" ہمزی نے جواب دی
وہ سرہمیری سیکڑی، یہ سب تو ناقابل ہواشت ہے۔ سرہمیری
نے پچھنے کے سے انداز میں کہا۔

"چیف۔ ایک اور بڑی خبر ہے۔" ہمزی نے کہا تو سرہمیری
بے اختیار اپنل پڑا۔

"کیا ابھی کوئی اور بڑی خبر بھی رہ گئی ہے۔" سرہمیری نے
اپنے دفاتر کا خیال رکھے بخیر حلق کے مل پچھنے ہوئے کہا۔

"لیکن چیف۔ اسی نے مجھے آپ کو براہ راست کاں کرنا پڑی ہے۔
آپریشنل ہیڈ کوارٹر کو بھی مکمل طور پر جہاہ کرو دیا گیا ہے۔ میں
کچھ مرنی کی لاش بھی ملی ہے۔" ہمزی نے کہا تو سرہمیری کو

کریں گے۔ ہمزی نے کہا۔
نہیں۔ انہیں کہیں سے بھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ پرزاہ اور
سادان کو بلیو ہاکس بھجوایا گیا ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ کامبناو کی
لیختنے کی وجہے برداشت لپنے نارگٹ پر کام کرتی ہے اور یقیناً ان کا
نارگٹ ریڈی ہجھی کے لکھ سیکشن اور آپریشن ہیڈ کوارٹر کی تباہی
نہیں ہو گا۔ یہ کام انہوں نے بلا رکاوٹ آگے بڑھنے کے لئے کی
ہوگا۔ ہمزی نے کہا۔

چیف۔ کیا باس مرغی کو معلوم نہیں تھا کہ مشن اب بلیو ہاکس
جی کمل کیا جا رہا ہے۔ ہمزی نے کہا۔
اوہ، باس باس۔ اسے تو معلوم تھا۔ تو تمہارا مطلب ہے کہ انہوں
نے مرغی سے پوچھ دیا ہو گا۔ ویسے یہ سب ہے تو ناقابل تھیں۔
آپریشن ہیڈ کوارٹر میں مکھی دانفل نہیں ہو سکتی تھی۔ پھر یہ لوگ
کیے دہاں داخل ہو گئے اور انہوں نے مرغی اور اس کے ساتھیوں کو
بلاؤ کر کے آپریشن ہیڈ کوارٹر بھی جاہ کر دیا۔ سرہیری نے
یعنی انتہائی تھلائے ہوئے لپچے میں کہا۔

چیف۔ جہاں تک میں نے تحقیقات کرائی ہے۔ یہ لوگ گٹھ
اُن کے ذریعے اندر داخل ہوئے اور پھر ساری کارروائی کر کے گٹھ
اُن کے ذریعے واپس تکل گئے اور انہوں نے اٹکے کے سور میں
واڑ لیکی لہی چارچ بیم نصب کر کے باہر تکل کر اسے چارچ کر دیا۔
جس کا نتیجہ یہ تکلا کہ پورا آپریشن ہیڈ کوارٹر کمل طور پر جاہ کر دیا
گیا۔ ہمزی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ہو تو ہے۔ تو یہ بات ہے۔ تو پھر مجھے سوچتا ہو گا کہ بلیو ہاکس کی

”چیف۔ اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سب کچھ
اس لئے ہوا ہے کہ آپ ان کے مشن کے راستے میں رکاوٹ بن گئے
تھے۔ درست پوری دنیا چانتی ہے کہ پاکیشی سیکرت سروس اوسراوم
لیختنے کی وجہے برداشت لپنے نارگٹ پر کام کرتی ہے اور یقیناً ان کا
نارگٹ ریڈی ہجھی کے لکھ سیکشن اور آپریشن ہیڈ کوارٹر کی تباہی
نہیں ہو گا۔ یہ کام انہوں نے بلا رکاوٹ آگے بڑھنے کے لئے کی
ہوگا۔ ہمزی نے کہا۔

ہاں۔ تم درست کچھ ہو۔ سرہیری نے کہا اور پھر ایم ایج
پرزاہ اور ڈاکٹر شجاعت علی کے اخواکے بارے میں تفصیل بتا دی۔
”یہ پرزاہ اور سادان اب کہاں ہیں۔ ہمزی نے پوچھا۔
”ناکس کی لیبارٹری بلیو ہاکس میں۔ سرہیری نے جواب
دیا۔

”ہاں کی سکونتی تو ناپ سیکشن کے پاس ہے۔ ہمزی نے
کہا۔

”ہاں۔ آرٹلڈ ناپ سیکشن کا انچارج ہے۔ سرہیری نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔ جبکہ وہ جوش میں ہمزی سے انتہائی عنت بھی
میں بات کر رہے تھے۔ مگر پھر آپریشن ہیڈ کوارٹر کی تباہی کا سن کر
ہمزی کے سوالوں کا اس انداز میں جواب دے رہے تھے جسے ہمزی
ان کا ماتحت ہونے کی وجہے ان کا یاس ہوا۔

”چیف۔ اب لازماً گران اور اس کے ساتھی بلیو ہاکس کا رخ

اور ہماراے سیشن عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دے این آگر کسی وجہ سے ایسا نہ ہو سکے اور وہ لوگ بیلوہا کسی بخیجتیں تو پھر ناپ سیشن ان کا خاتمہ کر دے گا اس لئے میں تمہیں حکم دے رہا ہوں کہ تم قوری طور پر اپنے سیشن کو لے کر ٹاکس پہنچ جاؤ۔ ہمارا مشن ہر قیمت پر پاکیشیانی بخنشوں کو بیلوہا کس لیبارٹری مل کر بھی کام کر چکا ہوں۔ مجھے ان لوگوں کے کام کرنے کا اندزادہ ان کی تفاسیات کا علم ہے۔ اس لئے میری درخواست ہے کہ قوری فیصلہ کریں وہ دوڑ ہو جانے کی صورت میں جس طرز آپریشن ہیڈ کوارٹر سیاہ ہوا ہے یہ لوگ بیلوہا کس لیبارٹری کو بھی سیاہ کر دیں گے۔

میں چیز۔ آپ کے حکم کی تعییل ہو گی۔ میرا مقصد صرف پاکیشیانی بخنشوں کے مقابل آتا تھا تاکہ میں ان کا خاتمہ کر سکوں کیونکہ یہ بات میرے خود یک تھی ہے کہ اُسیں صرف میں اور میرا سیشن ہی ختم کر سکتا ہے۔ اب آپ نے اجازت دے دی ہے تو اب میں جلد ہی ان کی لاشیں آپ کے سامنے رکھ دوں گا۔

سرت پھرے لجئے میں کہا۔

اوکے۔ سرو میری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیدور رکھ دیا۔ اس کے پھرے پر شدید افسوسگی کے نمایاں تھے کیونکہ ٹلنگ سیشن کے ہیڈ کوارٹر اور پھر بہیڈ کوارٹر کی سیاری اور تھاں طور پر آپریشن ہیڈ کوارٹر کی تباہی ان سب نے مل کر اس کے اصحاب کو حقیقت میں بھجوڑ کر رکھ دیا تھا۔ لیکن اب اسے اطمینان تھا کہ اے سیشن اور ناپ سیشن دونوں مل کر ان ٹوفناک پاکیشیانی بخنشوں کا بہر حال خاتمہ کر دیں گے۔

کس طرح خفاقت کی جائے۔ یہ تو واقعی اہمیتی خطرناک تھے لوگ ہیں۔ سرو میری نے تیر لجئے میں کہا۔

چیف۔ ناپ سیشن کا واسطہ آج تک ان لوگوں سے نہیں؟ جملے میں بلکہ ۶ بجنسی اور دوسری ۶ بجنسیوں میں کام کرتے ہوئے بے شمار بار ان سے نکرا بھی چکا ہوں اور کتنی کسیز میں ان کے سارے مل کر بھی کام کر چکا ہوں۔ مجھے ان لوگوں کے کام کرنے کا انداز اور ان کی تفاسیات کا علم ہے۔ اس لئے میری درخواست ہے کہ قوری فیصلہ کریں وہ دوڑ ہو جانے کی صورت میں جس طرز آپریشن ہیڈ کوارٹر سیاہ ہوا ہے یہ لوگ بیلوہا کس لیبارٹری کو بھی سیاہ کر دیں گے۔

ہمارا مطلب ہے کہ بیلوہا کس کی خفاقت اے سیشن کے قے نکال دی جائے اور ناپ سیشن کو واپس بٹایا جائے۔ سرو میری نے کہا۔

لیکن سر۔

ہمیں۔ ناپ سیشن طویل عرصے سے بیلوہا کس لیبارٹری کی سکونتی کرتا چلا آ رہا ہے۔ اس لئے وہ صرف ماحول سے مانوں ہے بلکہ اس ماحول کے باارے میں تمام باریکیاں بھی وہ لکھتا ہے۔ پھر سیشن ان معاملات میں پوری طرح تربیت یافتہ بھی ہے جلد ہمارے سیشن کی ٹرمنگ جعل ناٹپ گی ہے۔ اس لئے یہ ہو سکتا ہے کہ ٹاکس کا اور اٹل چارین ہمیں دے دیا جائے تاکہ اول تو تم

سیلاں فونز بھی وہاں پہنچ چکے تھے اور وہاں رہتے والوں کے پاس
سیلاں پہنچنے والی جدید ترین جیسیں بھی موجود تھیں۔ ان جیسیں کو
سیلاں والی گمپنی نے ان جیسیں کا نام بھی گرات ہی رکھا تھا۔ ان
نے اپنی گرات جیسیں کیا جاتا تھا۔ عام ایکریسین رواج کے مطابق
بھاں سڑکیں تو نہیں۔ بنائی گئی تھیں کیونکہ سیلاں پہنچنے والے رست
کے طوفان ایسی کسی سڑک کا وجود چند گھنٹوں سے زیادہ قائم نہ
ہے دیتے تھے۔ البتہ بھاں جگہ جگہ ایسے نشانات ضرور قائم کئے گئے
تھے جو راستوں کی نشاندہی کرتے رہتے تھے۔ ٹاکسی میں سیاح صرف
سیلاں کو دیکھنے اور بھاں سفر کرنے کے لئے آتے تھے۔ بھی وجہ
پر کہ بھاں کی ایسی نورست کپیاں تھیں جو جیسیں اور اگر سیاح
فرماش کرتے تو اوٹو پر انہیں سیلاں کی سیر کراتی تھیں اور سیاح
کی کئی کئی روز اس سیلاں میں روکر فطرت سے قریب تر ہو کر دن
گزارتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ٹاکسی کے جوا خانے بھی اس
ریاست میں بے عد مشکور تھے اور بھاں جاتا تھا کہ ٹاکسی میں جوا
کھلنے والا کو جیسیت ہار دونوں کیفیات سے گورتا تھا۔ لیکن جب وہ
والیں جاتا تھا تو بہر حال آتے وقت سے زیادہ دولت مند ہوتا تھا۔ یہی
وہی تھی کہ بھاں لوگ بڑے شوق سے جوا کھلنے آتے تھے۔ ٹاکسی
میں ایک گینگ پے حد مشکور تھا۔ زیادہ تر جوئے خانے، کلب اور
ہوٹل ایسی گینگ کی ملکیت تھے۔ اسے ریڈ کارڈ کہا جاتا تھا۔ ریڈ کارڈ
کے لوگ پورے ٹاکسی میں پھیلے ہوئے تھے۔ ان کی مخصوص نشانی

ٹاکسی ایکریمیا کی ایک دو دراز ریاست تھی جس کا پیشتر علاقہ
سیلاں تھا جبکہ باقی سیدانی علاقہ بے حد زر خیز تھا۔ اس ریاست میں
چند ہی بڑے شہر تھے البتہ چھوٹے چھوٹے قصبے اس پوری ریاست
میں پھیلے ہوئے تھے۔ ایکریمیا کی باقی ریاستوں کی نسبت یہ ریاست
ترنی کی دولتی کافی بھی تھی۔ ٹاکسی نام شہر اس ریاست کا بہ سے
بڑا گنجان آباد اور ترقی یافتہ شہر تھا۔ ٹاکسی کے شمال میں لکریماں
سو گلو میڑاںک پھیلایا ہوا ایکریمیا کا بہ سے بڑا سیلاں تھا جسے گرات
سیدنا یسٹ کہا جاتا تھا۔ گرات اس سیلاں کا قدیمی نام تھا۔ گرات سیلاں
میں چھوٹے چھوٹے نخلستانی قصبے موجود تھے کو قدم دور میں تو یہ فیز
ترنی یافتہ ہی رہے ہوں گے لیکن اب وہاں ترقی کے کافی کام ہو چکے
تھے۔ ان نخلستانوں میں بھلی پیدا کرنے والے یوں موجود تھے۔

وہ بھم موت ہے۔ اور یات ہے کہ پرنس آر تھر صرف غلطی پر سزا دیا کر رہا تھا اور چھوٹی سے چھوٹی غلطی پر بھی وہ فوری موت کی سزا دے دیا رہا تھا۔ اس کی لمحت میں سزا کا مطلب ہی موت ہوتا تھا۔ اس وقت بھی پرنس آر تھر پہنچنے والا مخصوص آفس میں یہ شا جام میں بھری ہوئی ٹرب کی چلکیاں لے رہا تھا کہ میر پر پڑے ہوئے قون کی مردم ٹھنڈی نبیج انبی۔ پرنس آر تھر نے ایک نظر قون کی طرف دیکھا اور پھر جام کو میز پر رکھ کر اس نے یاد قون کی بڑھایا اور رسیور انخراجیا۔

لیں۔ پرنس آر تھر نے خرم بجھے میں کہا۔

”رینڈ ہجنسی کے سر زمزی آپ سے یات کرتا چاہتے ہیں۔“
سری طرف سے مودیاں نسواتی آواز سناتی دی تو پرنس آر تھر بے خیار ہوئک پڑا۔

”اوہ اچھا۔ کرو یات جدی۔“ پرنس آر تھر نے چونک کر کہا کیونکہ ہمزری اس کا بے حد گہرا اور یہ تکلف دوست تھا۔ وہ دو توں لگے بی ہجنسی میں کام کرتے تھے۔ پھر آر تھر ہجنسی چھوڑ کر ہمارا اس کی آگیا تھا جبکہ ہمزری مختلف ہجتیں سے ہوتا ہوا اب رینڈ ہجنسی میں تھا اور اس کے بھی کسی سیکشن کا چیف تھا۔ ان کے اہمیان اپ بھی خاصے گہرے اور بے شکرانہ تعلقات تھے۔

”سلو۔ ہمزری بول رہا ہوں۔“ پسند لگوں بعد ہمزری کی آواز سنائی دی۔

آر تھر بول رہا ہوں ذیر۔ آج کیے ہماری قسمت جاگ پڑی کہ

گہرے سرخ رنگ کی نانی تھی جس پر سفید رنگ کا سارہ سائنا ہوا تھا۔ لیکن یہ لوگ سیاحوں کی بے حد عمت کرتے تھے۔ البتہ ہماری بھی کوئی جھلکڑا ہوتا یا کسی سے کوئی زیادتی ہوتی تو رینڈ کارڈ یہ لوگوں کو اہتمامی بے دردی سے ہلاک کر دیتا تھا اور ان کی لاٹھیں بھی کئی کئی روز سڑکوں پر پڑی نظر آتی تھیں۔ لاش کے سیبے پر سرخ رنگ کا کارڈ پن کر دیا جاتا تھا اور جب تک رینڈ کارڈ کی طرف سے اچالات تھی۔ رینڈ کارڈ کا رینڈ کو ارش رینڈ کارڈ کلب اور کمپیوٹر تھا۔ رینڈ کارڈ کا چیف آر تھر جو پرنس آر تھر کہلاتا تھا اس رینڈ کارڈ ہوش میں ہی یہ سمجھا تھا۔ آر تھر جہلے ایکریمیا کی ایک ہجنسی سے متنق تھا لیکن پھر اس نے کہیں لمبا ہاتھ مارا اور بے پناہ دوست حاصل کر کے اس نے ہجنسی چھوڑ دی اور پھر دارالحکومت سے دور شہر تاکسی میں آگیا اور ہماراں اس نے کلب اور ہوئے خانے بتاتے۔ آہست آہست اس کا یہ گارڈ بار پورے ناکسی میں پھیلتا چلا گیا۔ اب وہ ایک لائٹ سے ناکسی کا بے تاریج پادشاہ تھا۔ اس کے منہ سے لٹکتے والا ہر لفڑا دوسروں کے لئے قاتلوں کا درجہ حاصل کر جاتا تھا۔ آر تھر بذات خود خرم رو اور قرم گشتو کرتے والا شخص تھا لیکن اس کی اس ترمی کے لیے یہ ہے دلچی اور پرست کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ وہ دوسروں کو ہلاک کرنے کا حکم دیتے ہوئے ایک لمحے کے لئے بھی نہ پہنچاتا تھا۔ بھی وجہ تھی کہ اس کے اپنے گردپ کے لوگ بھی اس سے اس قدر دارتے تھے جیسے

نے کہا۔
حریت ہے۔ یہ سب تم کہہ رہے ہو۔ تم جو ایکر سیکھی کی طاقتور
ترین بیٹھنی کے سیکشن انتچارج ہو۔ آر تھر نے حریت بھرے
لے چکا۔

ہاں اور اس طاقتور ترین بیٹھنی کے خلاف پاکیشیا سیکرت
سروس نے معمولی سا کام کیا جس کے نتیجے میں ونگشن میں کلنگ
سروس کا ہیڈ کو اوارث رہا ہو گیا۔ سب ہیڈ کو اوارث میں کلنگ سیکشن کا
سیکشن کا ہیڈ کو اوارث رہا ہو گیا اور پھر رین بیٹھنی کا آپریشنل ہیڈ کو اوارث جسے ناقابل
قتل عام کرو دیا گیا اور پھر رین بیٹھنی کے دھماکوں سے سکون کی طرح تکر گیا اور یہ
تنیز سمجھا جاتا تھا جیسے کوئی کام چڑھنے والوں کے درمیان ہوا۔ ہمزی نے جواب دیا تو
ب کام چڑھنے والوں کے درمیان ہوا۔ ہمزی نے جواب دیا تو
آر تھر کی آنکھیں پھیلیں چلی گئیں۔

کیا دا تھی۔ حریت ہے۔ آر تھر نے کہا۔

ہاں۔ اسی نے تو کچھے بھاں جہاری مدد کی ضرورت پڑی ہے
کیونکہ ناکسی میں جہارے آدمی جو کچھ کر سکتے ہیں وہ میرا سیکشن نہیں
کر سکتا اور میں نے بہر حال اس سروس کے آدمیوں کو نہیں بھی کرنا
چاہیے اور ہلاک بھی کرنا ہے۔ یہ میرے لئے جستی ہے اور میں نے یہ
جستی ہر قیمت پر پورا کرتا ہے۔ ہمزی نے بڑے باعتماد لے چکا۔

ٹھیک ہے۔ آجاو فوراً اور بے کفر ہو۔ جہارا کام ہر صورت
میں ہو گا۔ آر تھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

جہیں فون کرنے کا خیال آگیا۔ آر تھر نے اہمی دوستانہ
تلقات لے چکے میں کہا۔

میں اپنے سیکشن کے ساتھ ناکسی آ رہا ہوں۔ میں نے سوچا
بچٹے ناکسی کے پرنس سے اجازت لے لوں۔ دوسری طرف سے
ہمزی نے بھی بے تلقانہ لے چکا تو آر تھر بے اختیار کھکھلا
ہنس پڑا۔

اگر کسی مشن پر آ رہے ہو تو پھر سیکشن کو ساتھ لے آنے کی
بجائے اکیلے ہی آ جاؤ۔ جہارا مشن میں پورا کر ادھوں گا۔ آر تھر
کہا۔

اس نے تو فون کیا ہے کہ یہ مشن جہاری مدد کے بغیر
نہیں ہو سکتا۔ ہمزی نے کہا تو آر تھر بے اختیار جو نک پڑا۔

اچھا۔ ایسا کوئا مشن ہے۔ آر تھر نے حریت بھرے
لے چکا۔

پاکیشیا سیکرت سروس کے خلاف مشن ہے۔ ہمزی
کہا۔

پاکیشیا یہ تو ایشیا کا کوئی پہماندہ سا ملک ہے۔ آر تھر
منہ بنتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے ہمزی بے اختیار اس پر۔

ہاں۔ جہاری بات درست ہے لیکن اس کی سیکرت سروس
پہماندہ نہیں ہے۔ یہ دنیا کی سب سے خطرناک سیکرت سروس ہے۔

اور اب یہ سروس ناکسی ہمچنے والی ہے یا شاید ہمچنے بھی چلی ہو۔ ہمزی

اپس چیک نہیں کیا جاسکتا۔ صرف قد و قاست کی تفصیلات ہیں۔ وہ

اپس آگر بیاؤں کا ہے۔ ہنزی نے کہا۔

لیں ان کامبیاں مشن کیا ہے۔ اور تمہرے پوچھا۔

ریاست ناکس میں ایکریمیا کی ایک بہت بڑی اور اہم لیبارٹری ہے جسے بیوہاکس لیبارٹری کہا جاتا ہے۔ وہاں پاکیشیا سے میراں کا ایک پروزہ چوری کرا کر بھجوایا گیا ہے اور اس پر تو ہے کے موجود پاکیشیا سکرٹ سروس اس پر تو ہے اور سانشدان کو واپس حاصل کرنے کے لئے شہر ناکسی چنچ رہی ہے۔ ہنزی نے جواب دیا۔

یہ لیبارٹری کہاں ہے۔ میں نے تو اج تک اس کے بارے میں نہیں سن۔ اور تمہرے قدرے طنز یہ لمحے میں کہا۔

یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں ہے صرف اتنا معلوم ہے کہ ریاست ناکس میں ہے۔ ہنزی نے جواب دیا۔

اپھا۔ میں معلوم کر لوں گا۔ تم آجاؤ۔ ویسے میں اپنے آدمیوں کو کہو رہا ہوں کہ وہ چھو افراد کے گروپ کو چیک کریں۔ اور تمہرے ہواب دیا اور دوسرا طرف سے اوکے کے الغاظ سن کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر نوں آنے پر اس کے لیکے بعد دیگرے بیٹھ پر لس کرنے شروع کر دیئے تاکہ اس گروپ کی چینگ کے ساتھ ساتھ وہ ان کو ٹھیکیوں کے بارے میں اپنے آدمیوں کو ہدایات دے سکے۔

مجھے دو رہائش گاہیں چاہئیں۔ ایک اپنے اور اپنے اسٹن کے لئے اور دوسرا سیکشن کے افراد کے لئے۔ تین کاریں بھی چاہئیں۔ اگر تم پسند دوست کر سکتے ہو تو ٹھیک۔ ورد کسی رسیل اسٹیٹ کمپنی کا فون نمبر بتا دو۔ ہنزی نے کہا۔

دوسرا رہائش گاہیں مل سکتی ہیں جیسی۔ جہارے سیکشن کے ڈو جو روڈ پر ایون ون کی رہائش گاہ ہے تو رہے گی۔ وہاں دو کاریں بھی موجود ہیں۔ جہارا نام وہاں لیا جائے گا تو وہاں موجود میرا اولی رہائش گاہ جہارے حوالے کر دے گا اور خود وہاں سے چلا جائے گا۔ اور تمہرے کہا۔

ٹھیک ہے۔ اور میرے لئے۔ ہنزی نے کہا۔

کالاس روڈ پر ایک رہائش گاہ ہے۔ اس کا نمبر ون نو ہے۔ وہاں بھی دو کاریں موجود ہیں۔ وہاں نمبر ون والا لاک موجود ہے۔ اس کا نمبر بھی وہی ہے جو کوئی کا نہیں کرتا۔ اور تمہرے کہا۔

اوکے ٹھیک ہے۔ میں ناکسی چنچ کر پھر تم سے رابطہ کر دیں گا۔ ہنزی نے کہا۔

جس سروس کے خلاف تم کام کر رہے ہو۔ اس کی کیا تفصیلات ہیں۔ اور تمہرے کہا۔

دو گورتوں اور چار مردوں کا گروپ ہے۔ وہ میک اپ کے ماہر ہیں۔ اس نے جیلنے پہنچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کافی اس کی قیمت ان کے پاس اصل ہی ہوں گے۔ اس نے کافی اس کے ذریعے بھی

حمدکہ اگرچہ اور ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوتی تھی۔
 عمران صاحب اس کامل ا江山ی علاقے میں کہاں گئے ہوں
 سمجھ۔ صالح نے کہا۔
 مشن کے سلسلے میں کوئی نہ کوئی انتظام کرتے گیا ہو گا۔ جو یا
 نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 انتظام نہیں مس جو یا۔ عمران صاحب معلومات حاصل کرنے
 گئے ہوں گے۔ صدر نے کہا۔
 معلومات۔ کس نائب کی معلومات۔ صالح نے پونک کر
 پڑھا۔

جس لیبارٹری پر ریڈ کرتا ہے وہ لیبارٹری اب سڑک کے
 کنارے تو نہیں ہی ہوتی ہو گی اور تھی اس پر اس کے نام کا بورڈ لگا
 ہو گا۔ اس نے جب تک اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات نہ
 مل جائیں اس وقت تک کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ صدر
 نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

بھرپور طرز کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ
 لیبارٹری خفیہ ہوتی ہے لیکن یہاں کی بجائے ناکسی جا کر زیادہ بہتر
 اندازا میں معلومات حاصل کی جائیتی تھیں۔ ایسی خفیہ لیبارٹریوں
 کے بارے میں اس علاقے کے لوگ بہت کم جانتے ہیں تو اس قدر
 دور دوسری ریاست کے لوگ اس بارے میں کیا بتا سکیں گے۔
 صالح نے منہ بناتے ہوئے غصے لیجئے میں کہا۔

ولنگن سے ناکس ریاست پہنچنے کے لئے اگر بس کا سفر کیا جاتا تو
 اس سفر میں کتنی روڑ لگ سکتے تھے جبکہ ہوائی جہاز کے ذریعے یہ سفر
 پہنچ گھنٹوں کا تھا لیکن عمران نے ولنگن سے یہاں راست ناکس جانے
 کی بجائے ناکس ریاست کی مرحد پر واقع ایک شہر گورنی کے لئے
 تکشیں خریدی تھیں۔ اس نے وہ سب ولنگن سے فلاٹ کے ذریعے
 گورنی پہنچ گئے تھے۔ گورنی ریاست دار جان کا شہر تھا اور گورنی سے
 آگے ریاست ناکس کی مرحد شردنے ہو جاتی تھی جس کا دارالحکومت
 ناکسی ہی کہلاتا تھا۔ گورنی سے ناکسی تک بھی لوکل قلائل جاتی
 تھیں اور یہ سفر صرف ڈریج گھنٹے کا تھا لیکن گورنی سے ناکسی تک
 بس کا سفر سالائی چھ گھنٹوں میں ٹھہرتا تھا۔ عمران کے ساتھی اس
 وقت گورنی کے ایک ہوتل کے کمرے میں بیٹھے ہات کافی ہیئے میں
 صرف تھے۔ جبکہ عمران انہیں چھوڑ کر جلا گیا تھا۔ پھر تقریباً ڈریج

ہیں آگے بڑھاتے ہیں جیسے کہ تم نے کنٹک سینہ کے ہیڈ کو اور اُر
میں کارروائی کی اور اس کے سب ہیڈ کو اور اُر کو بھی جیاہ کر دیا۔ لیکن
اصل بات یہ ہے کہ شترنخ کھیلنے والا لیڈر ہوتا ہے۔ ہم لوگ صرف
ہرے ہوتے ہیں اور یہ عمران صاحب کی سہریانی ہے کہ وہ ایک
ہرے کی بھی مات نہیں ہونے دیتے اور بازی بھی جیت جاتے
ہیں۔ حضور نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ
مقدار کی بات کا کوئی جواب دیتا، کرے کا دروازہ کھلا اور عمران اس
دہرازیں اندر داخل ہوا کہ وہ سب یہ اختیار پہنچ پڑے۔

”کیا ہوا ہے تمیں۔“ جو لیا نے پہنچ کر اور اہتمامی تشویش
بھرے لئے میں کہا۔

”یہ پوچھو ک کیا ہیں ہوا۔“ عمران نے ایک طویل ساتھ
لیتے ہوئے کہا اور اس طرح کری پرڈھیر ہو گیا جیسے سینکڑوں ملبوں
کے پہلوں پھٹا ہوا آیا ہوا اور اب اسے بیٹھنے کا موقع ملا ہوا۔ اس کا پھرہ
کوئی ہوا تھا۔ آنکھوں میں ویرانی تھی۔ اسے دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے
کوئی جواری اپنی زندگی کی آخری پوچھی بیک ہمار آیا ہوا۔

”کیا نہیں ہوا۔“ جو لیا نے ہماری حالات کیوں ہو رہی ہے۔ ”جو لیا
نے بھلے سے زیادہ تشویش بھرے لئے میں کہا۔

”ہوا تو کچھ نہیں البتہ ہونے والا ہے۔“ عمران نے اسی لئے
میں کہا تو اس بار جو لیا کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی پہنچ پڑے۔
”کیا ہونے والا ہے۔“ جو لیا نے حریت بھرے لئے میں کہا۔

”مس صالح۔ تاراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔“ ہم آپ سے
زیادہ طویل عرصے سے عمران صاحب کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔
عمران صاحب کا اپنا ایک انداز ہے۔ آپ کی بات درست ہے کہ
لیبارٹری کے بارے میں جو معلومات تاکسی میں مل سکتی ہیں وہ
ہیاں نہیں۔ لیکن یہ بات کیسے معلوم ہوگی کہ تاکسی میں ہمارے
خلاف کیا جال بتایا جا چکا ہے۔ ایسا جال کہ ہم تاکسی پہنچنے کے
ہونے پہلوں کی طرح ان کی جگہ میں جاگریں۔ اس بار کسیں
ٹکلیں نے کہا۔

”اوہ۔ تو عمران صاحب اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنے
گے ہیں۔ لیکن ایسی معلومات انہیں اس اجتماعی علاقے میں کون دے
سکتا ہے۔“ صالح نے پہنچ کر کہا۔

”عمران کے لئے کوئی علاحدہ اجتنبی نہیں ہوتا۔ اس کا کوئی نہ کوئی
دوست ہر علاقے میں ہو تو ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ لفڑی میں
بہر حال لوگوں سے اس کے بڑے گھرے تحفہات ہیں۔ اس نے لالہا
جہاں کے لئے یا تاکسی کے لئے ہیاں سے کوئی نہ کوئی سب حاصل کی
ہوگی۔“ جو لیا نے جواب دیا۔

”اصل بات یہ ہے کہ سارے کام عمران خود کرتا ہے اور اسیں
اس نے بس دم پچھلے بنانے کر رکھا ہوا ہے۔“ تنویر نے جواب لے
خاموش رہا ہوا تھا، مت ہتھاتے ہوئے کہا۔

”بات نہیں ہے تنویر۔“ جہاں ضرورت ہوئی ہے عمران صاحب

”ہمارے استقبال کے لئے ریڈ آجنسی کا سیکشن اے ناکسی ہے۔
اس بارے میں م حلوات وہاں ناکسی سے ہی مل سکتی ہیں۔
ہاں سے تو ہمیں مل سکتیں۔ صاف کے نے کہا۔ وہ شاید ابھی تک
ہاں پر اڑی ہوئی تھی۔

”پہنچنے سے میں نے اس بارے میں بپ حاصل کرنے کی
کوشش کی تو ہماں کی بجائے ہماں کی ایک بپ مجھے مل گئی۔ ویے
بھی مجھے اندازہ تھا کہ آپریشن ہیڈ کوارٹر کی تباہی کی وجہ سے اس بار
ہمون نے ہمیں گھیرنے کے لئے انتہائی اعلیٰ پیمائے پر اختیارات کے
ہمون گے اور انہیں یہ بھی اندازہ ہو گیا ہوگا کہ آپریشن ہیڈ کوارٹر کا
مریض چونکہ یہ بات جانتا تھا کہ ایم ایم پرائز اور ڈاکٹر شجاعت علی
ہمون کو بلیوباکس بھجوایا گیا ہے۔ اس لئے اس کا عالم ہمیں بھی ہو
گیا ہوگا۔ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب، آپ کی بات درست ہے۔ جب تک ہمیں
ہارگز کا حتی طور پر علم نہ ہو جائے ہم ویسے تو اوسر اور ٹکریں
لائے رہے اور یہی سے وقت گزرتا چاہا ہے معااملات ہمارے
خلاف ہوتے جائیں گے کیونکہ ساتھ دان شجاعت علی ان کے
اتھوں میں ہے۔ آج نہیں تو کل وہ اس سے اس پرائز کے بارے
میں بپ کو معلوم کر کے اسے بلاک کروں گے اور ہو سکتا ہے کہ
وہ پراؤ بھی ہمیں اور شفت کر دیا جائے۔ ہم کہاں کہاں اس کے مجھے
مارے بارے پھرتے رہیں گے۔ کیپشن ٹکل نے کہا۔

”اسی لئے تو ہماں دوڑ کر کے تھک گیا ہوں۔ عمران نے

”ہمارے استقبال کے لئے ریڈ آجنسی کا سیکشن اے ناکسی ہے
چکا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ناکسی میں ایک گینگ ہے جسے ریڈ
کارڈ کہا جاتا ہے۔ وہ بھی سیکشن اے سے مل کر ہمارے خلاف
کارروائی کرے گا۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر کیا ہوا۔ کیا ہمیں بارہ ہمارے خلاف ایسا ہو رہا ہے کہ تم
اس قدر شکست اور نذھال تکرا رہے ہو۔ جو یا نے مت بناتے
ہوئے کہا۔

”میری ساری تھکاوٹ کی وجہ سیکشن اے یا گینگ ہے۔
کچھ اور ہے۔ عمران نے اس بارہ مسکراتے ہوئے کہا۔

”کچھ اور۔ کیا مطلب۔ جو یا نے چونک کر کہا۔

”مجھے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ بلیوباکس نامی لیبارٹی
کہاں ہے۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ میں نے ناکسی کا نقشہ دیکھا ہے۔ اس کا نام
پواستہ وہ سحراب ہے جو شہر ناکسی سے ملختا ہے اور ہماں سیان و نیو،
جاتے رہتے ہیں۔ لانما یہ لیبارٹری اس سحراب میں ہو گی۔ کیپشن
ٹکل نے کہا۔

”ہاں۔ عام حالات میں تو ہمیں سوچا جا سکتا ہے لیکن اگر ایسا ہے تو
پھر بھی اس لیبارٹری کو ٹکس تو کرنا ہے۔ سحراب تو سینکڑوں میلوں
میں پھیلا ہوا ہے۔ عمران نے اس پار سنجیدہ مجھے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

باد۔ تو پھر کس بات کا انتظار ہے جیس۔ تنویر نے فصلے لیجئے

میں کہا۔ پر نیس آر تھر میک ہہنچا اتنا ہی مسئلہ ہے جتنا تمہارے چیف
پیشوں میک ہہنچا۔ ہے وہ خصوصی اجازت دے اسے بھی ریڈ کارڈ
لب کے کسی خاص کرے میں لے جایا جاتا ہے اور پھر اسے دباؤ بے
بوش کر کے پر نیس آر تھر میک ہہنچا بیجا جاتا ہے اور دباؤ اسے ہوش میں
کراس سے ملاقات ہوتی ہے۔ واپس بھی اسی طرح ہوتی ہے۔

عمران نے کہا۔

ہو گی۔ اگر سپلانی کرنے والے کے یادے میں معلوم ہو جائے تو
لیبارٹری کو ٹریک کیا جاسکتا ہے۔ صالح نے پسند لئے خاموش

سلسلہ ہوتا ہی نہیں۔ سال میں ایک آدھ بار ہی کوئی خوش
وقت اس سے ذاتی ملاقات کرتا ہے۔ عمران نے جواب دیتے
ہیں کہا۔

اس سے فون پر رابطہ نہیں ہو سکتا۔ جو یا نے کہا۔
ہے سکتا ہے سہماں سے بھی ہو سکتا ہے میں اس نے ایسا

کہا۔ یا ہوا ہے کہ فون کرنے والا چاہے پہلک فون بوخت سے
وہ تو آسانی سے ٹریک ہو سکتا ہے۔

سارے ناکسی کو معلوم ہے کہ وہ ریڈ کارڈ ذاتی لگب میں یہ خدا
ہے۔ ٹریک کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس کی اتنی لمبی تقریر کے جواب میں مختصر سافتریہ کہا تو کیپشن شکل
نے بے اختیار ہوت بھیج گئے۔

کیپشن شکل درست کہہ رہا ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں جس قدر
جلد ممکن ہو سکے کام سراجام دے دننا چاہئے۔ جو یا نے کہا۔
شکل کی تحدید کرتے ہوئے کہا۔

مجھے بھی معلوم ہے کہ کیپشن شکل درست کہہ رہا ہے میں
ٹارگٹ کو ٹریک کرتا آسان نہیں ہے جتنا مجھے بیجا جاتا ہے۔
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

عمران صاحب۔ اس لیبارٹری کو سپلانی ناکسی سے ہی جاتے
ہو گی۔ اگر سپلانی کرنے والے کے یادے میں معلوم ہو جائے تو
لیبارٹری کو ٹریک کیا جاسکتا ہے۔ صالح نے پسند لئے خاموش
ہے سکتے کے بعد کہا۔

سپلانی اس ریڈ کارڈ کے چیف پر نیس آر تھر کے ذریعہ کی جاتی ہے
یعنی کون لے جاتا تھا اور کس طرح جاتی تھی اور کہاں جاتی تھی اس
کا غلام صرف پر نیس آر تھر کو ہی ہو سکتا ہے۔ عمران نے جواب
دیا۔

پھر تو یہ بڑا آسان ناٹک ہے۔ اس پر نیس آر تھر کو گھر لیتے ہیں۔
ایسا نہ فون کرنے اسے ٹریک کر سکتا ہے۔

سارے ناکسی کو معلوم ہے کہ وہ ریڈ کارڈ ذاتی لگب میں یہ خدا
ہے۔ ٹریک کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ عمران نے جواب

"یہ تو بڑا پر اسرار کردار بنا ہوا ہے۔ جو یا نے کہا اور میر حضور نے انتھال ہوتا ہے اور اس کا مطلب ہے کہ اندر صریحے میں پھونکنے سے اس بارے جواب دینے کی وجہے صرف اشیاء میں سرگرمی ہے اگر تھر نہیں آتا اس لئے آدمی اور عرب ہاتھ مارتا رہ جاتا ہی اکتفا کیا۔

"تو اب آپ نے کیا پلان بنایا ہے عمران صاحب۔" خاصاً اردو زبان کا محاورہ ہے۔ مطلب ہے کہ اندازے سے تے کہا۔

"ہم نے مشن مکمل کرتا ہے اور کیا پلان ہو سکتا ہے۔" میر حضور نے اپنے کہا اور میر حضور نے اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کہ مکمل کرتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میزیر نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کہ مکمل کرتے ہوئے کہا اور میر حضور نے اس کی وجہ پر دروازہ کھلا اور دسڑ کافی کے پر تن ٹرے میں رکھے اندر داخل ہو تو ان کی گھنٹی نج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انٹھا لیا۔

اس نے کافی کے پر تن میزیر رکھے اور پہلے سے موجود پر تن انھا کر دیں۔ مایکل بول رہا ہوں۔" عمران نے کہا۔ داپس چلا گیا۔ عمران نے کافی بنائی اور اس طرح اطمینان سے سر ما یکل۔ سارا ٹو گا ٹکب کے سڑ سو نفت کی کال ہے۔ سپ کرنے لگا جیسے دلنش سے بھاں تک کا سفر اس نے صرف دل هرف سے ایک نوائی آواز بنائی دی۔ پہنچ کے لئے ہی کیا ہو۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں ہر صورت میں اس پرنس آر تھر کا مایکل بول رہا ہوں۔ کوئی پراگرس۔" عمران نے کہا۔ کرتا ہو گا ورش ہم اس طرح اندر صریحے میں تالمک نویاں مارتے ہیں۔ میں سر ما یکل۔ آپ کا تھیر اشارہ درست ثابت ہوا ہے۔

چائیں گے۔" صدر نے کہا۔

"یہ تالمک نویاں کیا ہوتی ہیں۔ مجھے آج تک اس بخلا کی کوئی بکری۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر یہ اختیار نہیں آئی۔ اندر صریحے میں تالمک نویاں مارتا تو کیا روشنی میں بکری کو دیکھا۔

"نویاں نہیں ماری جا سکتیں۔"..... عمران نے کہا تو سب بے انتہا کیا کو دیکھا۔ جو یا نے کہا تو عمران بے اختیار سکراؤ یا۔ نہیں پڑے۔

"مطلوب کا تو ہمیں خود بھی علم نہیں البتہ محاورے کے طور پر سمجھ لی، ہوتی ہیں۔" اس نے بھروسہ اس اندازے کام کرتا پڑتا

اے پر اس نے ایک بار پھر منیر میں کرنے شروع کر دیئے۔
لئے کی کب رابطہ ہوتے ہی ایک نسوائی آواز سنائی دی۔
سار جنٹ سے بات کراؤ۔ میں مانیکل بول رہا ہوں ۔ عمران
نے کہا۔
”ہو مل کریں“ دوسری طرف سے کہا گیا۔
”ہیلو۔ سار جنٹ بول رہا ہوں“ چند لمحوں بعد ایک مرد اس
ساختمانی اس نے رسیور اٹھایا۔ فون سیست کے نیچے موجود بنی
پر لیکر اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر منیر پر لیکر
شروع کر دیئے۔ اسے فون کرتے دیکھ کر جو لیٹا خاموش ہو گئی تھی
آخر میں عمران نے لاڈار کا بیٹن بھی پر لیکر دیا۔ اس کے ساتھ
دوسری طرف سے گھنٹی بجتے کی آواز سنائی دی۔
”یہ، اوه۔ اچھا اچھا۔ آپ کا نام“ دوسری طرف سے چونک
نے کہا گیا۔

”مانیکل“ عمران نے کہا۔
”لاس ڈائٹ کا رابطہ نہیں دیں“ عمران نے کہا تو سب
اختیار چونک پڑے۔ دوسری طرف سے فوراً نہیں بتا دیا گیا تو اس
نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دیا اور پھر فون آتے پر اس نے ایک بار
منیر میں کرنے شروع کر دیئے۔
”یہ، اونکو اسی پلیز“ رابطہ قائم ہوتے ہیں ایک
سوائی آواز سنائی دی لیکن بھی اور آواز بھلے سے مختلف تھی۔
”لکی کب کا نہیں دیں“ عمران نے کہا تو دوسری طرف
صرف ایک لاکھ ڈالر“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

ہے۔ عمران نے کہا۔
”آپ کا کونسا اشارہ درست ثابت ہوا ہے“ مخدود سے ایک
”تیسرا“ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لئے میں کہا
”اور وہ اشارہ کیا تھا“ جو لیا نے جھلانے ہوئے لئے میں کہا
”لکی ڈر“ عمران نے اسی انداز میں جواب دیا اور اس
ساختمانی اس نے رسیور اٹھایا۔ فون سیست کے نیچے موجود بنی
پر لیکر اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر منیر پر لیکر
شروع کر دیئے۔ اسے فون کرتے دیکھ کر جو لیٹا خاموش ہو گئی تھی
آخر میں عمران نے لاڈار کا بیٹن بھی پر لیکر دیا۔ اس کے ساتھ
دوسری طرف سے گھنٹی بجتے کی آواز سنائی دی۔
”یہ۔ اونکو اسی پلیز“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سوال
سنائی دی۔

”لاس ڈائٹ کا رابطہ نہیں دیں“ عمران نے کہا تو سب
اختیار چونک پڑے۔ دوسری طرف سے فوراً نہیں بتا دیا گیا تو اس
نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دیا اور پھر فون آتے پر اس نے ایک بار
منیر میں کرنے شروع کر دیئے۔
”یہ، اونکو اسی پلیز“ رابطہ قائم ہوتے ہیں ایک
سوائی آواز سنائی دی لیکن بھی اور آواز بھلے سے مختلف تھی۔
”لکی کب کا نہیں دیں“ عمران نے کہا تو دوسری طرف
اکیل نہیں بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک بار پھر کریڈل دیا اور پھر
کہا۔

ٹایپر ہے بتاتا۔ عمران نے کہا۔
آپ کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے عمران صاحب۔ ہم آپ
کی لکھن کا تمام مطلب بچھے ہیں۔ کیپشن شکیل نے
سکراتے ہوئے کہا۔

اچھا۔ اگر تم بتاؤ تو سرا وعده کے آئندہ تم سے کچھ نہیں چھپایا
کروں گا۔ عمران نے چیلنج کرنے کے انداز میں کہا۔
اس ڈنگو ناکی ریاست کا ایک بڑا شہر ہے۔ وہ بھی اسی صحراء
کے کنارے پر ہے جس کے دوسرے کنارے پر ناکی شہر ہے۔ آپ
نے وہاں لگی کلب کے سارہ تھت سے پات کی ہے اور سارہ تھت نے
آپ کو بتایا ہے کہ پرس آر تھر ٹیورڈے یعنی منگل کے روز اس ڈنگو
اتا۔

پرس آر تھر تک آپ کو ہبھا دیا جائے گا۔ ایک لاکھ ڈالر معاوضہ
ہو گا۔ کیپشن شکیل نے کہا تو عمران اس طرح آنکھیں پھاڑ کر
کیپشن شکیل کو دیکھنے لگا جسے وہ انسان کی وجائے کسی ماقوق
افطرت قوت کو دیکھ رہا ہے۔ باقی سب ساتھیوں کے چہروں پر بھی
ہیرت کے تاثرات اپنے آئے تھے۔

”تم نے کسے معلوم کر لیا۔ خاص طور پر یہ کہ پرس آر تھر
ٹھل کے رو را اس ڈنگو آتا ہے۔“ عمران کے لئے میں حقیقی
تریت تھی۔

”عمران صاحب۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ نے ہر قیمت پر اس

”کام کب ہو گا۔“ عمران نے کہا۔

”پرسوں ٹیورڈے ہے اور یہ کام ٹیورڈے کو ہی، تو سلسلہ ہے اور
دوسری طرف سے کہا گیا۔“

”ٹھیک ہے۔ ہم ٹیورڈے کو آپ کے پاس پہنچ جائیں گے اور
آپ کو معاوضہ بھی تقدادا کر دیا جائے گا۔“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ کا کام بھی ہو جائے گا سو فیصد۔“ دوسری
طرف سے صرفت بھرے لیجے میں کہا گیا۔

”اوکے۔“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے
بھرے پر اٹھیتیان کے تاثرات تھے لیکن اس کے سارے ساتھی
خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

”اوے کیا ہوا۔ تم سب خاموش کیوں ہو گئے۔“ تم نے بخوبی
تفصیل بھی نہیں پوچھی۔ عمران نے قدرے ناراٹس سے لے
میں کہا۔

”کیا ضرورت ہے پوچھنے کی۔ جو کچھ ۲۴ گاہستنے آجائے گا۔“ جو یہ
نے ہڑے ہے نیازاد سے لیجے میں کہا تو عمران بے اختیار اس پر اد

”واہ، اسے کہتے ہیں بے نیازی۔“ عمران نے بخوبی ہوئے کہ
پوچھنے کا فائدہ۔ صفر نے کہا۔

”وہ کیا کہتے ہیں کہ ین ملگے موئی میں اور مانگے ملے ہے بھیک۔“
تو نہ کہ تم نے پوچھا نہیں اس لئے میں بتا رہا ہوں۔ اگر پوچھ لیجے تو

اب کب جاتا ہے لاس ڈنگو۔ جو یا نے کہا۔
بس حیاری کرو۔ کل ہم نے وہاں موجود ہوتا ہے۔ عمران
نے کہا تو سب نے اس انداز میں سر بلادیے جسے وہ عمران کی بات
کی توثیق کر رہے ہوں۔

پرنس آر تھر کو گھیرنا ہے تاکہ اس سے بیلو ہاکس لیبارٹری کا محل
وقوع معلوم کر سکیں۔

تاکسی میں یہ کام آسانی سے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ نے انہیں
کوشش کرنی تھی کہ پرنس آر تھر کی نقل دھركت کے بارے میں
تفصیلات معلوم کریں۔ پرنس آر تھر کسی بہت کاتام نہیں ہے۔ وہ
جیسا جاگتا انسان ہے۔ اس لئے لا محالہ وہ کہیں آتا جاتا بھی رہتا ہو گدھ
کوئی نہ کوئی مشائل بھی اس کے ہون گے۔ پھر آپ نے اس
آنٹی بیٹے پر کام کیا تو آپ کو بتایا گیا کہ لاس ڈنگو کے لئے کلب کا
سارہ جست اس سلسلے میں آپ کے کام آ سکتا ہے اور پھر سارہ جست نے
بتایا کہ ٹیوزڈے کو آپ کا کام ہو گا اور آپ نے منڈے کو سارے
ساتھیوں سمیت وہاں پہنچنے کا عندیہ دیا۔ اس سے صاف تاہم ہوتا ہے
کہ آپ مشن کے سلسلے میں آگے بڑھ رہے ہیں ورنہ آپ اکیلے وہاں
چلے جاتے۔ پھر آپ نے سوچا جا سکتا ہے کہ پہنچنے کے پہنچنے سے پرنس آر تھر کسی بھی ورج
سے ٹیوزڈے کو لاس ڈنگو جاتا ہے اور سارہ جست ایک لاکھ ڈالرز کے
کر آپ کو اس سکھیں پہنچا دے گا۔ کیپشن شکیل نے اپنے اندازے
کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اب مجھے چیز سے کھنڈا پڑے گا کہ وہ اپنی شیر مناتے۔ کیپشن
شکیل اگر چاہے تو مجھے بیٹھنے چیز کو بھی نہیں کر سکتا ہے۔ عمران
نے خوفزدہ سے مجھے میں کہا تو سب پے اختیار اس پڑے۔ کیپشن
شکیل کا ہمراہ بھی اپنے درست اندازے پر خوشی سے تھتا اٹھا تھا۔

بیٹ سے شادی اس لئے کی تھی کہ اسے بچپن سے ہی سیکرٹ ہے۔ جن کی حوصلہ پرست تھا۔ اس لئے وہ ایسی کتابیں جلدے شوق کا پڑھتے تھیں جن میں سیکرٹ ہے جن کے کارنامے درج ہوتے تھے پڑھتے تھیں جن میں سیکرٹ ہے جن کے کارنامے درج ہوتے تھے اور ایسی فلمس تو اس نے بے شمار بار دیکھی تھیں جن میں سیکرٹ بیٹ اپنائی کئیں حالات میں مشن کمبل کرتے ہوئے دیکھائے ہے۔ انجیلا کا شوہر رابرٹ بھی ایک مشہور انتہائی تھا اور اس پانے میں۔ انجیلا کا شوہر رابرٹ بھی ایک مشہور انتہائی تھا اور اس نے انجیلا کا شوق دیکھتے ہوئے اسے بھی اپنی ہبھی کے چیزوں سے کہ کر ہبھی میں شامل کرایا۔ اور اس کے لئے انجیلا نے دو سال کی اپنائی سخت اور کوئی ترسیت بھی حاصل کر لی۔ پھر اپنے شوہر رابرٹ کے ساتھ مل کر اس نے بے شمار مشنز میں واقعی اپنائی بے جگری سے کام کیا یعنی ایک مشن کے دوران رابرٹ ہلاک ہو گیا تو انجیلا کا مل سے اس کام سے بیکث اکتا گیا۔ اس نے ہبھی چھوڑ دی۔ اس کے ساتھ ساتھ و نیشن چھوڑ کر وہ ٹاکس ریاست کے اس شہر لاس ڈیگو میں اس نے آگئی کہ اس کی ماں اس علاطے کی بینے والی تھی اور ہماراں اس کی ماں کی کچھ آپانی جانشیدا بھی موجود تھی جو انجیلا نے آکر شکال لی جس کی وجہ سے وہ ہماراں خاصی مستحول و نندگی گزارنے لگی۔ پھر اس کی ملاقات سارہ جنت سے ہوئی جو لکی لکب کا مالک تھا۔ سارہ جنت کا تعلق بھی کسی زمانے میں ایک پرائیویٹ سیکرٹ ہے جن کے رہا تھا لیکن اس نے یہ کام بہت تھوڑا عرصہ کیا اور پھر چھوڑ دیا۔ اس کے بعد وہ لکب لائن میں آگیا اور اس وقت اس کا لکب لاس ڈیگو

سارہ جنت لاس ڈیگو کے لکی لکب کا مالک اور جنرل میجر تھا۔ اس وقت وہ اپنے آفس میں بیٹھا ہوتا۔ بیٹھنے کسی گہری سوچ میں مڑتھا کہ آفس کا دروازہ کھلنے کی آواز سن کر یہ اختیار پتوںک چڑ دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں پنک سی ابھر آئی۔ آفس میں ایک خوبصورت اور توجوان لڑکی واقع، ہوری تھی جس نے جیزٹر کی پیٹ اور گہرے نیلے رنگ کی شرت ہائی ہوئی تھی۔ کاندھے سے سیاہ روپگ کا ایک جدید بیگ لٹک رہا تھا۔ یہ انجیلا تھی۔ سارہ جنت کی بیوی۔ سارہ جنت اور انجیلا کی شادی کو ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے اور ان دونوں کے تعلقات میں ابھی تک اگر بھوشی موجود تھی۔ انجیلا کی دوسری شادی تھی جبکہ سارہ جنت کی پہلی۔ انجیلا و نیشن میں ہی پڑتھی اور وہاں اس نے ایک سرکاری ہبھی میں کام کرنے والے

سارہست نے بے اختیار
ہے تم پریشانی کا نام دے رہی ہو۔
ایک طویل سائس لیتے ہوئے کہا۔
کیا سودا۔ میں نے کہا ہے کہ کھل کر بات کرو۔ انجیلا
نے صوتی غصے بھرے لجے میں کہا۔
گورنی میں سارا لوگا کلب کے سونفٹ کو تو تم جانتی ہی ہو۔
سارہست نے کہا۔

پاں۔ کیوں۔ انجیلانے حیران ہو کر کہا۔
اس نے مجھے قون کیا اور کہا کہ کیا میں پچاس ہزار ڈالر رکھاتا
چاہتا ہوں۔ جسیں معلوم ہے کہ ان دونوں مجھے بھاری رقم کی اشد
نرورت ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ مجھے اس کے بعد میں کیا
کرنا ہو گا تو اس نے بتایا کہ گورنی میں ایک ایکریمین گروپ موجود
ہے جو مجھے یہ رقم تقدیر ہیا کر سکتا ہے۔ اس نے بتایا کہ یہ گروپ
اپنے کسی اہم کام کے لئے ناکسی کے رینڈاڑا کے چھپ پر نس آرٹھر
سے رہا و راست ملا چاہتا ہے۔ سونفٹ کو میں نے ایک بار بتایا تھا
کہ پرنس آرٹھر لاس ڈیکھیں ہیں اسی کے پاس یورڈے کو آتا ہے۔
اس نے مجھے کہا کہ میں اس گروپ کو صرف سوئیں کاپتے بتا دوں تو
مجھے پچاس ہزار ڈالر مل جائیں گے جس پر میں نے کہا کہ پرنس آرٹھر
اہمی خطرناک آؤی ہے۔ اگر اسے معلوم ہوا یا تو وہ مجھے میرے
کلب سمیت راکھیں جدیل کر دے گا تو اس نے کہا کہ اس کی
گاہنی ہے کہ میرا نام درمیان میں نہیں آئے گا۔ جس پر میں تیار ہو

کا محروف کلب تھا۔ سارہست کا تعلق گوبے شمار لڑکیوں سے بھائی
لیکن اس نے شادی نہ کی تھی اور ایکریمین معاشرت میں یہ بات
محیوب بھی نہ تھی لیکن جب انجیلا اور سارہست کی ملاقات ہوئی تو
دونوں نے ایک دوسرے کو بے حد پسند کیا اور پھر ہند ماہ کی قدر
شب کے بعد ان دونوں نے شادی کر لی اور اب وہ میان زیوی کی
حیثیت سے رہ رہے تھے۔

کیا، ہوا۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔ انجیلانے اندر
داخل ہوتے ہی تشویش بھرے لجے میں کہا۔
”کچھ نہیں۔ کیوں۔“ سارہست نے چونک کر کہا۔
”چہارے پتھرے پر شدید پریشانی کے تاثرات تھے اور اب بھی
محوس ہو رہے ہیں۔“ انجیلانے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی
کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
”کوئی بات نہیں۔ میں دیے ہی۔“ سارہست نے ملائے کے
سے انداز میں کہا۔

ویکھو سارہست۔ تم مجھ سے کوئی بات چھا نہیں سکتے۔ یہاں
بتا دو کہ کیا پریشانی ہے۔ د صرف بتاؤ ہنک تفصیل بھی بتاؤ۔“ انجیلا
تے ہنکے ہمدردانہ لجے میں کہا تو سارہست بے اختیار اپنے پڑا۔
”ایک کاروباری سودا کیا تھا۔ اس سلسلے میں سوچ رہا تھا۔ میرا
دل چاہ رہا ہے کہ اس سودے سے یتھے ہٹ جاؤں لیکن = میری
فطرت کے خلاف ہے۔ اس لئے میرے اندر شدید لمحکش جاری گی۔“

تو اس سوئی نے جہیں بتایا ہے کہ پرنس آر تھر ہر ٹیورڈ فے کو
انجیلانے کیا۔
میں آتا ہے۔ سارہ جٹ نے جواب
ہاں۔ اور یہ بات واقعی درست ہے۔
بیٹھے ہوئے کہا۔
تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے سارہ جٹ۔ تم ایک لاکھ ڈالرز
جے نے اپنا سب کچھ گزانتے پر تل گئے ہو۔ نجاتے یہ گروپ کون
ہے اور کیوں پرنس آر تھر سے اس انداز میں ملنا چاہتا ہے۔ تم ایسا
کرو کہ سوئی کو ان کے بارے میں بتاؤ اور خود ایک طرف ہو
انجیلانے بڑے سمجھیدے لجھے میں کہا۔

نہیں۔ میں اب وعدہ کر کے یہ چھے نہیں ہٹ سکتا۔ یہ میری
نظر کے خلاف ہے البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ میں اس گروپ
ماں اور گریٹار کر لوں اور پھر سوئی کو فون کر کے بتا دوں کہ یہ لوگ
ہاں کیوں آئے تھے۔ اس طرح ہم ریڈ کارڈ کے عتاب سے نجک جائیں
گے۔ سارہ جٹ نے کہا۔

کیسے نجک جاؤ گے۔ اس نے اسی بات پر بگڑ جاتا ہے کہ تم نے
اسیں اس کی اصلیت بتائی ہی کیوں۔ اور ہاں اب تک شاید اسے
معلوم نہیں ہے کہ تم اس کی اصلیت جانتے ہو۔ اس نے اس نے
نہ لادے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی لیکن جیسے ہی اسے معلوم ہو گا
کہ تم اس کی اصلیت جانتے ہو تو وہ فوراً تھاری صوت کے احکامات
ہاں کر دے گا۔ انجیلانے پریشان سے لجھے میں کہا۔

گیا۔ پھر اس گروپ کے بیڈر مائیکل کی فون کاں آئی۔ میں جو نکل
تندیذب کا شکار تھا اس لئے میں نے اسے محاونہ پر پیاس ہزار کی بجائے
ایک لاکھ ڈالرز کا ہبہ دیا اور تم حیران ہو گی کہ اس مائیکل نے بغیر
کسی بھکھاہٹ کے اسے تسلیم کر دیا۔ اب وہ ہمارا ٹیوزڈے کو آئیں
گے اور مجھے ایک لاکھ ڈالرز ادا کریں گے اور میں اسیں سوئی کا پتہ
بیٹا دوں گا۔ جہاں ان کی ملاقات پرنس آر تھر سے ہو جائے گی۔
سارہ جٹ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

ایسی کیا ملاقات کرتا چاہتے ہیں جس کے لئے یہ اندرا اختیار کیا
جا رہا ہے اور پھر ایک لاکھ ڈالرز بھی دیتے جا رہے ہیں اور یہ سوئی
کون ہے۔ انجیلانے بڑے مشکوک سے لجھے میں کہا۔

سوئی کسی زمانے میں میری بھی دوست نہیں ہے۔ پھر
میا کسی چلی گئی۔ ہمارا دو رینڈ کارڈ میں کام کرتے تھے۔ ہمارا پرنس
آر تھر نے اسے دیکھا تو وہ اسے پسدا آگئی۔ سوئی ہونک ہمارا گی رہنے
والی تھی اس نے پرنس آر تھر نے اسے دوبارہ ہمارا مستقل بھجوایا۔
ہمارا اس کو اہتمائی شامدار جو یعنی خرید کر دی۔ اعلیٰ معیار کی
کارو۔ سارہ جٹ نے کہا۔

اوہ، اوہ، کہیں تم داٹ فلاؤر کی بات تو نہیں کر رہے۔ انجیلا
نے جو نکل کر اس کی بات کلتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ اس کا اصل نام سوئی ہے۔ یہ نام تو اسے پرنس آر تھر
نے دیا ہے۔ سارہ جٹ نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ واقعی تم نے جس پہلو سے بات کی ہے۔ اس پہلو
میں نے عنوری نہیں کیا۔ تو پھر اب کیا کرتا چلے ہے۔ سارہست
نے کہا۔

”کرتا کیا ہے۔ ان سے رقم وصول کرو اور پھر انہیں ہلاک
کر کے ان کی لاشیں کہیں پھینکوادو اور خاموش ہو کر پیٹھے جاؤ۔ جسکے
تھماری مطلوب رقم مل جائے گی اور آئندہ کی پریشانیوں سے بھی ڈالے
جاؤ گے۔ انجیلانے کیا تو سارہست پے اختیار اچھل پڑا۔
”ویری گذ۔ تھماری تجویز واقعی مجھے پسداں ہے انجیلانے یعنی
سارہست نے جوش بھرے لجے میں بات کرتے کرتے اپنا نک انجیل
پڑتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا۔ انجیلانے چونک کر کہا۔
”یہ لوگ ہو سکتا ہے کہ اکٹھے نہ آئیں۔ ان میں سے ایک آئے
اور ہم زیادہ اسے ہلاک کر سکیں گے۔ باقی لوگ تو اتنا ہم
پر چڑھ دوں گے اور جو لوگ اس محوی سے کام کے لئے ایک لاکھ
ڈالر رخچا کرئے پر تیار ہیں وہ اتنا تنوالہ بھی نہیں ہو سکتے جسام
سکھ رہے ہیں۔ سارہست نے کہا۔

”ہاں۔ تھماری بات درست ہے۔ تو پھر الجہاں کہ تم سوئیں کا
سماں وہ خود ہی ان کا انتقام کرائے گی۔ انجیلانے کہا۔
”پھر وہ سب سے بھٹے ہی پوچھے گی کہ میں نے پرانس آر تھر کو
کیوں اوپن کیا ہے اور پھر لا امکال ہے یہ بات پرانس آر تھر کے نولیں

”انجیلانے اگر وہ۔ انجیلانے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اس طرح تو تم اپنی شاختہ بھی ساختہ ہی کر ادھر گی۔ کوئی ایسا

”اوہ ہاں۔ واقعی تم نے جس پہلو سے بات کی ہے۔ اس پہلو
نے کہا۔

”کرتا کیا ہے۔ ان سے رقم وصول کرو اور پھر انہیں ہلاک
کر کے ان کی لاشیں کہیں پھینکوادو اور خاموش ہو کر پیٹھے جاؤ۔ جسکے
تھماری مطلوب رقم مل جائے گی اور آئندہ کی پریشانیوں سے بھی ڈالے
جاؤ گے۔ انجیلانے کیا تو سارہست پے اختیار اچھل پڑا۔

”ویری گذ۔ تھماری تجویز واقعی مجھے پسداں ہے انجیلانے یعنی
سارہست نے جوش بھرے لجے میں بات کرتے کرتے اپنا نک انجیل
پڑتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا۔ انجیلانے چونک کر کہا۔
”یہ لوگ ہو سکتا ہے کہ اکٹھے نہ آئیں۔ ان میں سے ایک آئے
اور ہم زیادہ اسے ہلاک کر سکیں گے۔ باقی لوگ تو اتنا ہم
پر چڑھ دوں گے اور جو لوگ اس محوی سے کام کے لئے ایک لاکھ

ڈالر رخچا کرئے پر تیار ہیں وہ اتنا تنوالہ بھی نہیں ہو سکتے جسام
سکھ رہے ہیں۔ سارہست نے کہا۔

”ہاں۔ تھماری بات درست ہے۔ تو پھر الجہاں کہ تم سوئیں کا
سماں وہ خود ہی ان کا انتقام کرائے گی۔ انجیلانے کہا۔

”پھر وہ سب سے بھٹے ہی پوچھے گی کہ میں نے پرانس آر تھر کو
کیوں اوپن کیا ہے اور پھر لا امکال ہے یہ بات پرانس آر تھر کے نولیں

چارے گروپ کی کارکردگی بھی سلمت آجائے گی۔ سارجسٹ

نے کہا۔ گھوڑا آئی ہے۔ یہ مچھے کتنی فیس دو گے۔ انجیلانے کہا۔

اوی رقم چاری۔ سارجسٹ نے کہا۔

اوکے۔ ڈن۔ اب سنو جب بھی یہ لوگ چہارے پاس آئیں۔ تم نے مچھے فون کر کے اشارہ کر دیتا ہے۔ باقی کام میں خود کرالوں میں۔ سارجسٹ نے کہا۔

ان کے سلمنے کیا اشارہ دوں۔ سارجسٹ نے کہا۔

تم مچھے فون کر کے کہ دیتا کہ ایک گھنٹے بعد بات کروں۔ فی الحال میں فارغ تھیں ہوں۔ انجیلانے کہا۔

ٹھیک ہے۔ ڈن۔ سارجسٹ نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

ڈن۔ انجیلانے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے اوپنی آواز میں کہا اور پھر دوں ہوں یہی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

نام رکھو جس سے چہاری شاخت فوری نہ ہو سکے۔ سارجسٹ

نے سکراتے ہوئے کہا۔

یہ تو میں نے اپنے طور پر رکھا ہوا ہے۔ ابھی تو اس پر کام ہو ہے۔ جب ہم عملی کام کے لئے اتریں گے تو پھر نام بھی رکھ لیں گے۔ انجیلانے کہا۔

تو چہارے گروپ کو ہذا کام میں دے دیتا ہوں۔ پست بھی لگ جائے گا کہ تم نے اس کی تربیت کیسی کی ہے۔ سارجسٹ نے کہا تو انجیلانے اختیار اچھل پڑی۔

کیسا کام۔ تفصیل سے بات کرو۔ انجیلانے کہا۔

یہ گروپ گورانی سے ہمارا آئے گا۔ اب چہارے آدمیوں نے بس ٹریننگ اور ایر پورٹ دو توں جگہوں پر ان کی نگرانی کرتی ہے۔

ظاہر ہے یہ جو گروپ ہو گا وہ ہمارا اکھڑا آئے گا۔ اس کے بعد وہ سب ہمارا لکھی لکب میں آتے ہیں پا کچھ طیحہ ہو جاتے ہیں اور کچھ یا ایک ہمارا آتا ہے۔ اگر تو یہ سارا گروپ ہمارا آجائے تو پھر کوئی مدد نہیں ہے۔ میں ان سے رقم لے کر انہیں سوچنی کا پڑتے ہیں ڈن گد

ظاہر ہے وہ پوچھے کر یا ہر جائیں گے اور چہارا گروپ کسی بھی منابع جگہ پر ان پر فائز کھول کر انہیں ہلاک کر سکتا ہے اور اگر گروپ باہر رک جائے تو ہو بھی آئے گا وہ رقم دے کر اور پست پوچھ کر واپس اپنے

گروپ کے پاس جائے گا تو چہارا گروپ ان کا خاتمہ کر دے۔ اس طرح ہم سلمت بھی نہیں آئیں گے۔ بھاری رقم بھی کمالیں گے اور